

مترجم

جناب الحاج مولانا اشراق حسین



ابونصوہ راحمہ بن علی ابن ابی طالب طبری
(از علماء مئے اول قرن ششم)

حجاج طبری

حصہ (اول - دوئم)



ادارہ تحفظ حسینیت
لاہور پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احجاج طبرسی

ابو منصور احمد ابن علی ابن ابی طالب طبرسی
(از علماء اوائل قرن ششم)

حصه (اول۔ دوم)

مترجم

جناب الحاج مولانا اشراق حسین صاحب

ناشر:

ادارہ تحفظ حسینیت علیہ السلام

لاہور۔ پاکستان

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب احتجاج طبری

مؤلف ابو منصور احمد ابن علی ابن ابی طالب طبری
(از علماء اول قرن ششم)

مترجم: جناب الحاج مولانا اشfaq حسین صاحب

طبعہ اول ۲۰۰۹ء

تعداد ۱۰۰۰

ناشر ادارہ تحفظ حسینیت اللہ عزیز لا ہور

ملنے کا پتہ

تمام شیعہ بک طالب پر دستیاب ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

انتساب

دنیا کے مظلوم ترین امام حضرت حسن مجتبی (علیہ السلام) کے نام
نامی اور اہلیت اطہار (علیہم السلام) کے شیدائی جدنامدار شہید جناب
سجاد حسین مرحوم کے نام، جن کو دشمنوں نے ۲۸ صفر ۱۳۵۷ھ مطابق
۱۹۳۸ء کو حضرت رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور آنحضرت کے
سبط اکبر حضرت امام حسن مجتبی (علیہ السلام) کے تابوت کی حفاظت
کرتے ہوئے شہید کر دیا گیا تھا۔

اشفاق حسین ابن مرتضیٰ حسین

کربلای (سوزخوان)

احتیاج طبرسی

حصه اول

کچھ کتاب کے بارے میں

(زادہ علی جلال پوری ہندی)

بسم اللہ الرَّحْمَن الرَّحِیْم الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على محمد وآلہ الطاہرین اسلام دلیل و برہان، علم و انتقام کا دین ہے۔ رسول خدا محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور آنحضرت کے ولیت دین اسلام کو ابلاغ کرنے والے، خدا کے خاص نمائندے ہیں، ان کے علاوہ ایسے صحابہ کرام، انصار و مجاہدین، علماء اور مومنین جنہوں نے ولیت سے پنجی محبت کر کے ان کے علوم و معارف سے کسب فیض کیا۔ ایسے لوگوں کا ولایت الہی سے بہت گہرا ابطر ہا ہے۔ کیونکہ اسلام میں جو ولایت ولایت کی ہے کسی اور چیز کو یہ انتیاز حاصل نہیں ہے، اسی کو اسلام کی روح رواں قرار دیا گیا ہے۔ حکومت و سلطنت کا بھی اس ولایت الہی کے مقابلہ میں کوئی خاص مقام نہیں ہے، مگر اس وجہ سے کہ است کیلئے حق و عدالت پر منی معاشرہ تکمیل دیا جائے، اسی لئے جب اہل علم و معرفت کو ولایت کی صحیح معرفت ہو جاتی، پھر وہ کسی قیمت اس سے جدا نہیں ہوتے تھے، لیکن جنہوں نے ان حقائق کو درک نہیں کیا تھا، جن کی حریصانہ آرزویں مادی دنیا تک محدود تھیں، ان لوگوں نے اسلام کے معنوی اقتدار پر قبضہ چکا کر مسلمانوں کا استھان کرنا چاہا اور اسلامی قلمرو پر قابض ہونے کی لائج میں حریم الہی اور ولایت اسلامی کے حدود کو پایہ مال کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، انہیں بنیادی کردار ابو جہل و ابوسفیان اور ان کے پیروکاروں کا تھا، جو روز اول سے رسول اسلام کے سخت ترین دشمن تھے، جنہوں نے کفار و مشرکین اور منافقین کا متعدد مجاز بنا یا، جس کی وجہ سے اسلام کو غیر ملائی نقصان اٹھانا پڑا تھا۔

صدر اسلام کے مخلص مسلمانوں کی سماں تھو رسول اکرمؐ کے عزیز ترین افراد جناب حمزہ اور جناب جعفر طیار جو آنحضرت کے قوت بازو تھے، شہید کر دئے گئے، مختصر ابھی اسلام کے پھولے، پھلنے اور پہنچنے کا وقت تھا، دشمن اسلام کو زبردست نقصان پہنچا کر خود اسلامی مند پر قبضہ جلانے پر کمر بستہ ہو گئے، حالانکہ قرآن ان کی

لامات کر رہا تھا:

۱۰۱۲) هُوَ كَيْفَ تُكَفِّرُونَ وَأَنْتُمْ تُتَلَوُ عَلَيْنَا مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَفِيمَ كُنْتُمْ رَسُولَهُ (آل عمران ۱۰۱۲)

کیونکہ اتم لوگ کافر ہو جاؤ گے جب کہ تم پر آیاتِ الہیہ کی تلاوت ہو رہی ہے اور تمہارے درمیان رسول موجود ہیں۔

اس سے صاف پتہ چلا ہے کہ وجود رسول اور قرآن دونوں نجات کا سبب ہیں اور ان دونوں پر یہاں ذکر کھا ہی کفر، گمراہی و بد بخختی کا سامان فراہم کرتا ہے۔

۱۰۱۳) هُوَ مَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ فَذَلِكَ مِنْ قَنْطَهُ الرُّسُلِ أَفَيْنَ مَاتَ أُوْقِلَ الْفَلَقُّ عَلَى
أَعْغَبِكُمْ وَمَنْ يَنْقُلِبْ عَلَى عَقِيقَتِهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهُ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ

(سورہ آل عمران ۱۰۱۳)

محمر تو صرف ایک رسول ہیں جن سے پہلے بہت سے رسول گذر چکے ہیں، لیکن اگر وہ انتقال کر جائیں یا قتل کر دیے جائیں تو تم اتنے پیدوں (جاہلیت کی طرف) پلت جاؤ گے، جو بھی ایسا کرے گا، اس سے خدا کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا اور خدا عنقریب شکر گذا راوی کو ان کی جزاوے گا۔

اس آیت شریفہ کا خلاصہ یہ ہوا کہ یہاں استفہام حقیقی نہیں ہو سکتا، ورنہ سوال کرنے والے کا جمل لازم آئے گا۔ لہذا یہ استفہام لوٹی یا انکاری ہو گا اور آیت شریفہ میں صحابہؓ طور پر حاصل ہیں جو آنحضرت کی رحلات کے بعد دین سے پھر گئے اور دور جاہلیت کی طرف پلت گئے۔ (القلبتم) الفاظ ماضی ہے تاکہ حقیقی ہو جائے۔ واضح رہے کہ صحابہ تو حیدر ہوت اور معاد سے نہیں پھرے تھے بلکہ جس چیز سے پھر گئے تھے وہ امامت تھی کیونکہ پیغمبر اسلام کے بعد امامت کے علاوہ کوئی ایسا خاص سورہ یا حادثہ وغیرہ پیش نہ آیا تھا کہ جس کو ترک کرنے سے اسلام سے پھر جاتے، اس کا مطلب امامت سے پلت بانا اصول کو جھوٹنے کے مترادف ہے۔

آیت یہ بھی بتا رہی ہے کہ بسطِ حجۃ جناب موعی کی عدم موجودگی میں نبی اسرائیل کے لوگ مرد ہو گئے اور

جتاب ہاروں کو چھوڑ کر سامری کی پیری وی اور گوسالہ کی پرتش ہونے لگی تھی۔ اسی طرح بعد رسول علی ابن ابی طالب کو چھوڑ کر رسول کی پیری وی کر لی گئی۔ علاوه بر اس

﴿وَمَنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْأَغْرَابِ مُنَافِقُونَ وَمَنْ أَهْلَ الْمَدِينَةَ مَوْدُواً عَلَى النَّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ﴾

نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ سَنَدُّهُمْ مَرْتَبَتِنَ لَمْ يُرَدُّنَ إِلَى عَذَابٍ عَظِيمٍ ﴿۱۰۱﴾ (سورہ توبہ ۹/۱۰۱)

اے پیرے رسول! جو کچھ منافقین تمہارے اطراف اور کچھ اہل مدینہ میں سے ایسے ہیں جو اپنے نفاق پر اڑے ہوئے ہیں آپ ان کو نہیں جانتے، ہم انھیں اچھی طرح جانتے ہیں، خنثیریب ان کو دہرا عذاب کریں گے، اس کے بعد وہ عذاب عظیم کی طرف بیجھ جائیں گے۔

پیغمبر اسلام سے منافقین کی مخالفت کی ایک خاص وجہ یہ ہوئی کہ صدر اسلام میں بہت سے قریش علی ابن ابی طالب کے ہاتھوں واصل جنم ہوئے تھے، جنہوں نے ہرگز دل سے اسلام قبول نہیں کیا تھا، وہ تو پیغمبر اسلام کے ساتھ ہو گئے تھے۔ یہ لوگ علی ابن ابی طالب کی زیر ولایت نہیں آنا چاہتے تھے۔ طلحہ وزیر اور سعد ابن ابی وقاص وغیرہ نے بھی رسول اللہ کے ساتھ جنگوں میں شرکت کی تھی اس لئے خلافت کیلئے نامزد نہیں کیا گیا تھا، اب ابو بکر نے چونکہ کسی جگہ میں شرکت نہیں کی تھی اور خاندان اپنی اعتبار سے مالدار تھے، عمر اور عثمان کا بھی قریش کیا تھوڑی جگہ اختلاف نہ تھا، لہذا قریش کی ان سے کوئی کینہ وعداوت نہ تھی، چنانچہ قریش نے یہ خاکہ حضور اکرم نبی سے تسلیم کر کر تھا کہ خلافت کا نقشہ ہی سُخْ کر ڈالا جائے۔ قرآن کی پیشین گوئی کے مطابق آنحضرت کی آنکھ بند ہوتے ہی لوگ جاہلیت کی طرف پلت گئے، مسلمانوں پر ایڈ اور واذیت، خاص طور سے اہلبیت رسول پر مصائب کے پھاڑھائے گئے کہ کبھی بھی ایسا علم و تمدن و آسمان نے نہیں دیکھا ہوگا، اس وقت کے سیاہ کرتوں سے اور اس تاریخ پر ہیں۔

﴿وَمَنْ يَرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنِ دِيَنِهِ فَإِمْتُ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَئِكَ حَبْطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا

وَالآخِرَةِ وَأُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿۲۱۷﴾ (سورہ بقرۃ ۲/۲۱۷)

جو بھی اپنے دین سے پلت جائے گا اور کفر کی حالت میں مر جائیگا اس کے سارے اعمال بر باد ہو جائیں گے

احتجاج طبرسی

(۴۹)

اور وہ جنپی ہو گا، وہیں بھی شر ہے گا۔ بعد رسول؟ پوتے نامور اور اصحاب مرتد ہو گئے۔ اس سیاہ عہد کا مورخین نے بہت کم ذکر کیا ہے۔ اسلامی حمالک میں بھی اجنبیوں کے تحت تاثیر حکمرانوں نے ان ظلم و زیادتی پر کتمان نمائی کی ہے۔ اگرچہ جوان اور غیر متصبب پر ہالکھاطب خاص طور سے ان حاسِ موقعیت کا جا کرہ لیتا چاہتا ہے، وہ اس خلاش میں ہے کہ کیونکہ الہمیت رسول، علی ابن ابی طالب اور ان کی اولاد پر طرح طرح کے ظلم و اوار کئے گئے اور ان کی سُلطُنی ہوئی؟

امام علی پر کتنا ظلم و ستم ہوا کہ جملہ کہنا پڑا، جو جتاب ہاروں نے جتاب موئی کے جواب میں کہا تھا:

هُوَ أَنَّ الْقَوْمَ اسْتَطَعُوهُنِي وَكَادُوا يَقْتُلُونِي (اعراف ۷/۱۵۰)

(یا رسول اللہ!!!) قوم نے مجھے کمزور بنایا تھا اور قریب تھا کہ مجھے قتل کروے۔

(اس سے متعلق روایت، کمال الدین رح، ۲۶۲، المیل شیخ طویل رح، ۱۵۲، حج، ۲۲۹ میں ۲۲۹)

ارشاد القلوب ح ۲، ج ۲۱۹۔ مختار الأوراق ح ۲۸، ج ۵۲، ح ۲۲۲ میں لاحظہ فرمائے ہیں)

رسول اللہ نے اپنی حیات مبارک میں امام علی علیہ السلام سے فرمایا تھا: اے علی! تم میرے بعد بہت جلد قریش اور ان کے تندوں سے ظلم اور ختنی دیکھو گے۔ اگر ساتھی میں تو ان سے بیجاد اور بیخشن سے جنگ کرنا اور اگر یار و مددگار نہ مل سکتی تو صبر کر کے اپنا ہاتھ سیست لیما اور خود کو بلاکت میں نہ رہا۔

اے علی! انتہاری مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہاروں کا موئی سے ہے۔
الہمیت علیہم السلام کے فضائل کی پر یوشیدہ نہ تھے۔

جب حضرت زہر اسلام اللہ علیہم اپنے پوچھا، باجاں ہم الہمیت کے کیا فضائل و مراتب ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرا بھائی علی میری امت سے فضل ہے، ان کے بعد حمزہ و حضرت مہتر ہیں اور تم (فاطمہ) اور دونوں فرزند محسن و حسین، میرے نواسے اور حسین کی طرف اشارہ کر کے کہا اس کے فرزندوں سے، مہدی جو اسی (حسین) سے ہوں گے، مہدی سے پہلے والا اس سے افضل ہے کیونکہ

پہلے والا، بعد والے کا بھی امام ہے اور بعد کے ان کے وصی و جانشین ہیں۔ ہمارا تعلق ایسے خاندان سے ہے کہ خداوند عالم نے ہمارے لئے آنکھ کو دنیا پر ترجیح دی ہے۔

امام علی علیہ السلام کی مظلومیت کے تعلق ہے کہ رسول نے فاطمہ، علی اور ان کے دونوں فرزند پر نظرِ ذاتی اور سلمان سے فرمایا: اے سلمان! خدا کو گواہ بناتا ہوں کہ میں ان لوگوں سے جنگ کروں گا، جو میرے الہیت سے جنگ کریں، یا جنگ کا ارادہ رکھتے ہوں گے، اور ایسے لوگوں سے جوان سے صلح و آشی رکھتے ہوں، ان سے صلح و آشی رکھوں گا۔ جان لو! یہ بہشت میں میرے ہمراہ ہوں گے۔

(اسرار آل محنت) جبراہی کتاب سلم بن قیم بالای ص ۱۳۱)

بعد رسول جو افراد ولایت کو غصب کرنے کے مقدمات میں مصروف تھے، انہوں نے سب سے خطراں کا کام جو کیا وہ یہ کہ:

لوگوں کو، دلائیت الہیہ، کے حقیقی مصادیق یعنی ائمہ الہیت سے دور کیا اور حکومت و امارات پر دینی کھول پڑھایا، نئے نئے مسلمان جو ق در جو ق جو اسلام سے ملکی و مشرف ہو رہے تھے، انہیں اصل مقاصد پر ثابت تحریک کے باجائے اخراج، اختلاف، جنگ و جدال کے ناگوار حالات میں الجھائے رکھا، کفر و شرک کے معنی میں شک و شہید ایجاد کیا، جس کے مقابلہ میں الہیت رسول کو معاشرہ کی اصلاح و ہدایت کی خاطر بڑی تکمیل قربانیاں دینی پڑیں۔

بنی نوع بشر کی ہدایت کیسا تھا اپنی الہیت، صداقت اور اپے حق کا مطالہ کرنے اور حق نہ مٹے پر حضرت امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب نے اتمامِ حجت کیا طرازِ احتجاج و برائیں پیش کئے۔

اگرچہ شفیرا کرم (علیہ السلام) نے امام علی (علیہ السلام) سے فرمادیا تھا:
اے علی! اگر امر حکومت و خلافت میں جنگ و جدال اور خوزریزی کی نوبت پہنچنے والی ہو تو تم ایسے وقت میں نکوت اختیار کر لیتا۔

فتح البلاعہ، ف ۲۷، ص ۱۹ (محدثی، کے حاشیہ سے انزوں)

مرحوم سید ابن طاووس نے کشف الغمہ میں امام علی کے کلمات کو یوں نقل کیا ہے:

رسول اللہ نے مجھ سے ایک عبدالیا ہے فرمایا ہے:

اے فرزند ابو طالب! آپ میری امت کے ولی دعا پرست ہیں، اگر لوگ مسلمت کیا تھا آپ کی ولایت قبول کر کے راضی ہو جائیں تو ان کے انور کی انجام دی کے لئے قیام کرنا، اور اگر وہ اختلاف کریں تو ان کو انھیں کے حال پر چھوڑ دینا کیونکہ اللہ نے آپ کی امامت کو ویلے صحابت قرار دیا ہے۔

رسول اللہ کی رحلت کے بعد امام علی اور حضرت فاطمہ زہرا کو ان کے حق مسلم سے محروم رکھا گیا، امام علی اور بنت رسول اور دیوبیوں صحابہ کرام کے اثبات حق اور مطالبہ حق پر ظلم کیا گیا اور اسی طرح کے دیگر اہل حق و انصاف اور شیخروں کی حقوقیت پر کئے گئے استدلال، اثبات، احتجاج اور برائیں پر مشتمل مطالب کو علامہ طبرسی (رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنی گراں قدر کتاب، «الاحتجاج» میں قلمبند فرمایا ہے۔

محمد اللہ افادیت کے پیش نظر اور وقار میں کے لئے برادر عنزیز جناب جمیۃ الاسلام مولانا اشغال حسین صاحب نے اس کتاب کا ترجمہ کر دیا، اور یہ کتاب مولانا موصوف کی مسامی جملہ اور حوزہ علمیہ یقینیۃ اللہ کے تعاون سے مظفر عام پر آسکی ہے، خداوند عالم کے شکرگزار ہیں کہ اس نے ہمیں بہلیت (علیہم السلام) سے متعلق قدرے حقوق نور و شن اور لوگوں نکت ابلاغ کرنے کی توفیق دی۔ ہم مولانا موصوف تیز دیگر مدربین و اراکین کے بھی شکرگزار ہیں کہ جنہوں نے کسی طرح کا بھی تعاوون فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ بہلیت (علیہم السلام) کے مقام عظمت میں جو کہ تماں نہیں، حق تلوی، شک و شبہات پیدا کئے گئے ہیں، انکا انکشاف کر کے اہل حق و تلاش کیلئے ابلاغ کریں تا کہ حق کا بول بالا ہو سکے، آمین۔

آپ کی دعاوں کا طالب

زادہ علی جلال پوری

کیونکہ آپ نے میرے حکم کی خلافت کی اور میری سرداری کے دائرہ سے خارج ہو کر مدینہ والوں پڑے گئے؟ کیا تم قدر حق نہیں کرتے کہ آخر وقت تک رسول خدا نے مجھے معزول نہیں کیا تھا؟ میں میری اجازت کے بغیر مدینہ میں قیم ہوئے؟

جب ابو بکر نے اسامہ کے خط کو پڑھا تو زی طرح مل گئے اور ان جگہ کو مچوڑ دینا چاہئے تھے کہ عمر بن خطاب نے کہا جس پیرا ہن سے خدا نے تمہارے جسم کو آراستہ کیا ہے اپنے جسم سے مت اتا رہ، ورنہ پیچھتا رہ گے اور کوئی چارہ نہ ہوگا ضروری ہے کہ متعدد خطوط اور مسلسل بیان کے ذریعہ ان سے اصرار کرو، ورنہ دوسروں کو بھی اکساؤ کروہ اسامہ کو لکھیں کہ مسلمانوں کے اختلاف و افترق کا سبب نہ ہو اور جبیہ دوسرے لوگوں نے کیا ہے تم بھی دیساہی کرو اور جمیعت و گروہ مسلمین سے اپنے کو خارج نہ کرو۔ پس ابو بکر اور دوسرے منافقین نے اسی مضمون کا خط اسامہ کو لکھا جس میں یادہ اپنی کمالی گنجی تھی کہ فتنہ و اختلاف پیدا کرنے سے بچتا رہ مسلمانوں کا لحاظ کرو، درست صحیح رائے اور قوم کے سرداروں کے نظر یہ کی خلافت کرو۔

جب یہ خطوط اسامہ کو ملے تو اپنے ساتھیوں کے ساتھ شہر مدینہ میں وارد ہوئے اور علیؑ کے گھر آئے اور پوچھا یہ خداشہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا:

جیسا تم دیکھتے ہو دیساہی ہے، پوچھا کیا آپ نے بیعت کر لی ہے؟

امیر المؤمنینؑ: ہاں، اسامہ، آپ نے بیعت اختیاراً کی یا جبراً اور کراہتاً۔

امیر المؤمنینؑ: مجھے مجبور کیا گیا (میرے ہاتھ کو زبردستی ان کے ہاتھ پر رکھ دیا) پھر اسامہ ابو بکر کے گھر آئے اور خلیفہ مسلمین کے لحاظ سے ان کو سلام کیا۔ ابو بکر نے اس کے سلام کے جواب میں کہا، اے امیر اقتدار، پوری اسلام ہو۔

ابو بکر کا خط اپنے باپ کے نام

بیان کیا گیا ہے کہ جب پیغمبر کی وفات ہوئی اور ابو بکر خلیفہ ہوئے اس وقت ان کے باپ طائف میں تھے۔ ابو بکر نے اس طریقہ سے ان کو خط لکھا۔

از جانب خلیفہ رسول خدا بسوئے ابو تقافذ۔ لوگوں نے میری خلافت پر اتفاق کیا ہے اور راضی ہو گئے ہیں، آج میں خلیفہ خدا ہوں، آپ یہاں تشریف لائیں آپ کی سرست و خوشی کے اس باب میں آپ کی آنکھیں روشن ہوں گی۔

جب ابو تقافذ کو خط ملا تو قاصد سے پوچھا، لوگوں نے علی ابن ابی طالب کی بیعت کیوں نہیں کی؟ اس نے جواب دیا کہ علی جوان ہیں انہوں نے بہت سے قریش اور دوسرے لوگوں کو قتل کیا ہے جس کے سبب ان کے دشمن زیادہ ہیں لیکن ابو بکر پیر مردا اور تجریب کار ہیں۔

ابو تقافذ نے کہا: اگر بڑھا پا اور پیری معاشر خلافت ہے تو میں اس کا باپ ہوں، میری عمر اس سے زیادہ ہے انصاف یہ ہے کہ علی ابن ابی طالب پر ظلم کیا گیا کیونکہ رسول خدا نے ان کی بیعت کا عہد و پیمان ہم سے لیا تھا پھر ابو بکر کے خط کا جواب دیا۔

از جانب ابو تقافذ اپنے بیٹے ابو بکر کی طرف: لما بعد تمہارا خط ملایا یہی ہے جیسے کسی نے بغیر سوچنے سمجھ لکھ دیا ہو کیونکہ اس کا ایک جملہ درسے جملہ کے مخالف و متضاد ہے ایک مرتبہ لکھا میں خلیفہ رسول خدا ہوں، دوبارہ لکھا میں خلیفہ خدا ہوں پھر لکھا کہ لوگوں نے خلافت دیا اور راضی ہوئے۔

تمہارا یہ کام بہت مشکل کو و مشتبہ ہے مبادتم ایسے امور میں داخل ہو جاؤ کہ جس سے نکلا اور نجات پا:

بہت دشوار ہے، یاد رکھو کہ اس کا انجام مندامت و ملامت اور آتش دوزخ ہے۔

ہاں ہر امر کے ورود و خروج کا راستہ ہے اور مرد عاقل کو دخول سے قبل خروج کی حالت اور نتیجہ کی بدقت جتو و بر سی کر لینا چاہے۔ میری نگاہ میں اس امر بزرگ میں تم کوئیں پڑنا چاہے اور مقدم واولیٰ شخص کی موجودگی میں یہ جگہ خالی چھوڑ دینا چاہے۔

اپنی حفاظت کرو اور خدا کو حاضر و ناظر جان کر اس مقام کو اس کے لئے چھوڑ دو، جان لو کہ آج اس کو چھوڑ دینا بہت کلیں و آسان ہے۔

امیر المومنین علیؑ کے بارے میں ابو بکر کا کلام

عامر شعیی سے روایت کی گئی ہے، اس نے عروہ ابن زبیر، انھوں نے زیر ائمہ عوام سے کہ جب ابو بکر منصب خلافت پر فائز ہوئے کچھ منافقین نے کہا تھا اتنے ابیطالب پر ابو بکر مقدم ہو گئے اور ابو بکر اس خلافت کیلئے علیؑ اپنے ابیطالب سے اولویت رکھتے تھے۔ ابو بکر نے جب یہ بات سنی تو کہا وہ خاموش ہو جائے جو رہا دین سے محرف ہو گیا، جیسے اپنی رفتار، خاتار کا خیال نہیں ہے، آداب محبت و شرائط مودت کی رعایت نہیں کرتا، اس جماعت نے مجبور ایمان کا اٹھا کر کیا ہے اور نفاق و عداوت کو دلوں میں پوشیدہ کر کھا ہے، وہ سب شیطان کے پیرو ہیں، تم ایسا سمجھتے ہو کہ یہ میرا اعتقاد ہے کہ منصب خلافت کیلئے میں علیؑ اپنے ابیطالب سے بہتر و برتر ہوں۔

میں ایسا دعویٰ کیسے کر سکتا ہوں، جبکہ جو سبقت و خصوصیت اور قرابت ان کیلئے ہے میرے لئے نہیں ہے، انھوں نے اس وقت ایمان قبول کیا اور خدا کی عبادت کی جب ہیں کافر تھا، اس وقت وہ غیر بر اسلام کے دوست و موافق تھے جب میں دشمن و خالق تھا، انھوں نے سعادت و خوش بختی میں مجھ پر سبقت کی اگر میں تاسع کر کے غفلت کر دوں پھر بھی ممکن نہیں کہ ان تک پہنچ سکوں، بخدا قسم اعلیؑ اپنے ابیطالب پر دروغگار کی محبت اور تعلق و قرابت رسول اکرمؐ بلندی ایمان کے اعتبار سے ایسا مقام رکھتے ہیں کہ گزشتہ و آئندہ میں سے کوئی بھی کتنی کوشش کرے اس مقام تک نہیں پہنچ سکتا۔

انھوں نے راہ خدا میں جان دینے سے کبھی دربغ نہیں کیا، اپنے چپاز اور بھائی رسول خدا سے بے انتہا محبت کرتے تھے تمام حادثات، مشکلات و مصائب کو مسلمانوں سے محساصاً و دوستاً نہ بر طرف کرتے۔ وہ شبہات کو دور کرنے والے ہیں، وہ خالق پر ایمان کے راستوں کو سدد و کرنے والے ہیں، وہ ہمیشہ شرک و نفاق سے مقابلہ کر کے حقیقت کو روشن کرتے ہیں، وہ رسول سے پہلے رسول خدا سے پہنچتی ہوئے،

وہ سب سے پہلے میدان جنگ میں قدم رکھتے علم و فہم ان کے وجود میں جمع ہے، صفات حسن، معارف و حقائق ان کے قلب میں جاگریں ہیں جو کچھ ان کے دست و سینہ میں ہے اس کو اتفاق اور صرف کرتے ہیں، کیسے کوئی ان کے مقام و منزلت کی آرزو کر سکتا ہے جبکہ اسے خدا اور اس کے رسول نے ولایت موسین اور امامت امت کیلئے نصب و معین کیا ہے، میں نے خود رسول خدا کو فرماتے تھا ہے کہ حق علیؑ کے ساتھ ہے اور علیؑ حق کے ساتھ ہیں۔ جوان کی پیروی و اطاعت کرے ہدایت و خوش بخشی اس کا فیض ہے جوان کی خالفت و خفرمانی کرے وہ بہاکت سے زدیک ہو گا، جو اسے دوست رکھ کر وہ سعادتمند ہے جو اس سے دشمنی رکھے وہ رحمت خدا سے دور ہے۔

اگر کوئی علیؑ ابن ابی طالب کو دوست نہیں رکھتا تو نہ رکھے لیکن ان سے دوستی کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ انہوں نے کبھی بھی خدا کی خالفت نہیں کی، خدا کے علاوہ کسی کی عبادت نہیں کی، اور لوگ وفات رسولؐ کے بعد ان کے بحث میں، ان کی محبت کے وجوب کے اسباب کا کوئی شمار نہیں ہے، علیؑ ابن ابی طالب رسولؐ کے زدیک رشد داروں اور الی بیت میں سے ہیں، وہ تمام چھوٹے بڑے موضوعات کے عالم ہیں، وہ ہر حال میں راضی و خوش نہ ہیں، وہ حادثات و واقعات کے مقابل صابر و تحمل ہیں وہ لوگوں سے برابری و مساوات کا سلوک کرتے ہیں، وہ صاحب لفاء ہم ہیں، وہ روز قیامت کے ساتھی ہیں ان میں تمام خوبیاں اور سارے علوم جمع ہیں، وہ خدا اور رسولؐ کی قربت کا دلیل ہیں، ان کے صفات و مقابلات حدود دثار سے باہر اور درک وصف سے بالاتر ہیں، آگاہی رکھنے والے تنہا کرتے ہیں کہ علیؑ ابن ابی طالب کے قدموں کی خاک پاک ہو جائیں۔

امیر المومنین و عباس ابن عبدالمطلب

ابورافیہ سے روایت ہے کہ میں ابو بکر کے سامنے بیٹھا تھا اسی وقت علیؑ ابن ابی طالب اور جناب عباس پیغمبرؐ کی میراث کے سلسلہ میں اختلاف کرتے ہوئے دارود ربار ہوئے۔

ابو بکر نے حاضرین کی طرف رخ کر کے کہا تمہارے لئے یہ کوئاہ مدد ﷺ علیؑ ابن ابی طالب ہے بلکہ قد عباسؑ کے مقابلہ میں کافی ہیں۔

جناب عباس نے کہا میں پیغمبرؐ کا بچا اور ان کا دارث ہوں اور یہ علیؑ ابن ابی طالب میرے بھائی کے بیٹے اور پیغمبرؐ کے بچا کے بیٹے ہیں جو مجھے میراث رسولؐ سے ردگار ہے ہیں۔

ابو بکر نے کہا اے عباس! آپ اس وقت کہاں تھے جب پیغمبرؐ نے تمام بنی عبدالمطلب کو مجمع کیا تھا جس میں آپ بھی شامل تھے، پھر فرمایا تم میں سے کون ہے جو میرا ساتھ دے گا، وہی میرا صمی و خلیفہ ہو گا وہی میرے قرض کو ادا کر کے میرے وعدوں کو پورا کرے گا، پس سوائے علیؑ ابن ابی طالب کے آپ سب نے انکار کر دیا تھا اور پیغمبرؐ نے علیؑ ابن ابی طالب سے فرمایا تم میرے خلیفہ ہو۔

جناب عباس نے کہا تو اس مقام پر آپ کیوں بیٹھ گئے؟ علیؑ ابن ابی طالب کو مقدم کیوں نہیں کیا؟ اور پس کو امیر و حاکم کیوں بنادیا؟ ابو بکر نے کہا اے فرزندِ ان عبدالمطلب! مجھے چھوڑ دو۔

امارت ولایت کے موضوع پر ابو بکر کی نفتگو

رافع ابن الورافع سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں ابو بکر کے ساتھ سفر کر رہا تھا میں نے کہا مجھے کسی اسی چیز کی تعلیم دیجیے جس کے ذریعہ خداوند تعالیٰ مجھے غیر نوع عطا کرنے؟ ابو بکر نے کہا۔

میرا خود بھی یہی ارادہ تھا چاہے تم سوال نہ کرتے پھر کہا ہرگز خدا کا شریک نہ قرار دو، نماز کی پابندی کرو، اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرو، حج و عمرہ ترک نہ کرو، دو مسلمان کی بھی حکومت و فرمائوائی قبول نہ کرو۔

اس وقت میں نے کہا نماز، روزہ، حج و زکوٰۃ کے بارے میں جو کچھ آپ نے کہا میں اس پر عمل کروں گا لیکن موضوع امارت و حکومت، میں لوگوں کو دیکھ رہا ہوں کہ انہوں نے ثروت و شرف اور قرابت رسول کی عزت و منزلت اسی حکومت کے ذریعہ حاصل کی ہے۔

ابو بکر نے کہا تم نے مجھ سے نصیحت کا تقاضا کیا جو کچھ معلوم تھا تا دیا علوم نیت کے علاوہ کوئی مقصود نہیں، ابو رافع طالی کہتے ہیں کہ پیغمبرؐ کے انتقال کے بعد جب ابو بکر نے حکومت سنبھالی میں نے ان سے آ کر کہا آپ نے مجھ دو مسلمان پر بھی حکومت کرنے سے منع نہیں کیا تھا؟

ابو بکر نے کہا میں نے کہا پھر آپ نے کیسے قبول کر لیا؟ اور امت محمد پر بھی خاک بن گئے؟ انہوں نے کہا لوگ اختلاف میں گرفتار ہو گئے، مجھے خوف ہوا کہ لوگ گراہ و تحرف نہ ہو جائیں پھر لوگوں نے مجھ سے قبولیت کا تقاضا کیا میرے پاس قبولیت کے علاوہ کوئی چارہ کارن تھا۔

فڈک کے بارے میں علیؑ کا ابو بکر سے احتجاج

امداد ابن عثمان نے امام صادقؑ سے نقل کیا ہے کہ جب ابو بکر کی بیعت کر لی گئی اور مہاجرین و انصار پر ان کی حکومت و امارات پا کر دی گئی تو اپنی طرف سے کسی کو سرز میں "ندک" بھیجا کر وہاں سے حضرت زہراؓ کے نمائندوں کو خارج کر دی۔

حضرت فاطمہؓ نے آ کر ابو بکر سے فرمایا: میرے باباؑ کی میراث سے مجھے کیوں محروم کیا اور پائغ فڈک سے میرے نمائندہ کو کیوں کالا؟ جبکہ میرے باباؑ نے حکم خدا سے یہ میں مجھے بخشی تھی۔
ابو بکر نے کہا گواہی پیش کیجئے؟

حضرت زہراؓ نے گواہی کی خاطر ام ایمن کو حاضر کیا، ام ایمن نے کہا: گواہی دینے سے قبل میں تم سے پوچھتی ہوں کیا تم مانتے ہو کہ رسول اللہؐ خدا نے میرے بارے میں فرمایا ہے، ام ایمن جنت کی عروتوں میں سے ہے، ابو بکر نے کہا اہاں، پھر ام ایمن نے کہا جب آیت ﴿فَاتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ﴾ نازل ہوئی تو رسول اکرمؐ نے باعث فڈک حضرت زہراؓ کو عطا فرمایا اور اسے ان سے مخصوص کر دیا۔

پھر حضرت علیؑ بھی حاضر ہوئے اور جیسی گواہی ام ایمن نے دی تھی، وسی تھی گواہی آپؑ نے بھی دی۔ پس ابو بکر نے جناب قاطرؐ زہراؓ کو ایک خط لکھ کر دیا۔ اسی وقت عمر بن خطاب آگئے، قاطرؐ کے دست مبارک میں تحریر ڈیکھنے والوں کے بارے میں استفسار کیا، ابو بکر نے سارا ماجرہ اور خط کا مضمون بیان کیا۔

عمر بن خطاب نے جناب قاطرؐ زہراؓ کے ہاتھ سے خط لے کر چاہڑ دیا۔

حضرت زہراؓ محروم و مغمون وہاں سے نکل آئیں۔ پھر حضرت علیؑ نے مسجد میں آ کر ابو بکر و کچھ مہاجرین و انصار کے سامنے فرمایا! تم نے رسولؐ کے دینے حق کو قاطرؐ سے کیوں لے لیا اور ان کے مخصوص حق و ملکیت سے ایسیں کیوں محروم کر دیا؟

ابو بکر نے کہا یہ میں تمام مسلمانوں کا مال غنیمت ہے اگر فاطمہ گواہی پیش کر سکیں اور ثابت کر دیں کہ رسول نے اپنی زندگی میں انھیں بخش دیا تھا تو ان کا مال ہونا ثابت ہو گا اور ان کیلئے مخصوص نہیں ہو گا۔ علی ابن ابی طالب نے فرمایا: کیا حکم خدا کے خلاف بات کرنا چاہتے ہو؟ ابو بکر نے کہا نہیں۔ امیر المؤمنین نے فرمایا: اگر کسی مسلمان کے ہاتھ میں کوئی مال ہو، میں دعویٰ کروں کہ یہ میری ملکیت ہے تو دلیل تم مجھ سے مانگو گے یا اس سے جو کہ اس مال میں مستمر ہے؟ ابو بکر نے کہا یقیناً آپ سے گواہی کا مطالباً کروں گا۔

امیر المؤمنین نے فرمایا: پھر فاطمہ سے گواہی و دلیل کا مطالباً کیوں کر رہے ہو؟ جبکہ باعث ذکر حیات پیغمبرؐ سے آج تک فاطمہ کے تصرف و ملکیت میں ہے اور وہ مرے مسلمان اس کے مدعی ہیں، ان سے دلیل کیوں نہیں مانگتے؟ ابو بکر خاموش ہو گئے، جواب سے عاجز رہے۔ عمر نے کہا ہے علی! اپنی باتوں کو ختم کرو، ہم تم سے مباحثہ و مناظرہ کی قدرت نہیں رکھتے، آپ کو دلیل قائم کر کے اپنی ملکیت ثابت کرنا چاہئے ورنہ اس زمین میں آپ کا کوئی حق نہیں ہو گا؟

امیر المؤمنین نے فرمایا: اے ابو بکر! میں تم سے پوچھتا ہوں، آیتہ تطہیر کس کے لیے نازل ہوئی ہے؟ ابو بکر نے کہا: خاندان پیغمبرؐ اور آپ کی شان میں۔ امیر المؤمنین نے فرمایا:

اگر کچھ لوگ دختر رسول فاطمہ کے رجس فرش کے بارے میں گواہی دیں تو کیا کرو گے؟ ابو بکر نے کہا اس وقت فاطمہ پر حد جاری کروں گا۔ علی ابن ابی طالب نے فرمایا: اس صورت میں تم نے حکم خدا اور دستور رسول خدا کے خلاف عمل کیا ہو گا اور اگر تم نے ایسا کر دیا تو کافر ہو جاؤ گے۔

ابو بکر نے کہا کیسے؟ علی ابن ابی طالب نے فرمایا:

اولاً خداوند عالم نے طہارت قاطمہ زہرا کی اسی آیت میں گواہی دی ہے اور ان کو ہر طرح کی رجس و برائی سے پاک کیا ہے اور تم لوگوں کی گواہی کو خدا کی گواہی پر مقدم کر رہے ہو۔

ثانیاً: رسول خدا نے فرمایا ہے: دلیل و گواہی مدعی کی ذمہ داری ہے، مذکوہ علیہ ضرف قسم کھائے گا۔ تم

اس حکم سے محرف ہو رہے ہو اور باغِ نذک جو فاطمہؑ کے تصرف میں ہے اور دوسرے لوگ اس پر دعویٰ کر رہے ہیں پھر تم فاطمہؑ سے دلیل دشاید کا مطالبہ کر رہے ہو یہ حکم خدا اور قانون اسلام کے خلاف کام کر رہے ہو۔ مسجدِ نبوی میں بیٹھے ہوئے لوگ علیؑ کے کلمات سے بہت متاثر و متوجب ہوئے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے مخدوم اعلیٰ ابن ابی طالبؑ پنج درست کہدہ رہے ہیں، یہ کہہ کر آپ اپنے گھر واپس چلے گئے۔ اس کے بعد جناب فاطمہؑ ہر ایجاد میں داخل ہوئیں اور اپنے بابا رسول خدا کی قبر کا طواف کرتے ہوئے یہ اشعار پڑھ رہی تھیں۔

ترجمہ: آپ ہمارے درمیان سے چلے گئے ہمارا حال اس زمین کی مانند ہو گیا ہے جس پر مفید بارش نہیں برسی، آپ کی امت نے اختلاف کیا، آپ ان کے امور کے گواہ رہئے گا آپ کے بعد جھوپی اور اختلافی حدیثیں بیان کی گئیں، اگر آپ ہوتے تو لوگوں کے امور اتنے سخت نہ ہوتے کچھ لوگ تندھاہی سے ہمارے مقام و منزلت کو ہلاک سمجھ رہے ہیں، آپ کے جدا ہوتے ہی ہم پر ظلم و ستم ہونے لگے۔ جب تک ہم زندہ ہیں آپ پر گریز کرتے رہیں گے اور جب تک ہماری آنکھوں میں آنسو ہیں روتے رہیں گی۔

علیٰ ابن ابی طالب و خالد ابن ولید

ابو بکر مجدد سے لکھے اور اپنے گھر چلے گئے، پھر عمر بن خطاب کا اپنے پاس بلایا اور کہا کہم نے دیکھا کہ آج علیٰ سے ہماری گفتگو کس انداز میں ختم ہوئی؟ اگر چند دن ایسی ہی بحث و گفتگو ہو جائے تو تین ہمارے امور متراحل اور ہماری حکومت و امارت کی بنا کمزور و خراب ہو جائے گی، اس بارے میں تم کیا کہتے ہو تمہاری رائے کیا ہے؟ عمر بن خطاب نے کہا میری نگاہ میں ان کا وجود ہمارے آرام اور ہماری ترقی کیلئے مانع و رکاوٹ ہے اس کی فکر کرنا چاہئے۔

ابو بکر نے کہا یہ کام کیسے ہو سکتا ہے؟ عمر نے کہا بہت آسان ہے خالد ابن ولید کے ذمہ کر دو۔ آدمی بھیج کر خالد کو بلایا گیا، ابو بکر نے خالد کی طرف رخ کر کے کہا ایک بہت بڑا کام تمہارے حوالہ کرنا چاہتا ہوں، خالد نے کہا جو کہتے حاضر ہوں، چاہے قتل علیٰ ہی ہو۔ انہوں نے کہا ہمارا مقدمہ ہی ہے، خالد نے کہا جیسی رائے دیں میں عمل کروں گا۔

ابو بکر نے کہا مسجد میں علیٰ کے بازوں میں بیٹھ جاؤ جیسے ہی میں نماز تقام کروں فوراً ان کی گردی کر دو۔ اس امداد بتت عجیس زوجہ ابو بکر نے یہ باتیں سن کر اپنی کنیرے کہا کہ فاطمہ بنت رسولؐ کے گھر جاؤ اور یہ پیغام کہہ دو۔

آیت کا ترجمہ: کچھ لوگوں نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا ہے آپ شہر سے باہر چلے جائیں میں آپ کی خیر خواہ ہوں۔ علیٰ ابن ابی طالب نے فرمایا:

اماء سے کہہ دو کہ خدا انھیں اس میں کامیاب نہیں ہونے دے گا، پھر گھر سے باہر آئے اور مسجد میں جا کر خالد ابن ولید کے بازوں میں بیٹھ گئے۔

ابو بکر نے نماز شروع کی جب تشدید پڑھ چکر تو اپنے حکم پر نادم و پیشان ہوئے اور اتنا بے چیز ہوئے

کہ بے اختیار سلام پڑھنے سے پہلے ہی خالد کو متوجہ کر کے کہا جو میں نے تم کو حکم دیا ہے اس پر عمل نہ کرنا۔
 امیر المؤمنین نے جیسے ہی نماز تمام کی خالد کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا تباہ ابوبکر نے کیا حکم دیا تھا؟
 خالد نے کہا آپ کی گردن مارنے کا حکم دیا تھا، اگر سلام سے پہلے منع نہ کیا ہوتا تو آپ کو قتل کر دیتا۔
 یہ سن کر علی اہل ابیطالب نے خالد کو پکڑ کر بہت زور سے جھوٹا اور زمین پر پیش دیا لوگ علی کی طرف
 دوڑے اور قسم دے کر خالد کو چھڑایا۔ پھر عمر کے گلے کو زور سے دبا کر فرمایا: اے صہاک کے بیٹے! اگر
 وصیت رسول نہ ہوتی تو تجھے معلوم ہو جاتا کہ تم میں کون کمزور و بے یار و بے گار ہے۔

غضب فدک کے بعد ابو بکر کے نام علیٰ کا خط

نجات کی کشیوں کے سینوں سے قند و فساد کی اسوانح کو چیڑالو، خواہش پرست و مکار لوگوں کے ساتھ خود پسند لوگوں کے غور و تکبیر کے تاجوں کو نیچے گرا دو، مبدأ فیض و نور سے استفادہ کر کے صرف اسی مبدأ کی طرف متوجہ ہو، نقوص ظاہرہ کی میراث انھیں واپس کر دو، جہالت غفلت و حیرت کے احاطے سے باہر آ جاؤ، میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ تم پچلی کے گرد گھونے والے چشم بست اونٹ کی طرح سرگردان وجیر ان پھر رہے ہو۔

خداقسم! اگر مجھے اجازت ہوتی تو تیار شدہ فعل کو تیز و آہنی بھیسا سے کائیں کھڑکی طرح تمہارے سروں کو جسموں سے جدا کر دیتا اور تمہارے دلیر دن کے کاسہ سر کو ایسے چھوڑ دیتا جیسے تمہاری آنکھیں محروم ہوئی ہوں اور تم سب کے سب جیران و دشت زدہ ہو جاتے، میں وہی ہوں جس نے جمعیت کیش کو پرالدہ کر دیا، لشکر دل کی نیست و نابود کر دیا، تمہارے نظام حکومت کو درہم برہم کر دیا، ہمیشہ میدان جنگ میں ہمیشہ مشغول جہاد و مقابلہ رہا اور تم اپنے گھروں میں اعتکاف کئے بیٹھے رہے، میں کل تک شب و روز بیشتر کے ساتھ ساتھ تھا اور تم سب میری رفتار و گفتار سے آ گا ہو۔

تم نے میری منزلت و بلندی کی تقدیق کی، اپنے باپ کے جان کی قسم تم نہیں چاہتے کہ نبوت خلافت ہمارے خاندان میں جمع ہو جائے، باہمی تم نے بدر دخمنی کی دشمنیوں کو فراموش نہیں کیا ہے۔

بنداق قسم! اگر تم سے ان باتوں کو بتا دوں جو خداوند عالم نے تمہارے لئے مقدر تحریر کیا ہے تو امطراب و بے چینی کے سب تمہاری بڑیوں کے دندان پچلی کے دندانوں کے تداخل کی طرح سے تمہارے جسموں کے اندر کھس جائیں گی، میں اگر کچھ کہوں تو تم اسے حد پر محول کرتے ہو اگر خاموش ہو جاؤں تو کہو گے کہ ابو طالب کا بیٹا موت سے ڈر گیا، افسوس افسوس، مجھے موت کا اس سے زیادہ شوق ہے جتنا شیر خوار پکر کوں!

کے پستان سے ہوتا ہے، میں نے ہی دشمنوں کو شربت مرگ کا مرہ چکھایا تھا، میں ہی جگ کے میدانوں میں دشمنینکواروں اور دبلنڈریزوں کو اپنے ساتھ رکھتا تھا، میں ہی مزکوں میں موت کا استقبال کرتا، مجھے موت کا ذرا سا بھی کوئی خوف و ذریں، میں ہی تاریک راتوں میں گھس کر مخالفین کے جھنڈوں کو سرگوں کرتا میں ہی رسول اکرمؐ کے قلب مبارک سے غم و اندونہ کو برطرف کرتا تھا۔

جو کچھ خدا نے تمہارے بارے میں نازل کیا ہے مجھے معلوم ہے اگر مجھے بتانے کی اجازت ہوتی تو تم گھرے کنویں کی بھی لرزتی رہی کیطرح ہوتے اور حیران و سرگردان بیبا انوں میں گھومتے پھرتے۔

لیکن میں نے اس امر میں آسان و احسان سے کام لیا اور خود اپنی زندگی کو بہت سادہ و آسان بنادیا کہ لذاتِ دنیوی سے دست خالی، تاریکیوں سے دور اور پاک قلب کے ساتھ اپنے پورو دگار سے ملاقات کروں۔

جان لوا تمہاری دنیا کی حقیقت میرے نزدیک اس بادل کی مانند ہے جو ہوا سے اڑتے ہوئے لوگوں کے سروں پر سٹ جاتا ہے پھر پر اگنہہ ہو جاتا ہے۔

بہت جلد تمہاری آنکھوں کے سامنے سے غبار بر طرف ہو جائیں گے اور اپنے اعمال قیچیہ کا نتیجہ دیکھو گے اور اپنے ہاتھوں کے کاشت کے ہوئے گڑوے داؤں کو قاتل و مہلک زہر کی صورت میں کاٹو گے۔

سمح لو! خدا بہترین حاکم ہے اس کے رسول تمہارے سب سے بڑے دشمن و مقابل ہوں گے اور سر زمین محشر و قیامت تمہارے پیغمبر نے کی جگہ ہو گی، خدا تمہیں اپنی رحمت سے دور کر کے ہلاکت و عذاب میں بدلنا کرے گا۔

والسلام على من اتبع الهدى

علیٰ ابن ابی طالب کا خط

ابو بکر نے خط پڑھا تو مجالِ اضطراب و حشمت کہا علیٰ نے میرے اور کتنی جرأت و جسارت کی ہے، اے گروہ مہاجرین و انصارا! کیا میں نے باغِ فردک کے بارے میں تم سے مشورہ نہیں کیا؟ کیا تم نے نہیں کہا کہ انہیاً اپنی میراث نہیں چھوڑتے؟ کیا تم نے رائے نہیں دی، کہ فردک کی منفعت افواج کی آمدگی، سرحد کی حفاظت اور مسلمانوں کے منافع پر خرچ کیلئے ضروری ہے؟ ہاں میں نے بھی تمہاری رائے کو پسند کیا۔

لیکن علیٰ ابن ابی طالب نے اسے تسلیم نہیں کیا اور جھٹی ہوئی بجلی و گرجتے ہوئے بادلوں کی طرح مجھے ڈراستے ہیں وہ دراصل ہماری خلافت ہی کے خلاف ہیں، جبکہ میں نے اس سے استعفی دیتا چاہا اور کنارہ گیری چاہی لیکن تم نے قبول نہیں کیا میں روز اول سے علیٰ کی خلافت و تکار کو پسند نہیں کرتا تھا اور ان کے اختلاف و زراع سے بھاگ رہا ہوں، ابو بکر کی ان باتوں سے غصہ ہو کر عمر بن خطاب نے کہا، ان جملوں کے علاوہ تم کچھ نہیں کہہ سکتے، اس سے زیادہ تم میں طاقت ہی نہیں تم اس کے بیٹھے ہو جو جنگوں میں کبھی آگے نہیں رہا اور تنگی و قحط کے زمانہ میں بھی نہیں رہا، سبحان اللہ! تم کتنے ڈر پوک و بزدل ہو، تمہارا دل کتنا چھوٹا اور کمزور ہے۔ میں نے تمہارے اختیار میں آپ گوارا ذرزال (شیرین و خوشگوار پانی) دیا لیکن تم اس سے استفادہ کیلئے حاضر نہیں ہو اور تم صاف و شفاف پانی سے رفعِ تنگی کر کے سیراب نہیں ہو سکتے، میں نے گردوں اور گردکشوں کو تمہارے سامنے جھکا دیا، روشن فکر و سیاست مدار افراد کو تمہارے گرد جمع کر دیا، اگر میرے اقدامات اور میری فعالیت نہ ہوتی تو یہ کامیابی تمہیں نصیب نہ ہوتی، بطور مسلم علیٰ تمہاری بڑیوں کو توڑوائیں۔

خدا کا شکر کروالی اہم نعمت میری وجہ سے تم کو میر ہو گئی یقیناً جو نمبر رسول پر ان کی جگہ بیٹھے اسے ہمیشہ شکر کرنا چاہئے یہ علیٰ ہیں سخت پتھر کی مانند جب تک انھیں توڑا نہ جائے اس سے پالی نہیں پھونٹے گا، وہ

احتجاج طبرستی

۱۷۳

خطرناک سانپ کی طرح ہیں کہ بغیر کرو جیل کے مطیع نہ ہوں گے تھے درخت کے جیسے ہیں کہ جب تک شہر سملائی جائے پھل نہیں دے گا، انہوں نے ہی شجاعان قریش کو قتل کیا اور گرد نکشوں کو نابود کیا۔

ان تمام چیزوں کے باوجود تم مطمئنِ آرام سے رہو اور ان کی ختنی و تهدید سے خوف نہ کرو، ان کے گرج و چک سے نہ ڈر و تمہیں نقصان پہنچانے سے پہلے ان کے کام درست کروں گا۔

ابو بکر نے کہا یہ مبالغہ آمیز باطنی چھوڑو، اگر چاہیں تو تمہیں اپنے بائیں ہاتھ سے قتل کرو یہ فی الحال ہماری کامیابی کیلئے تین بائیں ہیں

(۱) ان کے یار و مردگان نہیں ہیں تھے وہما ہیں۔

(۲) وصیت رسولؐ کے مطابق عمل کرنے پر مجبور ہیں، وصیت کے خلاف ہم سے معاملہ نہیں کر سکتے۔

(۳) بالفرق عرب کے تمام قبائل و طوائف ان سے باطنی عداوت رکھتے ہیں اور فطری طور پر ان سے

مہر یافی و محبت نہیں کر سکتے یہاں لئے ہے کہ انہوں نے قبائل کے بڑے بڑے بہادروں کو قتل کیا ہے۔

اگر یہ چیزیں نہ ہوں تو خلاف و حکومت ان کیلئے سلم و سبق ہوتی اور ہماری مخالفت کا پچھا اثر نہ ہوتا۔

سنواریؓ نے جیسا لکھا ہے کہ وہ دنیاوی زندگی سے لتعلق ہیں جیسے ہم موت سے بیزار و گریز ایں ہیں

ایسے ہی وہ دنیاوی زندگی و زیست سے بیزار و لائق ہیں۔

کیا تم بھول گئے کہ انہوں نے جنگِ احمد میں کیسی قربانی دی، اس دن ہم سب جنگ سے پھاڑی

بھاگ گئے تھے اور قریش کے جنگجوؤں اور بہادروں نے انھیں ہر طرف سے گھیر لایا تھا اور ان کا قلیقی تھ

فرار و نجات کا کوئی بھی راستہ نہیں تھا لیکن علیؓ نے ایسی شجاعت و بہادری دکھائی کہ دشمن کا شکر تتر تھر ہو گیا۔

اور حصتی بھی تکواریں و نیزے اس پر آتے سب کی کاٹ کرتے تھے اور اپنے مسلسل حللوں سے سروز

تھوں سے جدا کرتے، سروں کو توزتے جاتے، اس طرح انہوں نے سرداروں کے جسموں کو خاک میں

دیا اور انھیں موت کے گھاث ایسے اتارا جیسے اور مژیوں کے گھڑ غصہ و رو بھوکے شیر کے حملہ سے درہم برزا

ہو جاتے ہیں اور راہ فرار اختیار کرتے ہیں۔

حضرت زہرؑ اکافدک کے بارے میں خطبہ اور احتجاج

عبداللہ ابن حمّن نے اپنے پدر بربر زگوار سے ردایت کی ہے جب ابو بکر نے فذ غصب کر لیا اور حضرت قاطعہ کو معلوم ہوا تو آپ نے سر پر متفقہ ڈالا اور چادر اور ڈھونڈ کر قوم کی چند عورتوں کو ساتھ لے کر ابو بکر کے پاس روانہ ہو گئی، "حضرت زہرؑ ابی چادر میں لپٹی ہوئی ایسے چل رہی تھیں جیسے ان کے بیان رسولؐ خدا چلتے تھے آپ جب وہاں پہنچیں، ابو بکر کچھ انصار و مہاجرین کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے پردہ لگوایا اور آپ پردہ کے پیچھے کھڑی ہو گئیں۔

اس وقت رسولؐ کی بیٹی نے ایک دردناک دل توز آپ کی جس سے سب متاخر ہو کر رونے لگا اور ایک بے چینی پھیل گئی، بھر ہوڑا صبر کیا یہاں تک کہ لوگوں کا جوش گزیر تام ہوا، اس وقت آپ نے خطبہ شروع کیا: خدائے جہان کی حمد و شکری کرتی ہوں اس کی ظاہری و باطنی انتہوں اور اس کے احسان کا مشکر کرنی ہوں، اس کی نعمتیں سارے جہان کو گھیرے ہوئے ہیں، اس کے احسان کا دسترخوان ہر جگہ پھیلا ہوا ہے، اس کی خوبیاں شمار و اندازہ اور ہمارے انکار سے باہر ہیں، اس کی نعمتوں پر شکر، ان کے دامن اور اضافہ ہونے کا سبب قریدا گیا ہے اس متواتر اور جاری احسان اس کی تحد و ستائش کا سبب ہیں۔

میں گواہی دیتی ہوں کہ اس کا کوئی شریک و معلم اور فیض و مرگار نہیں ہے، ہاں یہ کہ شہادت اخلاص کی حقیقت ہے تو حیدر و اخلاص کی حقیقت فطری قلوب ہے مقام تو حیدر کی حقیقت و خصوصیات ایمان و فکر کے نور سے ظاہر ہوتی ہیں، ہمارے انکار اس کی ذات کے اور اس سے عاجز ہماری زبان اس کے اضافے کے میان سے قاصر اور جسم کی ظاہری آنکھوں سے اس کا ذرا کرنا ممکن و محال ہے۔

وہ تمام موجودات کو بغیر کسی سابقہ مادہ کے مرحلہ وجود میں لے آیا اور تمام اشیاء کو بغیر سابقہ مثال و نظیر و قائل و صورت کے ایجاد و خلق فرمایا، اپنی مشیت و قدرت کا ملہ سے اپنے کسی نفع و فائدہ کے بغیر کائنات کو

بنایا اور مُثُقِم کیا، اس کا مقصد اظہار قدرت و حکمت اور ظہور لطف و محبت کے سوا یہ کچھ بھی نہیں ہے اس نے انسان کو بیدا کر کے اپنی اطاعت و عبادت اور رُواب و اجر جیل کی بشارت دی ہے اور اپنی سرکشی و نافرمانی اور اپنے غصب و عذاب سے ڈرایا ہے۔

میں گواہی دیتی ہوں کہ میرے والد بزرگوار اس کے بنده و رسول ہیں، خدا نے ان کی بعثت سے قبل عالم غیب میں انھیں نبوت و رسالت کیلئے منتخب کیا کیونکہ لوگوں کے مرابت و درجات از روز اذل ای عالم غیب میں مقدور و مُحیّن کر دیے گئے ہیں خداوند عالم تمام امور کے انجام سے ہے آگاہ ہے وہ زمانہ کے صلاح و فساد اور واقعات و حادثات کا عالم اور ان پر بحیط ہے۔

پروردگار نے اپنے رسول گو بھیجا تاکہ اس کے اوصرا و احکام اور فرائیں انسانوں پر واضح و روشن ہو جائیں اور لوگ چہالت و گمراہی اور اخراج سے نکل کر داش و معرفت اور حقیقت و سعادت کی راہ پر گامزد ہو جائیں، جب وہ مجموعت ہوئے تو لوگ متفرق و منتشر تھے اور توں کی عبادت و پرستش کرنے تھے لوگ پروردگار عالم اور اہل دنیا کے قادر و قوانا خالق سے غالباً و مخفف تھے، انھیں کے ذریعہ لوگوں کی چہالت و غلت و نادانی بر طرف ہوئی اور رسول خدا نے مکمل حوصلہ و استقامت کے ساتھ لوگوں کی ہدایت و نجات کیلئے محنت و کوشش کی اور ان کی صراط مُستقیم و قانون حق اور ہدایت و فور کی طرف رہنمائی کی۔

پھر انہوں نے دین الٰہی، راہ راست حق اور انسانوں کی تکمیف (شرعی) کو بیان کیا، اس کے بعد خدا نے رسول گو اپنی طرف بالایا اور اپنی کامل ہمہ ربانی و مکمل لطف سے ان کی روح مقدس کو تبعیض فرمایا اور وہ اس دنیا کی زحمت و مشقت سے فرست پا گئے اور ملائکہ مقربین کے ہمیشیں و مزدیک ہو گئے ان پر خدا کا درود وسلام ہو۔

اے مہاجرین و انصار! تم بنوگان خدا اور اس کے احکام اور دو اہی برپا کرنے والے ہو، تم دوسروی اتوام سک ر رسول اکرم کے پیغامات و احادیث پہنچانے والے ہو، تمہیں امانت و حقائق الٰہی و دین مقدس اسلام کی حفاظت میں کوشش رہنا چاہئے اور امانت و اربی سے کام لینا چاہئے۔

خطبہ میں احکام الٰہی کا فلسفہ

سنوار رسول خدا نے ایک نہایت باعظت و باقیت امانت تمہارے درمیان چھوڑی ہے وہ کتاب آسمانی قرآن رہا ہے، قرآن مکمل خوش بخشنی و سعادت اور تکالیف بشر کا واحد و اکیلانہ ہے قرآن فور خدا اور اس کی محکم و مضبوط دلیل ہے حقائق و قوانین کے مجموعہ وضاحتی دلائل کو اس کتاب میں میں واضح و روشن کر دیا گیا ہے اگر تم اس کتاب آسمانی پر عمل کرو تو سعادت و ترقی کے آخری درجہ تک پہنچ کر جہالت و گمراہی اور صاحب کے انہیروں سے نجات پاؤ جس سے دوسری امتیں کے لوگ تم سے رنگ و غبطہ کریں گے۔ اے مسلمانو! جان لو کہ تمہاری زندگی کے وظائف اور انفرادی و اجتماعی دستور و قوانین اس کتاب آسمانی میں بیان کردیئے گئے ہیں، حق کے دلائل و حقائق کے براہین اور احکام الٰہی بھی قرآن مجید میں مندرج ہیں تکالیف الٰہی و قوانین دینی صرف تم لوگوں کی خوش بخشنی و سعادت کیلئے ہیں۔

توحید اس لئے ہے کہ تمہارے قلوب شرک و بت پرستی کی گندیوں سے پاک ہو جائیں اور ایمان و روحانیت کا نور تمہارے دلوں میں چک اٹھے، نماز اس لئے ہے کہ اپنے مہربان خالق پر ورزگار کا بجہہ کر کے اس کی عظمت کے سامنے خاضع و خاشع ہو جاؤ، زکوٰۃ اس سب سے ہے کہ محبت و دوستی اور مہربانی و خیر خواہی کو دلوں میں پیدا کرے اور تمہارے مال و منال کی زیادتی ہو جائے، روزہ دلوں سے اخلاقی تاریکیوں کو دور کرنے اور روح انسان کو تقویٰ، صلاح اور معنویت آمادہ کرنے کیلئے ہے، حج بیت اللہ ایک عملی جلوہ اور امتحان خارجی ہے جو کہ ایمان و روح خدا پرستی کو تقویت دیتا ہے، عدل مساوات و برابری اور نظام کی حفاظت کیلئے ہے۔ ہم خاندان اہل بیت کی اطاعت و بیرونی اور ہمارا تقدیم ہماری امامت اس لئے ہے کہ خواہش پرست افراد کے درمیان سے اختلاف و نتفاق ختم کر دیا جائے اور سب کے سب سمجھا ویک رنگ ہو کر حق و حقیقت کو تسلیم کر لیں، جہاد دین مقدس اسلام کی عزت و عظمت اور یقیناً کا سبب ہے، میر

کامیابی کی روشنی خوش بختی کی بنیاد اور حصول مقاصد کا ذریعہ ہے، امر بالمعروف اور نبی از مذكر سماج و اجتماع کی درستگی و اچھائی کی حفاظت اور مفاسد و برائیوں کے سماج میں سیرایت کرنے سے روک لگانے کیلئے ہے والدین کے ساتھ نیکی نزول رحمت کا سبب اور عذاب و غصب خدا کو دور کرنے والا ہے۔

صلوٰح عمر کے اضافے، امور کی آسمانی اور مردگاروں کی کثرت کا ذریعہ ہے، قصاص اس لئے ہے کہ لوگ اسکن دسکون سے زندگی بسر کریں اور لوگوں کی جان و مال محفوظ رہے، نیکیاں و مذکورات حق تعالیٰ کی رحمت و مغفرت کے حصول کی خاطر ہے، وزن و قتل میں کمی نہ کرنا، جنس کے وجود کا سبب اور تجارت و بازار کے چلتے رہنے کا موجب ہے، شراب اس لئے حرام ہے کہ انسان برائیوں، برائے کاموں اور ناشائستہ اعمال سے دور رہے، نیش باتوں سے اجتناب، اختلاف و فناق اور دشمنی و بیوهوگی کودفع کرنے کی خاطر ہے، چوری نہ کرنے سے امانت و عفت کی حفاظت، آنکھ اور دل کی طہارت و پا گیزگی ہوئی ہے، حرمت شرک اس سبب سے ہے کہ سبب لوگ نہایت خلوص و صاف نیت اور حسن نیت کے ساتھ صرف پروردگاری اطاعت کریں اور دوسروں سے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔

(ترجمہ) آیت: تم خدا سے ذرود جوڑنے کا حق ہے اور تمہیں موت نہ آئے مگر یہ کہ تم مسلمان رہو، راہ حق و خدا میں تقویٰ و پر ہیزگاری کو اپنا شعار بناو لیکن وہ تقویٰ جو حقیقت کی بنیاز ہو اور ایسا تقویٰ جو تم کو عبودیت کی حقیقت و رضایت کے ساتھ اس دنیا سے جہان آنحضرت میں پہنچانے، اور امر و فواہی پر دردگار کی پیروی کرو، اسکی عظمت و جلالت اور طہوت کو فرموش نہ کرو اور اپنے کو جاہلوں اور نادانوں میں نہ قرار دو۔

ترجمہ آیت: جان او اعلم و دانا شخص ہی خدا و دن عالم کی عظمت و قدرگی سے خوف زده اور دستار ہتا ہے۔

فاطمہ زہر آپنا تعارف کرتی ہیں

اے لوگو! ان لوگوں میں فاطمہ ہوں اور میرے باب محمد رسول خدا ہیں، میری باتیں ہر لکاظ سے حقیقت پر نہیں ہیں اور غلط و نادرستگی سے دور ہیں۔ مجھ سے بے ہودہ باتیں اور بے ربط اُن ہر گز سرزنشیں ہو گا۔ خدا نے تمہاری ہدایت کیلئے ایسا رسول بھیجا جو صرف تمہاری سعادت و کامیابی چاہتا ہے اور تمہاری خوش بختی و نجات کا حریص ہے اور مومنین کیلئے مہربان ہے۔

اے لوگو! جو شخبر خدا کی طرف سے بھیجا گیا، وہ میرے باب ہیں، تمہاری نورتوں میں سے کسی کے باب نہیں۔ یہ بغیر علی اکن ابیطالب کے چجاز ادھاری ہیں، تم مردوں میں سے کسی کے بھائی نہیں، میرے باب وہی شخص ہیں جنہوں نے تم کو اعمال قبیحہ و عقائدہ باطلہ اور غلطیوں سے نکالا ہے، میرے باب نے لوگوں کو ہترین وعظ و نصیحت اور طلیف برہان و حکمت کے ذریعہ پروردگار کی طرف دعوت دی ہے، وہ وہی شخص ہیں جنہوں نے مشرکین و دشمنوں کے اعمال و کردار کی مخالفت کی ہے، میرے باب نے بتوں کو توڑا، حقیقت میں دشمنوں اور اس سے لغش رکھنے والوں کی سرکوبی کی، کفر کے سرواروں اور بڑوں کو ہلاک کیا، کیا کفر و نفاق کی گہروں کو کھول ڈالا، شیطانوں کی زبانیں اور جانشینی کی باتیں کاٹ دیں، یہاں تک کہ حق واضح و ظاہر ہو گیا اور آفتاب کی طرح گھری ہوئی تاریکیوں کو بر طرف کر دیا، دین کے راہنماؤں نے حقیقت کو ظاہر کر دیا اذبانوں نے کھلہ رتو چید کا اقرار کر لیا۔

شرک و کفر اور خرافات و توہم پرستی، ظلم و تمہارے درمیان سے اٹھ گئے، تم کو آتش کہہ کے کنارے اور محنت عذاب سے نجات دلایا اور تمہاری سرتاپا ذمیل و خوار زندگی و بد بخت حیات کو عزت و خوشی اور سر بلندی میں تبدیل کر دیا۔

تمہاری نورانی، عفیف و پاکیزہ جماعت ایمان لے آئی، اس سے قبل تم ایک لمحہ سے زیادہ کی حیثیت

نہیں رکھتے تھے، دوسروں کے چھپل میں پھنس کر نہ تمہارا کوئی اختیار تھا، نہ قدرت، دشمنوں کے پاؤں کے
تلے دبے ہوئے تھے، تم گندے پانی اور پست غذا کھاتے تھے، تم ذمیل و خواز تھے۔

خداؤنہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبرؐ کے ذریعہ تم کو اس پیشی و بلاکت سے نجات دی، اس کے بعد بھی عرب
کے سرکش اشخاص اور نادان و نامعقول افراد ساکست نہیں تھے، اور آتش جنگ اور مخالفت کو ہجز کا دیا، اسے بھی
خداؤنہ تعالیٰ نے خاموش کر دیا۔

جب بھی شیطانی لٹکرنے طاقت کا انہمار کیا مشرکین نے اپنے بغرض وحدادت کے دہن کو کھولا
انھوں نے اپنے بھائی علیؑ ابن ابی طالبؑ کو ان سے مقابلہ و دفاع کیلئے سامنے کر دیا، علیؑ ابن ابی طالبؑ نے
اپنی ماموریت و ذمہ داری کو پورا کیا، اور پیغمبر انعام تک پہنچا ہے ہوئے واپس نہیں ہوئے، انھوں نے
دشمنوں کے بال و پر کو اپنے چہروں سے رومنڈا لالا، حلفین کی شعلہ درآگ کو اپنی شیخی سے خاموش کیا اور
نیت خالص اور خدا کی خاطر مشقت کو برداشت کیا، امر خدا میں پوری پوری کوشش کی، وہ رسول خدا کے
زندگی ترین لوگوں میں سے ہیں وہ دوستان خدا کے زندگی مظہم و بزرگ ہیں، وہ آئینوں کو چڑھائے
ہوئے باکمال خلوص جہاد اور وظائف کی انعام دی میں کوشش کرتے تھے۔

لیکن اس دن تم سب لوگ عیش و آرام میں پڑے تھے اور وسعتِ اک و نعمت میں تمہاری گذر ہو رہی
تھی اور تم انتظار میں تھے کہ خاندانِ اہل بیت پر کوئی بڑا حادثہ اور سخت مصائب و محنکات آئیں تم لوگ
دشمنوں کی صفوں پر جملہ کے وقت پیچھے ہٹتے تھے اور جنگ و قتال سے بھاگتے تھے۔

اے لوگو! جب خدا نے اپنے پیغمبرؐ کو اس دنیا کے قابلی سے جاؤ دلی میزل کی طرف بلا لیا جو کہ انہیاء اور
اس کے بندگان صاحب کی آخری منزل ہے تو تمہارے اندر وہی کینہ ظاہر ہو گئے، تمہارے چہروں کو چھپانے
والے دین و شریعت کے لباس پرانے ہو گئے، وہ حلفین جو کہ اکٹھا ایک گوشہ گماہی میں پوشیدہ تھے، بال
و پر مارنے لگے، بال باطل کی صدائیں سی جانے لگیں اور وہ لوگوں کے درمیان ظاہر ہو گئے، آواز شیطان
بلند ہو گئی، حلفین نے اس کی صد اکتوبر کر لیا، خواہش پرست اگر اس کو ٹھللات و اختلاف و فتنہ انگیزی

کے راستوں کو پکڑ کر شیطان کے بیچھے دوڑ پڑے۔

شیطان نے تمہیں دھوکا دے کر فریب خورده پایا اور جب تم کو ترکت دیا تو تم کو بہت ہلکا چکانا پایا، تم اس کے ایک ہلکے اشارہ سے جذبائی اور تمیز ہو کر اپنے کو گم کر دیا، عمل کے اعتدال و صحت کو کاہوں سے چھوڑ دیا، دوسروں کے حقوں پر تجاوز کیا، تم نے اس اونٹ کی مہار کو پکڑ لیا جو تمہارا نہیں تھا، اس چشمہ سے پانی پی لیا جس پر تمہارا حق نہیں تھا۔

اے لوگو! تمہاری حالت بہت ہی حیرت انگیز و تجہب خیز ہے، تم لکھ مترال اور ہلکے ہوا اور کتنی جلدی و تقار و اطمینان و حقیقت سے دور ہو گئے، تم نے کتنی جلدی اپنے حرص و لالچ اور غضب کو آشکار کر دیا، ابھی ہمارے دلوں کے زخم بھرے نہیں ہیں، انہی رسول اکرمؐ کا جنازہ دہمین ہی پر تھا اور ہماری نظر وہ دو نہیں ہوا تھا کہ تم نے اپنی کارکردگی اور ناپسند کا مول کو شروع کر دیا، بہت تمیزی و جلدی سے وہ کیا جو شایستہ اور سزاوار نہیں تھا، عجیب بات ہے کہ تمہارے خیال میں تمہارے سارے اعمال فتنہ و فساد اور لوگوں کے مگرے امور کو روکنے کیلئے ہیں، کیسا مصلحتکے خیز عذر و بہانہ پیش کرتے ہو؟ خدا فرماتا ہے آگاہ ہو جاؤ یہ لوگ وقت امتحان سے ساقط و ناکام ہو گئے، بیٹک دوزخ کا فرین کی جگہ ہے۔

جائے تجہب ہے کہ تم خود اپنے سے دروغ گوئی کرتے ہو؟ کیا تمہارے درمیان قرآن مجید نہیں ہے؟ وہ قرآن جس کے احکام ظاہر حقائق جس کے روشن نواعی جس کے واضح اور امر جس کے صریح و صاف ہیں کیا تم نے کلام خدا کو بیچھے کر دیا، حکم خدا کے خلاف فتویٰ دیا، تم نے کلام خدا سے اعراض کیا، خدا کا قول کہ نالیمین نے کیسی بری تدبیح کی ہے جس نے دین اسلام کے علاوہ دوسرے راستے کو اختیار کیا اس سے وہ دین قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں خسارہ میں رہے گا۔

تم لوگوں نے اتنا صبر نہیں کیا کہ اس مصیبت (موت شیخیر) کا جوش اور اس کی حالت کم ہو جائے اور نالہ و شیوں بند ہو جائیں۔ بلا فاصلہ تم لوگوں نے فتنہ و فساد کی آگ جلانا شروع کر دیا اور لوگوں کے امور کی تباہی و بر بادی کے شعلوں کو بھر کا نے گئے، شیطان کی دعوت قول کر کے اس کے ہمراہ ہو گئے، دین نہیں

کے افواز کو خاموش کر دیا، احکام و مفت رسول خدا کو ترک کر دیا، تم نے کمزور بہانوں سے اپنے منجوں مقاصد اور نیتوں پر عمل کیا، حقیقت یہ ہے کہ تم نے خاندان پیغمبر امیں بیت کے ساتھ ظلم و خیانت روا کھا، تم جوچا ہے تھے وہ کر لیا، سوائے صبر و تحمل کے ہمارا کوئی وظیفہ نہیں ہے، ہال تمہاری تیز دھماکہ چھروں کے مقابل ہم صبر کریں گے اور تمہارے طعنوں کے نیزے بھی تحمل کریں گے۔

مطالبه فدک اور احتجاج

تم گمان کرتے ہو کہ رسول اکرم کی ہمارے لئے کوئی میراث نہیں، کیا تم نے ایام جاہلیت کی بیرونی نہیں کی؟ کیا تم نے نادانی سے اپنا حکم نہیں بنالا؟ جب حکم خدا سے بہتر کوئی حکم نہیں ہے، ہاں یہ ان کیلئے ہے جو دین و ایمان رکھتے ہوں۔ کیا تمہیں میرے ذخیر رسول ہونے سے انکار ہے؟ اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ میں پیغمبر خدا کی یعنی نہیں ہوں۔

اے مسلمانو! کیا یہ درست اور حق ہے کہ میں اپنی میراث سے محروم ہو جاؤں؟ اے ابو قافلہ کے بیٹے! کیا یہ قرآن مجید میں ہے کہ تم اپنے باپ کی میراث پاڑ لیکن تمہارے عقیدہ کے مطابق میں اپنے باپ کی میراث نہ حاصل کرو؟ کیا تم اپنی طرف سے ایک جھوٹا اور غلط لائے ہو؟ کیا تم نے عمر اکتاب خدا کو ترک کر دیا ہے اور احکام آسمانی کو پس پشت ڈال دیا ہے؟

خدا فرماتا ہے: **وَوَرثَ نُصَيْمَانَ دَاؤِدَهُ سَلِيمَانَ دَاؤِدَ كَوَافِرَتْ** کے وارث ہوئے۔

خدا نے جناب مجھی اہن زکریا کی دلادت کے بارے میں فرمایا:

جب زکریا نے خدا سے کہا، مجھے اپنے لطف و احسان سے ایک فرزند عطا کر جو میرے بعد میرے امور کا مستولی اور میر اور ارث ہو اور آں یعقوب کا بھی وارث ہو۔

پھر خدا فرماتا ہے: کہ صاحبان قرابت والل خاندان میں بعض سے بعض سے بعض، بہتر ہیں، تمہاری اولاد کے بارے میں خدا کا حکم ہے کہ لڑکی کے مقابلہ میں لڑکے کا دو برابر حصہ ہے پھر خدا کا ارشاد ہے کہ تمہارے لئے واحب ہے کہ موت کے وقت جمع کیا ہو مال اگرچہ وتو اپنے والدین و قرابتداروں کیلئے وصیت کر دتا کہ اس جمع شدہ مال سے تمہارے وارثین استفادہ کریں۔

تم نے تصور کر لیا کہ میراث میں میرا کوئی حصہ نہیں ہے، مجھے اپنے باپ کی میراث نہیں لیتا چاہئے اور

ہمارے درمیان کوئی قرابت و تعلق نہیں ہے۔ کیا خدا نے ان آیات میں ہر طبقہ کے لوگوں کو بطور عوام شامل کیا ہے لیکن میرے بابا کو اس عمومیت سے الگ کرو دیا ہے؟ کیا میرے بابا اور میں ایک ہی نمہب و ملت کے افراد نہیں؟

کیا تم لوگ آیات قرآنی کے عوام و خصوص پر استدلال کرنے میں میرے بابا اور میرے چچا کے بیٹے علی ابن ابی طالب سے عالم دانا تھا ہو؟ پھر ابو بکر سے مغلوب ہو کر بولیں: تم آج ہم سے فذ کے لئے تو تمہارا کوئی خاف و معارض نہیں ہے اور جو چاہو بغیر کسی کی خلافت کے انجام دے لو یعنی ہوشیار رہنا روز قیامت خداوند عالم ہمارے درمیان فیصلہ کرے گا وہ کتنا اچھا حکم و قاضی ہے، اس دن ہمارے امام و پیشوائیغیر خدا ہوں گے، ہمارا وعدہ گاہ روز قیامت ہے اس دن اہل باطل بہت خسارہ میں ہوں گے، اس دن نہامت و پیشیانی انھیں معنوی سا بھی فائدہ نہیں دے سکے گی، جیسا خدا فرماتا ہے:

ہر خبر کیلئے آیک و عده گاہ ہے اور تم اس شخص کو دیکھ لو گے جو خت مہلک، وائی عذاب میں جلا کیا جائے گا

النصار کی سرزنش اور ان سے طلب امداد

پھر النصار کی طرف متوجہ ہو کر فرماتی ہیں: نے بزرگان قوم! اے ملت کے مضبوط بازو! اے دین کے
محافظو! امیرے حق میں کے گئے مظالم کے بارے میں تمہاری سُنی و اختراف اور تمہاری غفلت اور تمہارا
خواب کس لئے ہے؟ کیوں ہے؟ کیا تم بھول گئے کہ میرے بابا رسول خدا نے فرمایا: ہر شخص اپنی اولاد کی
رعایت و احترام کی خاطر حفظ اور منظور نظر خود ہوتا ہے، تم نے کتنی جلدی بہت سے کام کر کے بدعتوں کو پیدا
کر دیا، تم نے کتنی جلدی اس کا اظہار کر دیا جس کا اتنی جلدی ظاہر کرنا تمہارے لئے سزاوار نہیں تھا، کیا تم
میری خواہشات اور میرے حقوق کے اثاثات کی طاقت و قدرت نہیں رکھتے؟ کیا مجھے ہو کر رسول اکرم
ہمارے درمیان سے گئے اور ہم آزاد ہو گئے؟

آہ آہ: آنحضرت کی موت سے گھبرانچ، سخت ملال، اور برائی گاف پیدا ہو گیا، ساری دنیا اس سخت
حادث سے تیرہ و ناریک ہو گئی تاروں کی روشنی اور آسمان کے انوار ختم ہو گئے ہماری آزو و منقطع ہو گئی بلند
قبالا پہاڑ سرگوں ہو گئے، یہ سوراخ و خلا دوبارہ پر نہیں ہوں گے، اس بڑی مصیبت سے احکام الٰہی کا احترام
ختم ہو گیا۔

خدائی قدم! یہ بڑا حادث ہے اس جھی اور اس سے بڑی کوئی مصیبت نہیں ہے، اب اسی مصیبت
ہرگز نہیں آئے گی قرآن مجید نے ہرے حادث کی خبر دی تھی خدا کا یہ سنتی فیصلہ اور قطعی حکم تھا، پر وہ گارنے
اسے اپنی کتاب میں فرمایا جو تمہارے سامنے ہے اور جسے تم روزانہ پڑھتے ہو، آیت:

محمد رسول خدا ہیں اور ان پیغمبروں کی طرح ہیں جوان سے پہلے سجودت ہوئے تھے اگر وہ اس دنیا سے
چلے جائیں تو کیا تم بھی حق سے محرف ہو کر پیٹھ پھیر لو گے؟ جو اپنے پیچے پلٹ جائے وہ خدا کو کوئی ضرر اور
نقصان نہیں پہنچائے گا، غفرنیب خدا شکر کرنے والوں کو ہبھریں جزا دے گا۔

اے گروہ انصار! کیا میرے باب کی سیراث دوروں کے ہاتھ میں چلی جائے اور تم سب حاضر و ناظر اس سے آگاہ رہو؟ کیا جائز ہے کہ تم ایسے ہی خاموش اور تحریر اس جلسہ کو ختم کر دو اور میری درخواست کا معمولی سائیکل اثر نہ لو؟ بلکہ تم جنگی ساز و سامان سے مجھز ہو اور الہل خیز و صلاح پہچانے جاتے ہو اور تم زمانہ ماضی کے فعال و شجاع اور رخت حالات میں صابر و استقامت کرنے والوں میں جانے جاتے ہو، تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ کہ تم میری دعوت کوں کر ہی میری مد نہیں کرتے کیسے میرے آہ و نالہ کو تمہارے کان سننے ہیں اور میری فریاد نہیں سننے؟ تم سب تملت اسلامیہ کے منتخب و برگزیدہ تھے، تم نے عرب کے دلیر دشمنوں سے مبارزہ و مقابلہ کیا، تم تو ہمیشہ ہمارے فرمان کی اطاعت کرتے تھے؟

اسی فعالیت و کوشش کا نتیجہ تھا کہ اسلامی سماج وجود میں آیا اور دنارہ اسلام و سعی سے وسیع تر ہوتا گی اور سب لوگ تو انہیں دین میں کے معنوی منافع سے بہرہ مند ہوئے، کفر و شرک کی مضبوط گردن ثوث گئی اور باطل کے ظاہر ختم ہو گئے، گمراہی و شرک کے شعلے خاموش ہو گئے، ہرج و مرچ اور تمام امور کی بے سرو سامانی ختم ہو گئی اور دین کا نظام، رسول اکرم کا ترسیم کردہ نقشہ عام ہو گیا۔

اے گروہ انصار! ان تمام واقعات اور حقیقت کے روشن ہونے کے بعد تم کیوں تحریر و مہبوت ہو گئے ہو؟ حقائق کے واضح و معلوم ہونے کے بعد اسے کیسے پوشیدہ رکھ سکتے ہو؟ کیا اتنی ترقی کے بعد پھر تم عقب نشی کر لو گے؟ کیا ایمان و اعتقاد پانے کے بعد کافر ہو جاؤ گے؟

اک گروہ پرواۓ ہو جو اپنے عہدو بیان کو توڑوڑا لے، اپنے ایمان میں متزلزل و مضرطب ہو جائے، کلام رسول خدا کو فراموش کرو۔

خدا کا ارشاد ہے: اگر تم مومن ہو تو خدا زیادہ حقدار ہے کہ تم اس سے ڈرو۔

آگاہ ہو جاؤ کہ تم پستی و ہوسراہی کی طرف جا رہے ہو اور جو لامست و ولایت کے لائق ہے تم نے اسے چھوڑ دیا ہے۔

تم نے اپنی شرعی تکلیف اور حدود کو آزاد کر دیا ہے، جو کچھ تم نے دیکھا ہے اور جانا اے دوڑاں دیا

ہے۔ جان لا کرہ میں دیکھ رہی ہوں کہ ضلالت و گراہی اور انحراف کی تاریکی نے تمہارے ظاہر و باطن کو گھیر لیا ہے۔ میں جانتی ہوں کہ تم اس ظلمت کدہ بجران سے خجات نہیں پاسکو گے، میری باتیں تم پر کچھ اڑانہیں کریں گی لیکن میں تم پر جنت تمام کرنا چاہتی ہوں اور غم و غصہ سے بچرے ہوئے اپنے سینہ کو خالی کرنا چاہتی ہوں تاکہ میرے دل کے جوش و خروش خٹنے ہو جائیں۔

تم خوب جانتے ہو کہ اس منصب خلافت کو تم نے ہم سے لے لیا اور اپنے کو بیشہ کلینے غصب اور عذاب الہی کا سخت بایا (و سیعلم الذين ظلموا ای منقلب ينقلون)

ابو بکر کا جواب

ابو بکر نے کہا: اے بنت رسول! آپ کے بابا موسیٰ بن کیلے مہربان و کریم اور خیر خواہ تھے، کافرین کے مقابل سخت و شدید اور عذاب کی طرح دکھائی پڑتے تھے، آپ کے والد اور علی ابن ابی طالب آپ کے شوہر ہیں، آپ اہل بیت رسول اور ان کے اہل خاندان سے ہیں، آپ لوگ و مسرنے افراد میں منتخب ہیں، آپ کو دوست نہیں رکھے گا مگر وہ شخص جو کہ سعادت مند ہے اور دشمن نہیں رکھے گا مگر وہ شخص جو کہ شقی بدجنت ہے، آپ لوگ ہماری سعادت و خوش نصیبی کا دیلہ ہیں۔

اسے خاتم الانبیاء کی بہترین بیٹی اے سردار خواتین! آپ اپنی باتوں میں سچی اور عقل و خدا اور کمال کے لحاظ سے بالاتر ہیں کسی کو حق نہیں کہ آپ کے قول کو رد کرے اور آپ کے حق کو لے لے، لیکن بخاتم امیں نے رسول خدا کی رائے سے تجاوز نہیں کیا ہے اور نہ ہی ان کے قول کے خلاف عمل کیا ہے۔

ہاں! جو شخص کسی قوم و ملت کی طرف سے تحقیق کیلئے بھیجا جاتا ہے وہ اپنی قوم سے جھوٹ نہیں بولتا، میں خدا کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے رسول خدا کو فرماتے سنائے:

ہم گروہ انبیاء سونا، چاندی، زمین و مال میراث نہیں چھوڑتے ہماری میراث علم و حکمت اور کتاب و نبوت ہے اور جو کچھ مال دنیا سے باقی رہ جائے وہ اس کے اختیار میں ہے جو کہ ہماری وفات کے بعد امور عالم کی ولایت و حکومت کا مالک ہو وہ جیسی صلاح دیکھئے اسے صرف کرے۔

آپ جو مطالبه کر رہی ہیں، میں اسے جنگ کے اسلئے، اس کے وسائل و اسباب اور چیزیں پر خرچ کروں گا تاکہ مسلمان قدرت مند، مظبوط ہوں اور کفار و مخالفین سے جنگ و جہاد کے وقت غالب رہیں۔

یہ صرف میرا خیال اور میری بات نہیں ہے بلکہ تمام مسلمانوں کی رائے اور امت کا جماعت ہے، ہم ہرگز ہرگز کوئی مقصد و مطلب آپ سے پوشیدہ نہیں رکھنا چاہتے یا کوئی چیز آپ سے چھپانا نہیں چاہتے۔ جو کچھ

میرے پاس ہے وہ میں آپ کو دیتا ہوں، میں اپنی طرف سے کوئی عتی و دشمنی نہیں کروں گا، آپ اپنے پدر بزرگوار کی امت کی سردار ہیں۔

پیغمبر اسلام کے فرزندوں کی مادر گرامی ہیں، ہم آپ کے مال کو آپ سے نہیں لینا چاہتے، باپ اور بیٹوں کے اعتبار سے آپ کی منزلت و عزت کا انکار بھی نہیں کر سکتے، جو کچھ میرے ہاتھوں میں ہے اس میں آپ کا امر اور حکم نافذ ہو گا لیکن کیا میں آپ کے بابا کے قول کی خلافت کر سکتا ہوں؟

بنت رسول کا جواب

خدا تمہاری باتوں سے پاک و ممزد ہے، کتاب خدا انست و کمر ور باتوں سے دور ہے، رسول خدا حکم و مصبوط آسانی احکام کے خلاف گفتگو نہیں کر سکتے اور نہ عن کتاب خدا سے مخفف ہو سکتے ہیں یعنی بر اسلام قرآن مجید کے احکام و آیات اور سوروں کے مطابق کرتے ہیں، کیا تم نے حیلہ کا ارادہ اور اس پر اتفاق رائے کر لیا اور اس کیلئے ملکت تراش رہے ہو؟

تم کو جان لینا چاہئے کہ یہ تمہاری حرکت و فرار اس برے اور منحوس حیلہ کی طرح ہے جو حیات رسول میں منافقین نے آنحضرت کے خلاف تراشائی تھی، قرآن مجید فصحیج ہے، واضح اور عادلانہ انداز میں فرماتا ہے: جناب سچی حضرت زکریا کے وارث ہوئے اور جناب سليمان حضرداروڑ کے وارث ہوئے۔ خداوند عالم نے واضح و روشن طریقہ سے ورثاء کے طبقات کی میراث و فرائض کے تمام احکام کو بیان فرمایا ہے، مرد و عورت کے اعتبار سے بھی وارثین کے سہام (حتہ) کو بھی روشن کر دیا ہے کہ جس میں شک و تردید کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

تمہارا مقصد صرف اخراج حقیقت اور سادہ لوح افراد کو گراہ کرنا ہے اور اس، تم لوگوں نے اس بارے میں اپنی خواہشات نفسی کی بیرونی کی ہے اور اس بارے میں ہمارا استصرف مبروک جل ہے۔ اس وقت ابو بکر نے کہا خدا اور رسول کی باشیں سچ اور حق ہیں۔ اے بنت رسول، آپ صحیح فرماتی ہیں آپ رحمت وہدایت اور حکمت کا مرکز ہیں، آپ ارکان دین اور حق کی مجبتوں میں سے ہیں، میں آپ کے کلام کی ہر گز رذ اور اس کا انکار نہیں کرتا، یہ مسلمانوں کا گروہ آپ کے سامنے بیٹھا ہے، اس معاملہ میں سب متفق اور ہم رائے ہیں، میں شخص و عناد اور ظلم کا نظریہ نہیں رکھتا۔

جناب فاطمہ زہرا: لوگوں کی طرف متوجہ ہوئیں اور ان سے ناراضگی و ناراضی کا اظہار کیا اور حاضرین

سرنش اور لعنت و ملامت کرتے ہوئے فرمایا:

قرآن کریم کی آیات کے بارے میں تم لوگ کچھ بھی غور و فکر نہیں کرتے؟ یا تمہارے قلوب سخت اور مغلل ہو گئے ہیں، بلکہ تمہارے اعمال بد اور افعال قبیح تمہارے دلوں پر غالب ہو گئے ہیں۔ تم لوگوں نے کسی بڑی تاویل، بدکاری و بد نیتی کے ذریعہ خطرناک راستہ کو اختیار کیا ہے، خدا کی قسم! جب تمہارے سامنے سے پڑے ہٹادے جائیں گے تو بہت ہی وحشت ناک اور سخت مظرا کا مشاہدہ کرو گے۔

پھر اپنے بابا کی قبر کیجاں بارع کر کے کچھ اشعار پڑھئے اور مجالِ زدن و ملال اپنے گھر واپس ہو گئیں، اسی رعنی وغم میں علی اہن البطال بے گفتگو کی جب امیر المؤمنین نے بہت زیادہ محضون و معصوم دیکھا تو آپ نے تعریف دیتے ہوئے فرمایا: اے بنت رسول! حتی الامکان کوشش کی ہمیں معاف فرمائیں، ہمارے لئے پور دگار عالم کافی ہے اور وہی ہمارا بہترین کفیل اور وکیل ہے۔

جانب فاطمہ زہرا کو سکون للاہ آپ نے فرمایا: ﴿حسبي الله ونعم الوكيل﴾

بنت رسول کے پاس خواتین مدینہ

جب رسول کی بیوی مرغی الموت میں بستر پر تھیں تو عیارت کیلئے آئی ہوئیں انصار و مہاجرین کی عورتوں نے مراج پری کی، حضرت زہرا نے جواب دیا: بخدا قسم اس وقت میری حالت نے تمہاری زندگیوں کو مبہوض و معدن سادا ہے اور تمہارے مردوں کو میں دشمن رکھتی ہوں، انھیں امتحان کے بعد دروازہ دیا گیا ہے، ان کی بری نیتوں اور نارواعاتوں کے دیکھنے کے بعد میں نے ان سے کنارہ گیری کر لی ہے، کتنا برا ہے کہ انسان راہ راست پانے کے بعد گراہ ہو جائے اور حصول حق و مشاہدہ نور کے بعد باطل دناری کی کیفیت چلا جائے۔

ان لوگوں پر وائے ہو کہ کیسے راہ حقیقت اور پنجمیر خدا کے دکھائے ہوئے راستے سے گراہ ہو گئے؟ اور رسول کے چیاز اد بھائی، باب علم و تقویٰ اور عدالت و شجاعت کے مظہر علی این ابیطالب کو چھوڑ دیا، خدا کا ارشاد ہے: ان لوگوں نے جو کچھ کیا وہ کتنا برا ہے خدا ان پر اپنا عذاب و غضب نازل کرے گا اور وہ سب دوزخ کی آگ میں ہمیشہ رہیں گے۔

لکنی حیرت کی بات ہے کہ ان لوگوں نے علی این ابیطالب سے روگرانی کر لی۔

خداؤسم! ان سے دوسری کا سبب صرف ان کی آوار کا خوف ہے، وہ لوگ جانتے ہیں کہ قانون عدالت کے نفاذ کیلئے معوری سا بھی لحاظ و خوف نہیں رکھیں گے اور نہایت سختی، کمال شجاعت و استقامت کیسا تھا حکام و قوانین الہی کو سب پر جاری کریں گے۔

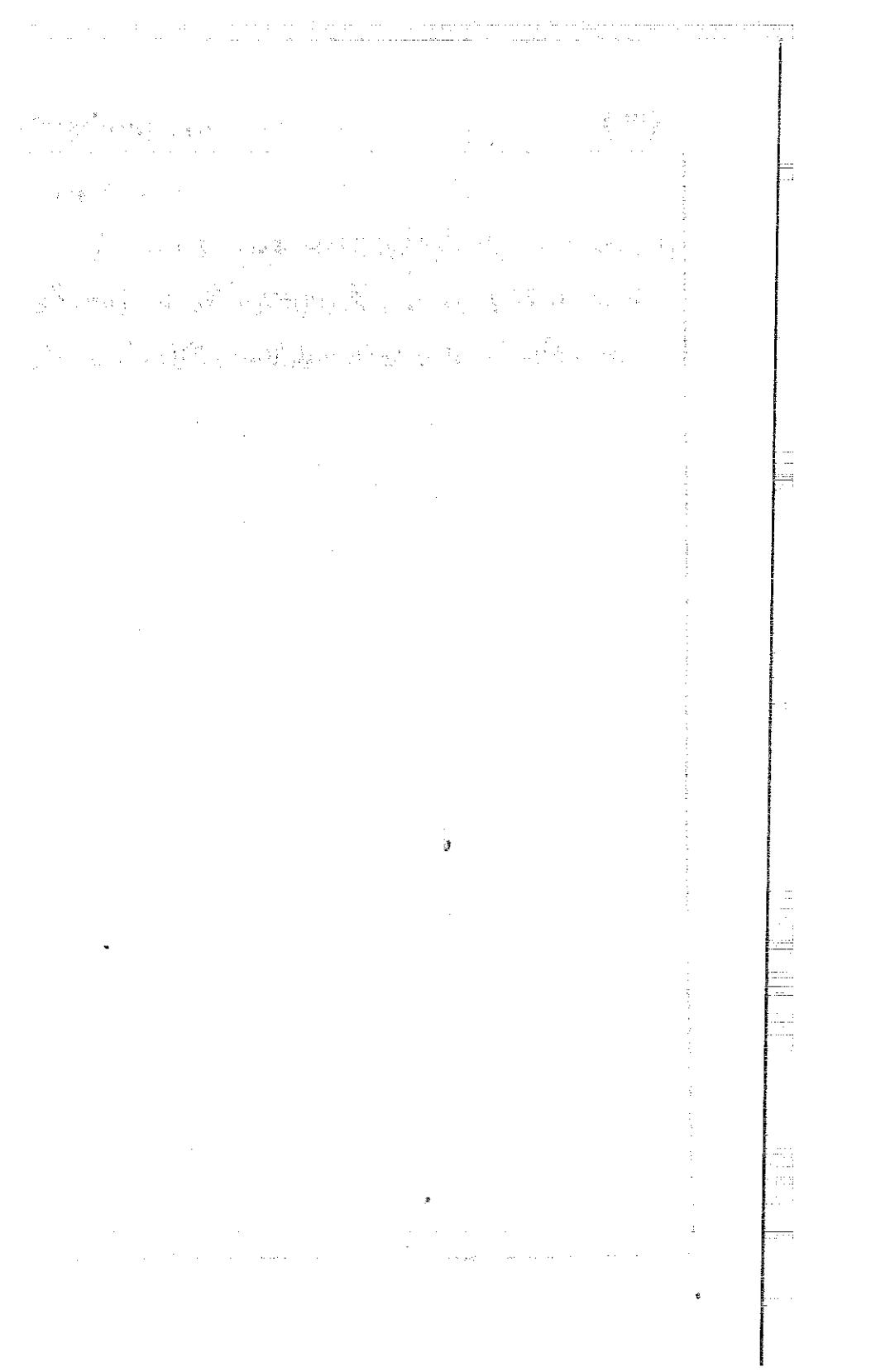
مقام افسوس ہے، انھوں نے علی این ابیطالب کو خانہ نشین کر دیا، اگر لوگ ان کی بیروی کرتے تو تیقیناً صراط مستقیم اور سیادت و خوش بختی کی طرف ان کی پہدایت کرتے، وہ دیکھتے کہ علی کو مال و اسباب اور دنیاوی لذت سے کوئی تعلق و محبت نہیں ہے اس وقت جھوٹوں کے درمیان سے پھوٹ کو پیچان لیا جاتا۔

احتجاج طبرسی

(۱۹۳)

خدا کا ارشاد ہے:

اگر اہل قربہ ایمان لاتے اور پر ہیز گار بنتے تو، ہم آسان زمین کی برکتوں کے دروازے ان پر کھول دیتے لیکن انھوں نے ہمارے پیغمبروں کو جھٹلایا اس لئے ہم نے ان کو ان کے کرتوقتوں کی سزا دی، اہل مکہ میں جنھوں نے: فرمائی کی عنقریب وہ اعمال کی سزا برداشت کریں گے اور خدا کو عاجز نہیں کر سکتے۔



احتیاج طبرسی

حصه دوم

خلافت علیٰ ابن ابی طالب کے بارے میں سلمان فارسی کا احتجاج

یہ احتجاج اس خطبہ کا حصہ ہے جو سلمان فارسی نے پیغمبرؐ کی وفات کے بعد اصحاب کے سامنے پڑھا تھا جنہوں نے علیٰ کو چھوڑ دیا، رسول خداؐ کی وصیت و عہد کو بھلا دیا، وہ رسول کو ان پر مقدم کیا، گویا رسول خداؐ کی کسی بات کی انھیں اطلاع ہی نہیں۔

امام صادقؑ نے اپنے آباء و اجداد سے نقل کیا ہے کہ پیغمبر اسلامؐ کی وفات کے قریب تین روز بعد سلمان فارسی نے لوگوں کو بخاطب کر کے کہا:

اے لوگو! میری باتیں غور سے سنو، اس کے بعد خوب غور و فکر کرو، میرے پاس علم و آگہی خاص طور سے علیٰ ابن ابی طالب کی منزلت کے بارے میں بہت زیادہ ہیں، اگر ان سب کو تھارے سامنے بیان کر دوں تو کچھ کہیں گے کہ سلمان ذیوانہ و مجنون ہے، کچھ کہیں گے کہ خدا سلمان کے قاتل و معاف کرے، آگاہ ہو جاؤ کہ تھاری دنیا کے کچھ مقدرات ہیں، ان آسمانی مقدرات کے پس مظہر میں مختلف آزمائش اور امتحانات دیکھے جاتے ہیں، جان لو کہ علیٰ ابن ابی طالب کو علم منایا (تقدیر الہی)، علم بدلایا (لوگوں کا امتحان) علم میراث، علم و سایا اور فعل الخطاپ (صحیح معارف، مطالب اور حقائق) اور علم اصل و نسب رسول اکرمؐ کی جانب سے ایسے ملے ہیں، جیسے جناب ہارونؐ کو حضرت موسیٰ کی طرف سے ملا تھا، یہ سب اس وجہ سے ہے کہ آنحضرتؐ نے ان کے بارے میں فرمایا ہے:

میرے خاندان والل بیت کی نسبت تم میرے دشی ہو، میری امت کی نسبت میرے غلیفہ وجاشین ہو، اور تم میری نسبت ہارون کی طرح ہو۔

لیکن (اے لوگو!) تم سب تین اسرائیل کی طرف را حق سے مخفف ہو گئے ہو، جیسے خود جانتے ہو، مگر اس پر عمل نہیں کرتے۔

بعض اقسام ابی اسرائیل کی طرح تم بھی آہستہ آہستہ بختی و مصیبت اور عذاب و پتی کے نزدیک ہو جاؤ گے اور تمام مرافق میں بنی اسرائیل کی طرح رفتہ رفتہ اپنی کامیابی، سعادت و راہ نجات سے دور ہو جاؤ گے۔ اس پروردگار کی قسم جس کے قبضہ میں سلامان کی جان ہے اگر تم علی ابن ابی طالب کی اطاعت و پیروی کرتے تو یقیناً آسمان و زمین کی برکت و نعمت ہر طرف سے تمہیں گھیر لیتی، ہوا کے پرندے تھہرا جواب دیتے دریا کی مچھلیاں تھماڑی خواہش کو قبول کرئیں، خدا کے بندوں اور دوستوں میں کوئی فقیر نہ ہوتا، اسلام کے مقرر کردہ فرائض و احکام بتاہ و بر بادنہ ہوتے، احکام الہی میں کوئی اختلاف نہ ہوتا۔ لیکن تم خوش بختی و سعادت کو اپنے بیرون سے کچل کر دوسروں کے پیچھے چل پڑے، اب گرفتاری و صاحب کے لئے آمادہ ہو جاؤ اور خوش نصیبی سے باختہ سمیٹ لو۔

میں نے حقیقت امر تم پر واضح کر دیا، اس کے بعد ہمارے اور تمہارے درمیان کی محبت و دوستی قطع ہو گئی اگر علی ابن ابی طالب سے تم نے ہاتھ کشیخ لیا تو پھر کس سے توسل کرو گے، تم نے ان کے مقام و منزلت کو بھکڑا دیا ہے، یا خود کو فراموش کر دیا ہے؟ کیا تم لوگوں نے رسول اکرمؐ کی موجودگی میں امام علیؑ کو امیر المؤمنین کے لقب سے نہیں پکارا تھا؟ کیا رسولؐ خدا نے ان کے بارے میں سخت تاکید اور وصیت نہیں کی تھی؟ پس تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ اتنی جلدی مخالفت، حسد و نفاق اور انکار کو پانپیشہ قرار دے کر راہ حق سے مخرج ہو گئے ہو؟

احتجاج ابی ابن کعب در بارہ خلافت امام علی

محمد و محبی ابن عبد اللہ این حسن نے اپنے آباؤ اجادا سے نقل کیا ہے، کہ اہ مبارک رمضان کے پہلے جمع کو جب ابو مکر خطبہ دے رہے تھے تو ابی ابن کعب اپنی جگہ سے کھڑے ہو کر فرماتے ہیں:
اے گروہ! ہماجرین! اخدا کی خوشنودی و رضاوت کو ہمیشہ اپنی لگاہ میں رکھو، خدا نے بھی قرآن میں تمہاری مدح کی ہے۔

اے جماعت انصار! تم شہر ایمان میں قیام پذیر ہو، اور تم نے مسلمانوں کو جگہ عنایت کی ہے، خدا نے اپنی کتاب میں تمہاری بھی تعریف کی ہے۔ کیا تم نے گذشتہ واقعات اور یقیناً اسلام کی باتوں کو بھلا دیا؟ یا صرف فراموشی کا اظہار کر رہے ہو؟ کیا تم حقائق کو تبدیل کر رہے ہو؟ یا تم مغلوب و عاشر ہو گئے ہو؟ کیا تم بھول گئے کہ رسول اکرمؐ نے امام علی کے ہاتھوں کو بلند کر کے خدرا خیم میں نہیں فرمایا تھا؟

جس کا میں سولا ہوں اس کے علی بھی مولا ہیں اور جس کا میں نبی ہوں، علی اس کے امیر ہیں۔

کیا تمہاری لگا ہوں میں نہیں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: اے علی! تم کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارونؐ کو موسیٰ سے تھی۔ ہر زمانہ میں میرے بعد تمہاری اطاعت ایسے ہی واجب ہے، جیسے میری زندگی میں امت پر اطاعت ضروری تھی اور میرے بعد کوئی یقین بھی نہیں آئے گا۔ کیا تم نہیں جانتے کہ رسولؐ نے فرمایا:

میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ میرے اہل نسبت کو مقدم رکھنا اور ان پر کسی کو مقدم نہ کرنا، ان کو اپنا امیر مانا اور ان پر فوجیت، حکومت اور امارت نہ کرنا۔ کیا آنحضرتؐ کا فرمان یاد نہیں کہ میرے اہلیت ہدایت کا وسیلہ ہیں اور وہ خدا کی جانب رہنمائی کرتے ہیں۔ کیا علی این ابیطالبؐ کے بارے میں آنحضرتؐ کی فرمایشات بھول گئے، کہ آپ نے فرمایا:

اُنے علیٰ اتم گراہوں کی ہدایت کرنے والے ہو اور میری امت کو زندہ کرنے والے میری امت کو تعلیم و تربیت کرنے والے اور میری بحث و برہان کو بیان کرنے والے ہو۔

علیٰ ابن ابیطالب لوگوں میں بہترین شخص ہیں، وہی میرا سے خاندان کے بزرگ اور میرے نزدیک سب سے زیادہ محظوظ ہیں اور ان کی اطاعت میری اطاعت کی طرح ہے۔ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ رسول خدا نے اپنی زندگی میں ان پر کسی کو امیر دوئی نہیں بنا�ا، لیکن ان کو دوسروں پر امیر و بزرگ قرار دیا تھا۔ کیا یہ بھول گئے کہ علیٰ ابن ابیطالب ہمیشہ سفر و حضر اور دوسرے موقع پر بھی پیغمبر خدا کے ہمراہ رہے؟ کیا فرمان رسول فراموش کر گئے ہو کہ جب انہوں نے فرمایا: جب میں علیٰ ابن ابیطالب کو تم پر امیر و حاکم بناؤں تو یہ ایسا ہی ہے کہ میں خود ہمارے ساتھ ہوں اور وہ خود میری طرح ہیں؟

کیا تمہیں یاد ہے کہ رسول خدا نے اپنی رحلت سے قبل اپنی دختر گرامی کے گھر ہم سب کو جمع کر کے فرمایا: خداوند عالم نے جناب موسیٰ کو وحی کی کہ اپنے اہل بیت میں سے ایک بھائی اور مد و گار کا انتخاب کرو اور اسے اپنا خلیفہ سمجھیں کرو اور اس کی اولاد کو اپنی اولاد شمار کروتا کہ میں انھیں دنیا وی آفات اور کدوں رتوں سے پاک و پاکیزہ بناوں اور ان کے دوں کو شک و شبک کی تیر گیوں سے پاک و خالص کروں تو جناب موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون کا انتخاب کیا اور ان کی اولاد کو بنی اسرائیل کا پیشوافر ازدواج کیا۔

خدا نے مجھے بھی حکم دیا ہے کہ ہارون کی طرح علیٰ ابن ابیطالب کو اپنا بھائی و خلیفہ بناوں اور اس کی اولاد کو اپنی امت کا امام و پیشوافر ازدواج کرنے والے اور خدا نے جو کچھ سناتھ کیا وہ سب فراموش کر دیا ہے؟

تمہاری بیان اس شخص کی ہے جو عالم سافرت میں بیان کرو، اور اس کے سامنے دوست ہو، ایک راستہ شیرین و خوبگوار پانی کا، دوسرا راستہ تلخ و شور پانی کا ہو تو کیا اس حال میں وہ شخص صاف شفاف پانی کے راستے کو چھوڑ کر اس راستے پر جائے گا جو سرگردانی اور گرامی کا راستہ ہے؟

تم لوگوں نے اپنے کو بیکار و مہل تصور کر لیا ہے، جب کہ تم عبیث و بے فائدہ نہیں ہو اور خدا نے بھی تم

سے قطع نظر نہیں یا ہے اور رسول اکرم نے بھی تمہاری سعادت و خوش بختی کیلئے اپنے بعد کا خلیفہ محسن کر دیا ہے تاکہ وہ احکام الٰہی و حقایق دین اور حلال و حرام کو تمہارے دامتہ دروشن کرے مگر انہوں تم نے ان کے وجود سے استفادہ نہیں کیا بلکہ اس کی مخالفت اور دشمنی کر رہے ہو۔

اگر تم اس کو اطاعت و پیروی کرتے تو کبھی بھی تمہارے درمیان اختلاف نہ ہوتا اور یہ امت فرقوں اور گروہوں میں تقسیم نہ ہو جاتی۔

تم اخلاق، تفرقہ، برائیوں اور نقصانات سے واقف نہ ہو کہ تصور کر رہے ہو کہ اخلاق انت رحمت و نعمت اور خوشی کا ذریعہ ہے یہ ایک خیال خام اور بہت بڑی بھول ہے۔

خداوند عالم فقر آن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

تم ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ، جو راہ و بہان و اٹھ ہو جانے کے بعد اپنے درمیان اخلاق و تفرقہ پیدا کر کے حق اور سیدھے راستے سے مخفف ہو جاتے ہیں۔ جن کے آگے گھنٹ عذاب و مصیبت ہوگی۔ جان لو کہ خدا تمہارے اختلاف کی خردے رہا ہے کہ یہ لوگ ہمیشہ ایک دوسرے سے اختلاف رکھتے ہوئے و اٹھ و روشن حقیقت سے اختلاف اور دشمنی کریں گے مگر یہ کہ ان پر خدا کی توجہ خاص اور رحمت الٰہی ہو اور تائید و توفیق حق تعالیٰ ان کیلئے راہ مستقیم کو پا کردار و استوار کروئے۔ خدا نے ان لوگوں کو اسی منحصر کیلئے پیدا کیا ہے۔ میں نے خود رسول خدا کو فرماتے سنائے:

اے علی! تم اور تمہارے پیر و اپاک فطرت و حقیقت پر ہیں، دوسرے لوگ اس حقیقت و نظرت سے دور ہیں، کیا تم نے رسول خدا نے نہیں سن؟

آپ نے فرمایا: تم لوگ میرے وزیر اور وصی سے مخفف ہو جاؤ گے۔

بیعت کے بعد، ابو بکر کا اظہار مسرت اور حضرت علیؑ کا احتجاج

امام صادقؑ فرماتے ہیں: جب لوگ ابو بکر کی بیعت کر کے ان کے اطراف جم ہو گئے تو ابو بکر ہمیشہ حضرت علیؑ کے سامنے خوش روئی اور مسرت کا اظہار کرتے اور کسی طرح سے بھی ان کی رضایت و خوشنودی حاصل کرنا چاہتے ہیں، اس سلسلہ میں مذکورہ بھی کرنا چاہتے ہیں۔

پھر انہوں نے حضرت علیؑ سے درخواست کی کہ صرف دشمن سے خصوصی ملاقات و لفڑکوں کا وقت دیں، امیر المؤمنین نے قبول کیا۔

وقت میں پر ابو بکر حاضر ہوئے اور کہا اے ابو الحسن ایہ واقعہ میرے شوق و رغبت اور اقدام سے صورت پذیر نہیں ہوا، مجھے خود پر اعتماد نہیں کہ اس کو چلا سکوں گا اور لوگوں کے امور کو جیسا چاہئے ویسے انجام دے سکوں، میرے پاس کثرت اموال و خاندان کی قدرت و قوت انکی بھی نہیں ہے کہ اس کے ذریعہ اس راستے کو ہموار و استوار کر لیتا، اس کے بارے میں پہلے میں نے کسی سے مشورہ بھی نہیں کیا تھا لہذا آپ مجھ سے کیوں رنجیدہ ہیں اور ایسا خیال کرتے ہیں جو میرے بارے میں نہیں خیال کرنا چاہئے، پھر مجھے بعض وعداوت کی زگاہ سے دیکھتے ہیں؟

حضرت علیؑ اجب تم کو اس سے رغبت و لگاؤ نہیں تھا، تو تم نے کس لئے اپنے کو اس امر کیلئے پیش کیا اور اس راہ میں پیش قدمی کی؟

ابو بکر! اس کی موافقت کا سبب وہ حدیث ہے جو میں نے رسول عدا سے سی تھی کہ میری امت خطاو گمراہی پر اجماع نہیں کر سکتی، جب اس امر میں امت کا اجماع واضح ہو گیا اور اپنی خلافت کے بارے میں تمام لوگوں کا اتفاق دیکھ لیا تو لاحوال اس تکلیف کو ان لیا اور بتھیر اسلام کے فرمان کی اطاعت کی، اگر میں جانتا کہ اس پر عام اتفاق نہیں اور ایک شخص یا یہ نہ لگ بیری بیعت سے انکار کریں گے تو یہاں ان عکین

تکلیف اور ذمہ دری سے پرہیز اور انکار کر دیتا۔

علیٰ ابن ابی طالب! میں خاص طور سے اجماع امت کے بارے میں پوچھتا ہوں کہ میں امت کے افراد میں ہوں یا نہیں؟ ابو جعفرؑ نے کہا، ہاں آپ ہیں۔

امیر المؤمنین! آیا وہ گروہ جس نے تمہاری بیعت سے مخالفت کی مثال کے طور پر سلماں، ابوذر، عمار، مقداد، سعد بن عبادہ وغیرہ امّت میں سے ہیں نہیں؟ ابو جعفرؑ نے کہا، ہاں خست امت سے ہیں۔

امیر المؤمنین اتو پھر کیے ملکن ہے کہ تم اجماع امت کی حدیث سے اپنے دعویٰ کو ثابت کرو جبکہ ان لوگوں نے تمہاری بیعت سے مخالفت کی اور اس کا انکار کیا، یہ سب لوگ پاک مرشد و پریزگار اور رسول اکرمؐ کے اصحاب و هم شیخ خاص میں سے ہیں۔

ابو بکر ان کی مخالفت کا علم مجھے اس امر غلط کے مقدمہ تحقیق ہونے کے بعد ہوا اور اس وقت میں نے خود فکر کیا کہ اگر اس کی قبولیت کا انکار کر کے میں اس سے الگ ہو جاؤں تو اجتماعی حالات اور مسلمین معاشرہ کا نقشہ بدلتے جائے گا اور بہت ممکن تھا کہ اکثر افراد دین اسلام سے نکل کر مردی ہو جاتے۔ ہاں اس امر کی قبولیت و موافقت اس سے بہتر تھی کہ ملت اسلامیہ ہرج و مرچ میں اگر فثار ہو کر اپنی سابقہ حالت کی طرف پلٹ جائے اور میں خیال کر رہا تھا کہ آپ بھی اس سلسلہ میں میرے موافق ہوں گے۔

امیر المومنین! میر اسوال یہ ہے کہ پہلی مرتبہ کس بنیاد پر اور کس لئے اس امر کو قبول کیا، کن شرائط و اسابت کے تحت کوئی شخص اس امر کے لائق و مزدوج اوارہ ہو سکتا ہے؟

ابو بکر اخیر خواہی، وفا، استقامت، حسن سیرت، عدالت، کتاب و سنت کی علم و آگہی، حکمت و معرفت، زبردست قوتوں اور مظلوموں کی احانت و طرفداری کے صفات کی بنیاد پر اس امر کا حق ہوتا ہے، ابو بکر نے انھیں صفات پر اکتفا کی تو حضرت علیؑ نے فرمایا: اسلام میں سبقت کا حق، دین اسلام میں جس کا ماضی روش واضح اور صورت و سیرت میں رسول اکرمؐ کے سب سے زیادہ قریب ہو؟

ابو بکر نے کہا تھا سبقت اسلام اور قرآن رسول اسلام کے سب سمجھی ہیں۔

امیر المؤمنین: اے ابوکبر! میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں، تا دیہ سارے صفات اپنے میں پائے ہو یا مجھ میں؟

ابوکبر نے کہا یہ صفات تو آپ میں پائے جاتے ہیں۔

امیر المؤمنین: تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں، سب لوگوں سے پہلے میں نے دعوتِ اسلام قبول کیا تھی نہ؟

ابوکبر! ہاں آپ سب سے پہلے اسلام کے ساتھ تھے۔

امیر المؤمنین: رسول اکرم کی طرف سے ان کی جگہ پر کفار کو سورہ برأت سنانے کیلئے مجھے مأمور کیا تھا یا تجھے؟

ابوکبر! آپ کے حوالہ کیا تھا۔

امیر المؤمنین: تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ بھرت مکہ سے لے کر غار اور مدینہ پہنچنے تک رسول اکرم کے جان کی حفاظت کیلئے میں نے فدا کاری کی یا تم نے؟

ابوکبر! انصافاً آپ نے جانشیری کی۔

امیر المؤمنین: تجھے خدا کی قسم، رسول خدا کے فرمان و قصرت کے مطابق تمہارا اور دوسروں کا میں مولا ہوں یا تم؟

ابوکبر! اعتراض کرتا ہوں کہ آپ سب کے مولاء ہیں۔

امیر المؤمنین: احادیث رسول اکرم (انت منی بمنزلة هارون من موسی...) میرے لئے ہے یا تمہارے لئے؟

ابوکبر! آپ کے بارے میں ہے۔

امیر المؤمنین: آیت ولایت میں انگوختی دینے کے سب خدا، اس کے رسول کی ولایت کے ساتھ میری ولایت کا ذکر ہے، یا تمہاری؟

ابوکبر! اس کے مصادق آپ ہیں۔

امیر المؤمنین اخدا کی قسم دیتا ہوں کہ رسول خدا نے عیسائیوں سے مبللہ میرے اور میرے خاندان

اور میرے فرزندوں کے ساتھ کیا، یا تمہارے اور تمہارے بیٹوں کے ساتھ؟

ابو بکر امبللہ میں آپ لوگ تھے۔

امیر المؤمنین! آیت تطہیر کا نزول میرے بارے اور میرے خاندان کے بارے میں ہوا، یا تمہارے

بارے میں؟

ابو بکر! آپ اور آپ کے خاندان کے بارے میں نازل ہوئی۔

امیر المؤمنین! جھیں خدا کی قسم دیتا ہوں کیا تم اور تمہارے اہل بیت کساع کے نیچے تھے کہ پیغمبر اسلام نے تمہارے حق میں دعا کی، یا ہم سے تھے اور ہمارے بارے میں دعا کی، اسے پروردگار یہ سب میرے اہل بیت ہیں؟

ابو بکر! اہل کساع آپ لوگ ہیں۔

امیر المؤمنین! آیت ھو و يطعمن الطعام على حبه مسكتنا و يعما و اسيرا ھے تمہاری شان میں اتری یا چماری شان ہیں؟

ابو بکر! آپ کی شان میں نازل ہوئی۔

امیر المؤمنین! آن قتاب میری نماز کے واسطہ پڑنا تھا، یا تمہاری نماز کیلئے؟

ابو بکر! آپ کی نماز کیلئے۔

امیر المؤمنین! الْهَلَاكَتِي الْأَعْلَى لَا سُفَّ لِلأَذْوَالِ الْفَقَارِ ھے آسمان سے تمہارے لئے ناگیا یا میرے لئے؟

ابو بکر! یقیناً آپ کے بارے میں تھا۔

امیر المؤمنین! رسول خدا نے جگ خیر میں علم تمہارے ہاتھ میں دیا تھا، میرے ہاتھ میں کہ جس سے مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی؟ ابو بکر! آپ کے ہاتھ میں دیا تھا۔

امیر المؤمنین! جنگ خندق میں عمر بن عبد و دکائل تمہارے ہاتھوں ہوا، یا میرے ہاتھے؟
ابو بکر! آپ کے ہاتھوں ہوا۔

امیر المؤمنین! آباء و اجداد کی طہارت اور نسب میں رسول کے ساتھ میں شریک ہوں، یا تم؟
ابو بکر! آپ شریک ہیں۔

امیر المؤمنین! دختر پیغمبر فاطمہ کی تزویج کیلئے خدا اور اس کے رسول کی جانب سے میرا انتخاب کیا گیا،
یا تمہارا؟

ابو بکر! آپ کا۔

امیر المؤمنین! نواس رسول، جوانان جنت کے سردار جناب حشمت کے باپ تم ہو، یا میں؟
ابو بکر! آپ ہیں۔

امیر المؤمنین! جسے خدا نے دو پر عطا کئے اور جنت میں پرداز کرتے ہیں، وہ تمہارے بھائی ہیں یا
میرے؟

ابو بکر! آپ کے بھائی ہیں۔

امیر المؤمنین! رسول خدا کے قرضوں کو ادا کرنے والا اور ان کے وعدوں اور صیتوں کو پورا کرنے والا
میں ہوں، یا تم؟

ابو بکر! آپ ہیں۔

امیر المؤمنین! اجب رسول خدا نے مرغ بریان کھانے کیلئے دعا کی، پر درگار اپنے محبوب ترین بندہ کو
یہاں بھیج دے، اس وقت میں حاضر ہو تھا یا تم؟

ابو بکر! آپ حاضر ہوئے۔

امیر المؤمنین! رسول خدا نے ناکشین و مارقین و قاطلین سے جنگ و قال کا مشروع دیکر فرمایا: میں نے
تنزیل قرآن پر مقاٹله و مبارزہ کیا اور تم تاویل قرآن پر کرو گے؟ وہ میں ہوں، یا تم؟

ابوکر ادا آپ ہیں۔

امیر المؤمنین اجسے رسول خدا نے عالم علم قضا و قتل المخلّب سے تعارف کرائے فرمایا:

علی! تم سب سے بہتر علم قضا و قتل سے آگاہ ہو، وہ میں ہوں، یا تم؟

ابوکر ادا آپ ہیں۔

امیر المؤمنین ارسوں نے اپنی زندگی میں اپنے اصحاب سے فرمایا:

علی! کو امیر المؤمنین کہہ کر بلا میں، یہ میرے حق میں ہے یا تمہارے حق میں؟

ابوکر ایسی بھی آپ کے بارے میں ہے۔

امیر المؤمنین ارسوں خدا کا عسل و کفن میں نے لکھا تھا یا تم نے۔

ابوکر اآپ نے انجام دیا۔

امیر المؤمنین ارسوں خدا کے کاندھے پر بلند ہو کر خانہ کعبہ کے بتوں کو توڑنے والے تم ہو یا میں؟

ابوکر اآپ ہیں۔

امیر المؤمنین! آیت اول القرآنی کے مصدق ان کے اقرباء میں سے تم ہو یا میں؟

ابوکر! اآپ ہیں۔

امیر المؤمنین! حدیث رسول کریم نے دنیا و آخرت میں میرے علمبردار ہو، میرے حق میں ہے، یا تمہارے

حق میں؟

ابوکر! اآپ کے حق میں ہے۔

امیر المؤمنین! میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ جب مسجد تک کھلے ہوئے تمام دروازوں کے بند کرنے کا

حکم ہوا سوئے ایک دروازہ کے تودہ میرے گھر کا دروازہ تھا، یا تمہارے گھر کا؟

ابوکر! اآپ کے گھر کا دروازہ تھا۔

امیر المؤمنین! ارسوں خدا کے بات کرنے اور سرگوشی سے پہلے تم نے صدقہ دیا تھا، یا میں نے؟

ابو بکر! احمد تھے دینے والے صرف آپ تھے۔

امیر المؤمنین! رسول خدا نے اپنی بیٹی سے فرمایا:

میں نے تمہارا عقد اس سے کیا ہے جو سب سے پہلے ایمان لایا اور وہ تمام لوگوں پر فضیلت و برتری رکھتا ہے یا انھوں نے تمہارے بارے میں فرمایا، یا میرے بارے میں؟
ابو بکر! آپ کے بارے میں فرمایا ہے۔

علی ابن ابی طالب نے یہ دلائل و براہان کیے بعد دیگرے بیان کئے اور ابو بکر نے ایک ایک کی تقدیم کی یہاں تک کہ ابو بکر ورنے لگے، اور ان کی حالت دگر گوں ہو گئی۔

امیر المؤمنین! ابھو کچھ میں نے کہا وہ امامت و خلافت کے دلائل اور اس کی علامتیں ہیں، انسان ان باتوں سے امر خلافت کا مستحق ہوتا ہے اور ولایت امر مسلمین کی ذمہ داری سنبھالنے کے لائق بنتا ہے۔
اے ابو بکر! اکس چیز نے تم کو خدا اور رسول کے احکام و فرماں سے روک کر اس امر میں دھوکا دیا ہے،
درانحصار یہ تمہارے ہاندراں دلائل میں سے کوئی ایک دلیل بھی نہیں پائی جاتی ہے؟

ابو بکر نے روئے ہوئے کہا: آپ نے حق فرمایا ہے، مجھے مہلت دیجئے تاکہ میں اپنے بارے میں ان بیان شدہ چیزوں کے سلسلہ میں خوب غور فکر کر لوں۔

امیر المؤمنین نے فرمایا: جتنا چاہو دقت کرلو۔

ابو بکر نہایت تاثر، ہزن و ملاں کے ساتھ وہاں سے اٹھے اور اس وقت منصب خلافت علی کو واپس کرنے اور اس مقام سے استعفی دینے کیلئے تیار ہو گئے، اس دن کسی کو ملاقات کی اجازت نہیں دی۔ عمر بن خطاب اس گفتگو سے مطلع ہوئے، تو متوجه و ضطرب ہو کر ہل رہے تھے، اورہ ابو بکر رات کو سوئے خواب میں رسول خدا کو دیکھا، سلام کیا۔ آنحضرت نے اپنارخ و سری طرف پھیر لیا، ابو بکر انھ کر سامنے بیٹھے اس مرتبہ بھی اپنارخ سوڑ لیا۔

ابو بکر نے کہایا رسول اللہ! اجھ سے کون حاگ کہا اور نافرمانی سرزد ہوئی ہے؟

رسول نے جواب دیا: تمہارے سلام کا جواب کیسے دوں، جبکہ تو اس کو دشمن رکھتا ہے جسے اللہ رسول دوست رکھتے ہیں، ہاں یہ منصب خلافت اس کے صدقان و مالک کو واپس کر دینا۔

ابو بکر نے پوچھا اس کا اہل کون ہے؟

فرمایا: وہ شخص جس نے تم سے مناظرہ و مباحثہ کیا اور تیری ملامت کی ہے، ابو بکر نے کہا ہاں اس کے حوالہ کر دوں گا، لیکن جب صحیح ہوئی ابو بکر حضرت علیؑ کے پاس آئے اور اپنا خواب بیان کر کے کہا انہا تھے بڑھائیے تاکہ میں بجھت کروں، اس کے بعد علیؑ سے میمِ وقت پر مسجد میں حاضر ہونے کو کہا تاکہ لوگوں کے سامنے خواب بیان کر کے سب کے سامنے خلافت ان کے حوالہ کر دیں۔

ابو بکر اور ہاں سے باہر نکلے، راستے میں عمر بن خطاب سے ملاقات ہوئی، عمر اس کی نیت سے واقف ہو گئے اور جیسے بھی ممکن ہوا، ابو بکر کو اس امر سے روک دیا۔

اہل شورائی کے سامنے اپنی اولویت کیلئے حضرت علیؑ کا احتجاج

اس احتجاج کی عبارت میں گذشتہ کھطروں ہیں، اس لئے مدرجہ ذیل عبارت پر اکتفا کریں گے۔

حضرت محمد باقرؑ اپنے آباء و اجداد سے نقل کرتے ہیں جب عمر بن خطابؓ کی موت کا وقت قریب ہوا تو انہوں نے چھ افراد علیؑ ابن ابی طالبؓ، عثمان بن عفان، زبیر بن عوام، علیؓ ابن عبد الله، عبد الرحمن ابن عموف اور سعد ابن ابی وقاصؓ کو بڑایا اور حکم دیا کہ جو جرہ میں میٹھے کرایک دوسرے سے مشورہ کریں پھر ان میں سب سے لاکن اور سزاوار کو خلیفہ منتخب کر لیں، اس وقت تک جو جرہ سے باہر نہ آئیں جب تک کہ کسی کی بیعت نہ کر لیں، اگر ایک یاد و فرم مخالفت کریں اور بیعت سے انکار کریں تو ان کو قتل کر دیا جائے۔

جب عثمان بن عفان کو منتخب کر لیا گیا اور حضرت علیؑ شوریؑ کی اقتیات میں نہ تھا تو اتمام بیعت اور حقیقت کی وضاحت کیلئے فرمایا: چونکہ تمہاری رائے میرے خلاف واقع ہوئی اس لئے تم سے کچھ باتیں پوچھتا ہوں اور توہنے خدا کا صحیح جواب دو۔

تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں، تمہارے درمیان میرے علاوہ کوئی ہے کہ رسول خدا نے جنک خبر میں مسلمانوں کا علم اس کے ہاتھ میں دیا ہوا اور اپنے ہاتھوں سے اس کی آنکھوں کو سن کیا ہو، جس سے اس کو شفافیت مل گئی ہو؟

تمہارے درمیان میرے علاوہ کوئی ہے جسے رسول خدا نے حکم پروردگار سے اپنے ہاتھوں پر انداختا کر جم غیر میں اس کا تعارف کرتے ہوئے فرمایا: جس کا میں مولاً ہوں، علیؑ بھی اس کے مولاً ہیں، خداوند عالم اس کے دوستوں کو دوست رکھ اور اس کے دشمنوں کو دشمن رکھ۔

تمہارے درمیان میرے علاوہ کوئی ہے، جو رسول خدا کا بھائی ہو اور ایام سفر میں ہمیشہ ان کا رفق

و ساختی رہا ہو؟

تمہارے درمیان میرے علاوہ کوئی ہے جسے رسول نے ہزار کلمات تعلیم کئے ہوں، اور اس نے اس کے ہر کلمہ سے ہزار ہزار دوسرے کلمات پیدا کئے ہوں؟

تمہارے درمیان میرے علاوہ کوئی ہے، جس کے بارے میں آنحضرت نے فرمایا ہو: تمہارے پیرو قیامت کے دن کامیاب ہوں گے۔

تمہارے درمیان میرے علاوہ کوئی ہے جس کے سلسلہ میں آنحضرت نے فرمایا ہو:

وَخُصْنَاحًا هُوَ جُو مَجْهُسٌ سَعَى مُجْبَتٍ رَكَّهْتَاهُ وَأَدْعَى عَلَيْنِ أَبْرَطَالَبَ كَوَدَوْسَتَ نَزَّهَتَاهُ وَهُوَ

تمہارے درمیان میرے علاوہ کوئی ہے جس کے بارے میں آنحضرت نے فرمایا ہو:

قُمْ فَارُوقٌ وَأَوْرُوقٌ وَبَاطِلٌ كَمْ كَوَافِكَ دَوْسَرَ كَمْ كَوَافِكَ دَوْسَرَ كَمْ جَدَّا كَرَنَ وَالْيَهُوَ؟

کیا میرے علاوہ کوئی دوسراتھا جس فی شجاعت دلیری سے یہودی مر جب کو قتل کیا ہو؟

میرے علاوہ کوئی دوسراتھا، جس نے تلمذ خیر کو اکھاڑ کر خیر کو فتح کیا ہو، جس تکمہ کو چالیس افراد کھول نہیں سکتے تھے؟

کیا رسول خدا نے کسی دوسرے کیلئے فرمایا تھا:

تم میرے نفس کی ماں نہ ہو، تمہاری محبت میری محبت ہے، تمہارا بعض میرا بعض ہے؟

کیا رسول نے میرے علاوہ دوسرے کے بارے میں فرمایا ہے:

علم قضا و قدر کے تم سب سے بڑے عالم ہو، خدا کے عہد و بیان کو ملکوں خدا میں سب سے زیادہ وفا

کرنے والے ہو، امر خدا میں تمہاری استقامت سب سے زیادہ ہے، خدا کے نزدیک تمہارا مقام سب سے

بلند و بالا ہے اور تم عدالت و صفات کے لحاظ سے سب سے افضل ہو؟

کیا میرے علاوہ کسی غیر کیلئے رسول نے فرمایا ہے:

لوگوں پر تمہاری فضیلت و برتری ایسے ہی ہے جیسے چاند پر سورج کی برتری و فوکیت ہے؟

کیا میرے علاوہ کسی غیر کیلئے رسول نے فرمایا ہے:
 سب لوگ الگ الگ درخت سے ہیں، لیکن میں اور تم ایک ہی درخت سے ہیں؟
 کیا رسول نے میرے علاوہ کسی دوسرے کیلئے فرمایا ہے:
 تم دوزخ کے تقسیم کرنے والے ہو، پاک و پاکیزہ اور پر تیز گار لوگوں کو اس سے نکال کر کافروں کو اسی
 آگ میں چھوڑ دو گے؟

تمام اہل شوری نے ایک ساتھ ان کے ایک ایک قول کی تصدیق کی۔
 امیر المؤمنین نے فرمایا: جب یہ تمام باتیں درست و تصدیق شدہ ہیں، تو تقویٰ کا اچاؤنگ راستہ اختیار
 کر کے غصب و عذاب خدا سے بچے رہا اور رسول خدا کے عہد اور ان کی وصیت کی مخالفت نہ کرو، حقوق خدا
 کی رعایت کرو اور خلافت اُس کے حوالہ کرو جو اس کی صلاحیت ولیاقت رکھتا ہو۔

حضرت علیؑ کا احتجاج

(النصار و مهاجرین کے سامنے اپنی فضیلت کے بارے میں)

سلیم ابن قیس کہتے ہیں کہ خلافت عثمان ابن عفان کے زمانہ میں بعض انصار و مهاجرین کو دیکھا مسجد نبوی کے ایک گوشہ میں حلقہ زدہ اپنے فضائل و امتیازات کا تذکرہ کر رہے ہیں۔ حضرت علیؑ بھی وہیں بیٹھے سن رہے تھے، تقریباً دو سو فرادر تھے۔ سعد بن وقاص، عبد اللہ ابن عوف، طلحہ وزیر، عمر، مقدار، البذر، ہاشم ابن عقبہ، عبد اللہ ابن عمر، امام حسن و امام حسین، عبد اللہ ابن عباس، محمد ابن ابو بکر اور عبد اللہ ابن جعفر موجود تھے، انصار میں سے ابی ابن کعب، زید ابن ثابت، ابوالیوب انصاری، ابوالیشم ابن القیمان، محمد بن سلیم، قیس ابن سعد، جابر ابن عبد اللہ انصاری، انس ابن مالک، زید ابن ارم، عبد اللہ ابن ابی الاوی، ابوالیلى اور اس کے دو بیٹے، عبد اللہ و عبد الرحمن، ابو الحسن بصری اور اس کا بیٹا۔

پہلے قریش نے اپنے فضائل بیان کئے کہ قریش نے رسولؐ خدا کے ساتھ ہجرت کی اور اسلام میں سبقت کرنے والے ہیں، پیغمبر اسلام نے فرمایا: دین کے امام قریش سے ہوں گے، قریش عرب کے پیشوائیں، تم لوگ قریش پر سبقت نہ کرو، قریش کے ایک مرد کی طاقت دو مرد کے برابر ہے، جو قریش کو دشمن رکھے گا، خدا اس کو دشمن رکھے گا، جو قریش کی اہانت کرے گا، خدا اس کی اہانت کرے گا۔

پھر انصار نے اپنے فضائل و خصوصیات بیان کئے کہ ہم نے رسول اکرمؐ کی مدد سے کوئی دریغ نہیں کیا، خدا نے (سورہ حشر) میں ہماری توصیف و تعریف کی ہے۔

رسولؐ خدا نے بھی ہماری مدح و شفاری میں ہے، خصوصاً سعد ابن معاذ کے جائزہ کی تشیع، حظله ابن عامر کو ملائکہ کا عسل دیتا، عاصم ابن ثابت کے جائزہ کو شہد کی تکمیلوں نے دشمن کے سو، قصد سے حفاظت کرنا، اس کے بعد اپنے مشہور افراد کا نام لیا۔

یہ لکھتا و مقابلہ مجھ سے زوالیں تک چلتا رہا اور امام علی ان باتوں کو سنتے رہے کچھ بھی نہ بولے، پکھ لوگوں نے آپ سے کہا آپ کیوں نہیں بولتے؟

امیر المؤمنین نے فرمایا: تم لوگوں نے جو کچھ کہا اپنی جگہ پر سب کچھ درست و صحیح ہے، لیکن میں تم سب سے پوچھتا ہوں کہ یہ تمام فضائل و خصوصیات اور مقامات مذکورہ خود تم سے ہیں یا تمہارے قبیلہ و خاندان سے ہیں یا کسی دوسرے راستہ و طریقے سے تمہارے حصہ میں آئے؟ سب نے کہا یقیناً یہ سب فضائل و شرافت رسول خدا اور ان کے اہل بیت کے ذریعہ سے خدا نے ہم کو عطا کیا ہے۔

امیر المؤمنین، اتم نے رسول خدا کو فرماتے تھا: میں اور یہرے اہل بیت خلفت آدم سے پہلے لور تھے، جب اللہ نے حضرت آدم کو پیدا کیا تو ہمیں ان کی صلب میں قرار دیا، پھر صلب نور میں منتقل ہوئے، پھر طوفان کے بعد پاک اصلاح و ظاہر ارحام میں منتقل ہوتے رہے، تھارے آباء و اجداد میں کوئی بھی برائی میں ملوث نہ ہوا۔

لوگوں نے کہا اہل رسول خدا نے ایسا ہی فرمایا ہے۔

امیر المؤمنین: میں تم دیتا ہوں کیا تم تصویق کرتے ہو کہ خدا اور رسول پر ایمان لائے والا میں پہلا شخص ہوں؟

لوگوں نے کہا: صحیح کہتے ہیں۔

امیر المؤمنین: کیا خدا نے ایمان میں سابقین کو متاخرین پر فضیلت و برتری نہیں دی ہے؟

(وَالسَّابِقُونَ الْأَنْكَارُ الْمُقْرَبُونَ وَالسَّابِقُونَ الْأَلْوَنُ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْإِنْصَارِ)
هر سابق ایمان ہر متاخر پر امتیاز و فضیلت رکھتا ہے، کیا ان آئیوں کے نزول کے بارے میں رسول خدا نہیں فرمایا؟

یہ آئیں انبیاء و اوصیاء کے بارے میں ناول ہوئی ہیں؟

پھر کیا نہیں فرمایا: میں تمام انبیاء سے افضل ہوں اور علیٰ میرے وحی ہیں اور وہ انبیاء کے تمام اوصیاء سے افضل ہیں۔

النصار و مهاجرین نے کہا سب بالکل صحیح ہے۔

امیر المؤمنین: میں تم کو قسم دیتا ہوں جب آیت اول الامر و آیت ولایت نازل ہوئی تو لوگوں نے رسول خدا سے پوچھا کیا یہ آیات تمام مؤمنین سے مریبوط ہیں یا ان میں سے بعض کیلئے؟ اور رسول کو خدا کی جانب سے حکم، ہوا وہ ولایت کی وضاحت کریں، چنانچہ نماز، روزہ، زکوٰۃ و حج کے بارے میں بیان کر دیا، جب غدر خیم کے نزدیک پہنچ تو فرمایا۔

صحیحے خدا کی طرف سے تا کیدی حکم پہنچا ہے لہذا اس کے انعام دینے پر مجور ہوں۔ فرمایا: آئے، اور پیچھے والوں کو نماز کیلئے بایا جائے، جس کے بعد لوگوں کا گروہ درگروہ وہاں جمع ہوا، اور رسول نے ایک طویل خطبہ کے بعد فرمایا: کیا تم جانتے ہوں۔

میں تمہارا مولا ہوں اور تم پر تم سے زیادہ حق رکھتا ہوں جیسا کہ پروردگار میرا مولا ہے؟

لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! ہاں ایسا ہی ہے، تبا آپ نے فرمایا:

اے علیٰ! انہوں میں کثرا ہو تو انہوں نے فرمایا:

میں جس کا مولا ہوں اور جس پر اولویت رکھتا ہوں، علیٰ ابن ابی طالب بھی ان کے مولا ہیں۔

پروردگار علیٰ کے دوستوں کو دوست رکھا اور ان کے دشمنوں کو دشمن رکھ، سلمان نے کھڑے ہو کر پوچھا:

یا رسول اللہ! یہ کیسی ولایت ہے؟ رسول اکرم نے فرمایا:

ان کی ولایت میری ولایت کے مل ہے، جس سے میں اولیٰ و بہتر ہوں، علیٰ بھی ان سے اولیٰ ہیں،

اکی وقت یہ آیت نازل ہوئی:

فَهُلِيلُومِ اَدْمَلَتْ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ اتَّمَتْ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَ رَضِيَتْ لَكُمُ الْاسْلَامَ دِينًا

اس وقت رسول نے تکیر کی اور خدا کی حمد و ش賀 جمال نے، ابوکر و عمر نے بڑھ کر کہا یا رسول اللہ کیا یہ آیت

خاص کر علی ابن ابیطالب کے بارے میں نازل ہوئی ہے؟

آپ نے کہا ہاں ایمان کی ولایت اور روز قیامت تک کے میرے اوصیاء کی ولایت کے بارے میں ہے۔ انھوں نے کہا یا رسول اللہ اس کی مزیدوضاحت کجھے؟

آپ نے فرمایا: سب سے پہلے میرا بھائی، میرا وزیر، خلیفہ اور میرا صیہن علی ابن ابیطالب ہے ان کے بعد میرا بینا صتن بن علی ہے اس کے بعد میرا بینا حسین بن علی ہے، اس کے نو افراد اس کی اولاد میں سے ہیں جو یکے بعد دیگرے میرے بعد حصی و خلیفہ ہوں گے، وہ سب قرآن کے ساتھ اور قرآن ان کے ساتھ ہو گا۔ یہاں تک کہ جو شخص کو روز قیامت پہنچ جائیں۔

امیر المؤمنین نے فرمایا: کیا رسول سے تم نے سب سنائے؟

انصار و مہاجرین یا ہاں بالکل صحیح ہے۔

امیر المؤمنین: کیا تم جانتے ہو کہ جب رسول اکرم، فاطمہ، میں اور میرے دونوں حسن و حسین چادر کے نیچے جمع ہو گی؟ تو آنحضرت نے فرمایا:

خدا یا یہ میرے اہل بیت ہیں ان کی تکلیف و اذیت و ناراحتی میری ناراحتی و اذیت کا سبب ہے۔ انھیں رحم و کثافت سے دوز کر کہ اور پاک و پاکیزہ رکھ۔ اس وقت آیت تطہیر کا نزول ہوا، ام سلمہ نے چادر کے قریب آ کر کہا کیا چادر میں میں کھی آ جاؤ؟ جواب دیا ہیں تم خیر پر ہو۔

یہ آیت میرے اور میرے بھائی علی ابن ابیطالب، میری بیٹی فاطمہ اور ان کے دو فرزند حسن و حسین اور ان کے فرزند کیلئے ہے اس میں کوئی دوسری اشیک نہیں ہے۔

کیا یہ باتیں صحیح ہیں؟

انصار و مہاجرین یا ہاں ہم نے یہ باتیں اتم سلمہ اور خود رسول خدا سے بھی شیں ہیں۔

امیر المؤمنین: کیا جانتے ہو کہ جب ﴿کونو امّال الصادقین﴾ کی آیت نازل ہوئی تو جابر سلمان نے کہا یا رسول اللہ یا آیت جامیں لے یا عام؟ آپ نے فرمایا:

یہ تمام موئین کو خطاب اور سب کو حکم ہے کہ صادقین کے راتھر ہیں، صادقین سے مراد میرے بھائی
علیٰ ابن ابی طالب اور میرے اوصیاء ہیں؟
النصار و مہاجرین اہل صحیح ہے۔

امیر المؤمنینؑ: کیا تم کو یاد ہے کہ جب غزوہ تونک کے وقت رسول اکرمؐ نے مجھے مدینہ میں اپنا خلیفہ بنا
یا تھاتوں نے پوچھا، آپ مجھے مدینہ میں کیوں چھوڑ رہے ہیں، آنحضرتؐ نے فرمایا:
تم مجھ سے ہوا در میں تم سے ہوں اور میں نے تمہیں اپنا خلیفہ بنایا ہے تم میرے لئے دیے ہی ہو گیجے
ہارونؑ موی کیلئے تھے گریہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا؟
النصار و مہاجرین اہل ایسا ہی تھا۔

امیر المؤمنینؑ: ﴿یا يهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَرْكَعُوا وَاسْجَدُوا...﴾ (سورہ حج، آیت ۷۷)

جب یہ آیت نازل ہوئی تو سلمان نے کھڑے ہو کر پوچھا، یا رسول اللہؐ اس آیت:

﴿فَمَلَأَ أَيْكَمٍ...﴾ سے مراد کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا:

اس سے تیرہ افراد مقصود ہیں، سب سے پہلے میں پھر میرا بھائی علیٰ ابن ابی طالب اور پھر ان کی اولاد
میں ان لوگوں پر شاہد و ناظر ہوں اور وہ لوگ تم سب پر شاہد و ناظر ہیں، کیا تمہیں اس حدیث کی خبر ہے؟
النصار و مہاجرین اہل ایسا ہی ہے جیسا آپ نے فرمایا۔

امیر المؤمنینؑ: تم جانتے ہو کہ رسولؐ خدا نے سب کے سامنے آخری خطبہ پڑھتے ہوئے فرمایا:

اے لوگوں میں تمہارے درمیان دو بزرگ اور اہم چیزیں چھوڑے جا رہے ہوں ایک کتاب خدا
دوسرے میری عترت، میرے اہل بیت، تم ان دونوں سے متک رہو گے تو مگر ایسی وضاحت سے محفوظ
رو ہو گے۔ مجھے خدا نے خبر دیا ہے کہ یہ دونوں اس وقت تک جدائیں ہو سکتے جب تک حوض کو قریب مجھ سے نہ
مل جائیں۔

عمر بن الخطابؓ نے اخظراب کی حجہ میں کھڑے ہو کر پوچھا تھا:

یا رسول اللہؐ اکیاں سے آپ کے تمام الٰل بیت مراد ہیں؟

فرمایا: نہیں میرا مقصود میرے خلفاء و اوصیاء ہیں، جن میں اول میرے بھائی، میرے خلیفہ اور مومنین کے ولی علیٰ ابین اب طالب ہیں، ان کے بعد میرے فرزند حسن و حسین اور ان کے بعد حسین کے فرزند ہوں گے، وہ سب میرے اوصیاء مخلوق پر گواہ، خدا کی جلت، صاحبان حکمت اور علم پروردگار کے فرزانہ دار ہیں، جس نے ان کی اطاعت کی گویا خدا کی اطاعت کی ہے، جس نے ان کی نافرمانی کی گویا خدا کی نافرمانی کی ہے۔

انصار و مہاجرین! اہم سب اس امر کی گواہی دیتے ہیں۔
یہاں تک کہ امیر المؤمنین نے ایک ایک کر کے اپنے نھاگل و مناقب کے بارے میں پوچھا۔
ان لوگوں نے سب کی تصدیق اور گواہی دی۔

پھر فرمایا: کیا تم گواہ ہو کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا: اپنے خیال میں جو مجھے دوست رکھتا ہے اور علیٰ کو دشمن رکھتا ہے وہ جھوٹا ہے کیونکہ علیٰ مجھ سے ہے اور میں علیٰ سے ہوں، جس نے اسے دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا، جس نے ان سے دشمنی کی اور جس نے مجھ سے دشمنی کی اور جس کی دشمنی کی اس نے خدا سے دشمنی کی ہے۔

حاضرین میں تقریباً نیس افراد نے اس روایت کی بھی تصدیق کی۔

طلحہ ابن عبید اللہ کا اعتراض

طلحہ ایک سیئی آدمی تھا، اس نے کہا اس روایت کو کیا کیا جائے، جو رسول اکرم نے فرمایا ہے۔

خدانبوث، خلافت کر، ہم اہل بیت میں جمع نہیں کرے گا، عمر والو عبیدہ، سالم اور حمادہ نے بھی زوایت کی شہادت دی، پھر طلحہ نے کہا آپ کی سب باقیں تصدیق شدہ ہیں، آپ کے فضائل و مکالات معلوم ہیں لیکن ان چار افراد نے بھی روایت مذکورہ کی تصدیق کی ہے کہ خلافت خاندان رسول میں نہیں ہو گی۔

امیر المؤمنین بہت رنجیدہ ہوئے اور اپنے بغل سے صحیفہ نکال کر طلحہ کو دکھایا کہ غدریم کے بعد آنحضرت کے چند مخالفین نے اس صحیفہ میں معابدہ و دستخط کیا تھا کسی طرح بھی علی ابن ابی طالب کو دولايت و خلافت سے روک دیا جائے۔

پھر فرمایا: اس جھوٹی گواہی کے بطلان کی دلیل یہ روایت ہے جو رسول خدا نے غدریم میں فرمائی کہ میں تم پر تم سے زیادہ حق رکھتا ہوں، میری طرح علی بھی تمہارے اوپر تم سے زیادہ حق رکھیں گے، یہ روایت قابل قبول ہے کئیں؟

طلحہ ادرست ہے۔

امیر المؤمنین: جب میں لوگوں پر اولویت رکھتا ہوں تو کوئی کیسے میرا حاکم و رئیس بن سکتا ہے اور میں اس کے زیر فرمان رہوں گا، کیا اولویت رکھنا خلافت و حکومت کا ملازم نہیں ہے؟

ان تمام شرائط و ان تمام باتوں کے ساتھ میرے علاوہ کسی غیر کیلئے اولویت تصور کی جاسکتی ہے؟

دوسرے یہ کہ حدیث منزلت (ایا علی انت منی بمنزلة هارون من موسی) قابل تصدیق و اعتبار ہے یا نہیں؟ طلحہ احادیث معبر و مسلم ہے۔

امیر المؤمنین: جب ہارون کا مقام سوچے مقام نبوت کے میرے لئے ثابت ہے تو نبوت کے علاوہ

تمام معنوی مراتب میری ذات میں موجود ہیں، تو گذشتہ روایت کیے صحیح ہو سکتی ہے کہ منصب خلاف دولایت مجھ سے سلب کرلو؟ کیا ہارون کی منزلت کا مفہوم یہی ہے کہ انسان دوسرے کے تحت حکومت اور زیر سلطنت رہے اور بعد رسول ان کے کسی منصب کا حقدار نہ رہے؟
 کیا میں تمہاری طرح امتیاز و خصوصیت نہیں رکھتا؟

کیا تم نے بغیر اکرمؐ کی یہ حدیث نہیں سنی:
 میں تمہارے درمیان دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، اگر تم ان سے متسلک رہو گے تو کبھی بھی گراہ نہ ہو گے، وہ دو امر کتاب خدا اور میرے اہل بیت ہیں۔ ان پر سبقت نہ کرنا اور اپنے علم کو ان پر تحریک نہ کرنا، کہ تم سے زیادہ جانے والے اور عقل رکھنے والے ہیں؟
 طلحہ اہل صحیح ہے۔

امیر المؤمنینؑ: اس حدیث کے مطابق میں دوسروں سے علم اور دانا نہیں ہوں؟ کیا دوسرے لوگ ذمہ دار نہیں ہیں کہ میری طرف متوجہ ہو کر مجھ سے استقادہ کریں؟ کیا لوگوں کو مجھ سے تسلیم کرنا چاہئے؟ اس حدیث کے مطابق کیا میر افریان، قرآن و خدا کے مطابق نہیں ہے؟ کیا خدا نہیں فرماتا کہ آیا وہ شخص لائق اطاعت و پیرودی ہے جو حق کی طرف رہنمائی کرتا ہے یا وہ جو کہ خود راست پر نہیں چل سکتا، جب تک کہ اس کی پدایت نہ کر دی جائے، پس تم کیے حکم لگاتے ہو؟

کیا قرآن نے جذاب طالوت کے بابے میں نہیں فرمایا: خدا نے تمہارے درمیان سے طالوت کو نجت کیا ہے اور ظاہر و باطن کے اعتبار سے تم پر ترجیح دیتے رہی ہے اور ان کی روحانی و جسمانی طاقت زیادہ ہے؟

خدا مخالفین کے مقابل اور ان کے سوت و بے اساس دعوے کے مقابلہ میں فرماتا ہے:
 قرآن سے بہتر کوئی کتاب، کوئی خبر و روایت جس سے علم و بیان کا فائدہ ہو، لے آؤ، اگر تم اپنے قول

میں چے ہو؟
 رسول اکرمؐ فرماتے ہیں: امت اور امتی اپنے امور کی ولایت و رسیدگی کی خاطر کسی کو عین نہیں کر سکتے

جبلہ ان کے درمیان کوئی اعلم و فضل شخص موجود ہو گریہ کہ اس امت کے امور اخلاقی و مترزاں چھوڑ دیے جائیں اور ان کے اجتماع اور ان کا اتحاد اور قومیت پارہ پارہ ہو جائے تاکہ وہ اپنے اعمال سے پیشان بوئے چلنے والے راستے سے پلاٹ جائیں، لذت شتر روایت میں جھوٹ کی دلیل یہ ہے کہ تم لوگوں نے خود رسول ارم کے زمانہ میں انھیں کے حکم سے مجھے امیر المؤمنین اور مولا کے عنوان سے خطاب کرتے تھے۔

دوسرا یہ کہ عمر بن خطاب نے خلافت کے بارے میں مشورہ کرنے والے چھافروں میں مجھے بھی قرار دیا ہے کہ ان میں سے کسی ایک کو خلافت کیلئے منتخب کرلوں اگر مجھ میں خلافت کی صلاحیت نہ ہوئی تو عمر بن خطاب مجھے اہل شوریٰ میں کیسے قرار ہے؟

اور اگر شوریٰ کسی دوسرے امر کیلئے تھی تو عثمان کیسے خلافت کا دعویٰ کرتے؟ کیا عثمان کا مقام و منصب اس شوریٰ کی پیداوار نہیں ہے؟ تم لوگوں نے اس دن جعل روایت سے تمک کیوں نہیں کیا؟ اے طلحہ! کیا تو خدا اہل شوریٰ سے نہیں تھا؟ اس دن یہ روایت کیوں نہیں نقل کیا اور عمر بن خطاب اور رسول کو اس بات سے کیوں نہیں آگاہ کیا؟

پھر علیؑ ابن ابی طالب نے عبداللہ ابن عمر کی طرف رُخ کر کے فرمایا:

اے عبداللہ! جبے خدا کی قسم درتا ہوں کہ جب میں تمہارے باپ کی عیارات نے واپس ہوا تو میرے بارے میں تمہارے باپ نے جو کچھ کہا ہے اسے بیان کرو؟

عبداللہ نے کہا جب آپ ہمارے پاس سے چلے آئے تو انہوں نے کہا اگر تم لوگ قریش کے اس شخص کی بیعت کرتے جس کے سر کے اگلے حصہ میں بال نہیں ہے تو وہی سچے اور سید ہے راستے کی جانب تمہاری رہنمائی کرتا اور وہی کتاب خدا اور سنت چیزیں لوگوں میں راجح کرنے والا ہے۔

امیر المؤمنین! تم نے ان سے کیا کہا؟

عبداللہ امیں نے اپنے باپ سے کہا تو آپ اس منصب خلافت کیلئے ان کو کیوں نہیں معین کرتے اور انھیں جائشیں ارسوں کیوں نہیں بناتے؟

امیر المؤمنین: تمہارے باپ نے کیا جواب دیا؟

عبداللہ! ہاں انھوں نے جواب دیا مگر وہ مخصوص گفتگو تھی دوسروں کے سامنے بیان کرنے سے وہ راضی نہیں تھے۔

امیر المؤمنین: رسول خدا نے ان سارے واقعات کی مجھے اطلاع دی تھی تمہارے باپ کے جواب اور دوسری جزئیات سے میں آگاہ ہوں لیکن اس سے زیادہ اس موضوع پر میں تم سے گفتگو نہیں کرنا چاہتا۔

حضرت علی علیہ السلام کا اپنا تعارف

تم کو خدا کی قسم ادیتا ہوں، بتاؤ کیا رسول خدا نے ہمیشہ مجھے بزرگ و بلند نہیں رکھا؟ تم اہل بیت پیغمبر نہیں ہیں؟ میں ہمیشہ ہر جگہ ان کے سڑاہ نہیں رہا؟

کیا خدا نے اپنے رسول کے ساتھ ہمارا ذکر نہیں کیا؟ کیا آیت اولہ امر کے شمن میں ہماری اطاعت کو واجب ولازم نہیں شمار کیا ہے؟ کیا رسول اسلام ہماری ولایت کو تم تک پہنچانے پر مامور نہ تھے؟ کیا رسول اکرم کے وصی ہونے کا ہم سے زیادہ کوئی سزا اور ولائقہ ہے؟

تم کو خدا کی قسم ایک ایام کو خیر ہے کہ کفار قریبی کے سامنے (سورہ برأت) پڑھنے کیلئے رسول خدا نے مجھے حکم دیا تھا اور ابو بکر کو اس سے منع کر دیا تھا اور فرمایا کہ میری جانب سے میری باتوں کو وہی پہنچا سکتا ہے جو مجھ سے ہوا اور میرے جیسا ہو؟

النصار و مہاجرین! ہاں ایسا ہی ہے۔

امیر المؤمنین: جو شخص ایسی بات کو رسول خدا کی طرف سے نہیں پہنچا سکتا تو وہ تمام امور میں ان کی جگہ کیسے لے سکتا ہے اور جانشین و خلیفہ رسول نبی کرتا ہم تو انیں واحکام اللہ کو کیسے جاری و قائم کر سکتا ہے؟ جسے ایسی ماموریت سے روک دیا گیا ہو وہ آخر پرست کی خلافت وجہتی کے لائق ہو سکتا ہے یا وہ شخص جسے یہ ذمہ داری دی گئی اور اس کا تعارف اس انداز سے کر لیا گیا ہو کہ وہ مجھ سے ہے اور میری طرح ہے؟ کیا تمہیں اطلاع ہے کہ رسول خدا نے میرے بارے میں فرمایا:

تم میرے بھائی ہو، تم میرے وعدوں کو پورا کرنے والے ہو، تم ہمیں قرضوں کو ادا کرو گے، مجھے لوگوں کے حقوق سے برٹی الذمہ کرو گے، میری سنت اور احکام خدا کے اجراء کی خاطر مخالفین سے جنگ کرو گے؟ یہ بھی فرمایا:

احتجاج طبرسی

(۲۲۳)

کوئی میرے قرضوں کو ادا نہیں کرے گا اور لوگوں کے حقوق سے مجھے بری الذمہ نہیں کرے گا مگر
(اے علی!) تم اب اکرو گے۔
انصار و مہاجرین ابا لکل صحیح ہے۔

مسجد الحرام میں جناب ابوذر کا رسول خدا کی دو حدیث بیان کرنا

سلیم ابن قبس کہتے ہیں کہ میں خانہ خدا میں موجود تھا جناب ابوذر کو خانہ کعبہ کی زنجیر پکڑے ہوئے دیکھا کہ ایک مجھ کے سامنے کھڑے ہو کر فرمائے تھے:

اے لوگو! جو مجھے پہچانتا ہے وہ پہچانتا ہے، اگر نہیں جانتا تو جان لے کہ میں ابوذر جنذب ابن جنادہ ہوں، میں نے پیغمبر اسلام کو فرماتے ہوئے سناتے ہے کہ میری امت میں میرے اہل بیت کی مثال کشی نوٹ کی ہے، جو اس پر سو اہواہ کا میا ب ہوا اور جو اس سے دور ہوا وہ ہلاک ہوا۔ اہل بیت بنی اسرائیل کے باب طکیڑہ ہیں کہنی اسرائیل میں سے جس نے بھی اس وقت استغفار کیا وہ بخش دیا گیا۔

میں نے رسول اسلام سے سناتے ہوئے تھا میں تھمارے درمیان دو گرفتار چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں، جب تک ان دونوں سے تمیسک رہو گے مگر انہیں ہو گے اور وہ دو چیزیں کتاب خدا اور میرے اہلبیت ہیں۔

اے تمہیرا امت اور وہ گروہ جو اپنے پیغمبر کے بعد گمراہ ہو گئے!

آ گاہ ہو جاؤ!! اگر تم نے اس کو قدم کیا ہوتا جس کو خدا نے مقدم کیا ہے اور اسے مؤخر کیا ہوتا جسے خدا نے مؤخر کیا ہے اور اگر خلافت و ولایت کو اس جگہ رکھتے جس جگہ خدا نے رکھا ہے تو احکام الٰہی اور فرائض خداوندی کبھی بھی ضائع نہ ہوتے اور اختلاف، نفاق اور دشمنی تھمارے درمیان ظاہر نہ ہوتی۔

جب حضرت ابوذر مدینہ واپس ہوئے تو انھیں عثمان ابن عفان نے بلا یا کہ بتاؤ تمہیں کس نے ترغیب دی تھی کہ خانہ کعبہ میں مختلف لوگوں کے سامنے تقریر کرو؟ اور کس سبب سے تم نے یہ کام کیا؟

جناب ابوذر نے کہا مجھے اس عمل کا حکم رسول خدا نے دیا تھا۔

عثمان! اس کا کوئی گواہ ہے۔ وہاں حضرت امیر المؤمنین اور جناب مقداد حاضر تھے، دونوں نے گواہی

دی اور پھر وہاں سے چلے گئے۔

علی ابن ابی طالبؑ کا عثمان سے احتجاج

ایک روز عثمانؑ نے امیر المؤمنین سے کہا کہ اگر آپ مجھ سے بد نیتی اور بد سلوکی کرتے ہیں تو یہ آسان ہے کیونکہ آپ نے مجھ سے اور اپنے سے بہتر لوگوں کے ساتھ ہی کیا ہے۔

امیر المؤمنین اورہ کون ہیں جو مجھ سے بہتر ہیں؟

عثمان!!! ابو بکر و عمر۔

امیر المؤمنین: تو جھوٹا ہے میں تم سے اور ابو بکر و عمر سے افضل و برتر اور بہتر ہوں۔ جب تم اسلام نہ لائے تھے اور خدا پرست نہیں تھے، میں خدا نے جہان کی پرستش و عبادت کر رہا تھا اور تم لوگوں کے چلے جانے کے بعد بھی اس کی عبادت کروں گا اور وہ دن تھما رے اعمال و افعال کے حساب و کتاب کے دن ہوں گے۔

ایک شخص کا حضرت علیؑ کے مقابلہ میں فخر و مبارات

سلیم ابن قیس کہتے ہیں کہ سلام، و مقدار، اور بیوذر نے مجھے نقل کیا کہ ایک شخص نے حضرت علیؑ کے مقابلہ میں اپنی برتری و بلندی کا اظہار کیا جب رسول اسلام کو خبر ہوئی تو علیؑ ابن ابیطالب سے فرمایا تم سارے عرب پر فخر و مبارات کرو کہ بچا زاد بھائی کے لحاظ سے تم سب سے بزرگ ہو، داماد کے اعتبار سے سب سے بہتر ہو کیونکہ تم رسول اسلام کے بچا زاد بھائی اور داماد ہو، زوجت کے لحاظ سے تم سے بہتر کوئی نہیں کیونکہ تمہاری زوجہ فاطمہ و خڑیخیر ہیں، فرزندوں کے لحاظ سے کہ حق و صدق ہیں، تمام حقوق سے افضل ہو۔ آپ کے بھائی جعفر طیار، اس لحاظ سے بھی سب سے بلند ہیں، آپ کے عمو محترم حضرت جزرا سید الشهداء ہیں، اس لحاظ سے بھی سب سے بہتر ہو، تم علم و صبر میں، برتری رکھتے ہو، تمہارا علم دوسروں سے بہت زیادہ ہے، تم سب سے پہلے اسلام لائے، تم دوسروں سے زیادہ قرآن کی تلاوت کرنے والے ہو، میری سنت کا علم و احاطہ سب سے زیادہ تم کو ہے اور ایسے ہی تمہارا وجود اور تمہاری سخاوت، تمہارا زہد و تقویٰ سب سے زیادہ روشن ہے۔

دین کی سُنی کوشش اور احکام اسلامی کے لحاظ سے تم ثابت قدم ہو، تمہاری عادات اور تمہارے اخلاق سب سے بہتر، تمہاری زبان سب سے زیادہ پچی اور خدا کے نزدیک تم سب سے زیادہ محبوب ہو، شجاعت و ذلیلی میں تم سب سے آگے ہو، تم میرے بعد میں سالانہ زندہ رہو گے، اس زمانہ میں خدا کی عبادت کرتے ہوئے قریش کے قلم و ستم پر صبر و تحمل کرو گے، پھر راہ خدا میں چہار کرو گے، تم تاویل قرآن کیلئے مخالفین سے ایسے جگ کرو جیسے میں نے اصل قرآن کے بارے میں جگ کی، پھر تم شہید ہو گے اور شگافت سر کے خون سے تمہاری داڑھی خضاب آلو دھو جائے گی، تمہارا قاتل غصب خدا اور حق سے دوری کے لحاظ سے اس شخص کی طرح ہے جس نے ماڈل صاف لمحہ کو دیکھا۔

امیر المؤمنین صدیق و فاروق ہیں!

سلیمان قیس کہتے ہیں کہ سلمان، ابوذر، مقداد کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ ایک ٹھنڈے نے آ کر لفڑا کیا کہ اے سلمان! خیر و معاویت کی جانب میری رہنمائی کیجئے۔

سلمان فارسی: میں تم کو کتاب خدا کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ ہر حال میں آسمانی کتاب قرآن مجید کے ہر اہر ہنا، زندگی کے امور و آداب اور علوم و عقائد و معارف کا اسی سے استفادہ کرنا اور تجھے وصیت کرتا ہوں نہ علی ابی طالب قرآن کالا زماد و حق و باطل کا معیار ہیں۔

ہاں علی ابی طالب ہی صدیق ہیں، ان کی تمام زندگی اور کوئی وغیرہ اور حجج اور حجیج ہیں، علی ہی فاروق ہیں، یہی حق اور باطل کے درمیان فرق کر کے حق و حقیقت کو باطل سے جدا کرنے والے ہیں، وہ ہی شریعت کے ساتھ ہیں وہ حق کے ساتھ گردش کرتے ہیں۔

مردمون نے کہا!! اللوگ ابو بکر کو صدیق اور عرب کو فاروق کا لقب دیتے ہیں، کیا یہ دونوں لقب ان دونوں کے نہیں ہیں؟

سلمان فارسی: اللوگوں نے حضرت علی کے ان دو القاب اور ان کے اوصاف کو دوسروں سے منسوب کر دیے، جیسے خلافت و امارت اور ان کے حق کو غصب اور ان پر تصرف کر لیا۔

ہم رسول کے زمانہ میں ان کی طرف سے ذمہ دار تھے کہ حضرت علی کو امیر المؤمنین کے لقب سے پکاریں اور اسی عنوان سے انھیں مغلظت کرتے تھے، لیکن انحضرت کی وفات کے بعد یہ لقب و عنوان بطور حرج و ضعیف دوسروں سے منسوب کر دیا گیا۔

فضائل امام علیؑ کے اثبات کا احتجاج

سلیمان قس کہتے ہیں: ایک شخص حضرت علیؑ کے پاس ماضر ہوا اور آپ سے تقاضا کیا کہ اپنے کچھ فضائل و مناقب بیان فرمائیں؟

امیر المؤمنین: میرے فضائل وہ آئیں ہیں جو قرآن مجید میں میری شان کے متعلق نازل ہوئی ہیں۔

مرد مسلمان اور کیا ہیں جو آپ کے بارے میں نازل ہوئی ہیں؟

امیر المؤمنین: نے ایک ایک کر کے اپنے بارے میں نازل شدہ آیات کو بیان کیا ان میں سے ایک

﴿ اقْفَمْ كَانَ عَلَىٰ بِسْنَةٍ مِّنْ رِبِّهِ... ﴾ (سورہ حود آیت ۷۱) ترجمہ:

آیا وہ شخص جو اپنے پروردگار کی جانب سے دلیل و برہان رکھتا ہے، اسکے بعد از خود یا از جانب

پروردگار کو شاہد و گواہ لائے، باہتر ہے

یادہ لوگ جو خدا کی آیات کے مکر ہیں؟

پھر فرمایا: میں وہی گواہ ہوں جو رسول اکرمؐ کے بعد آیا اور میں رسول خدا سے ہوں۔

پھر ﴿ وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّمَا مَرْسَلُكُنَا لِكَفْيٍ بِاللَّهِ شَهِيدًا... ﴾ (سورہ

رعد، آیت ۳۳) کی تلاوت کی، جس کا ترجمہ:

اے رسول! کافرین کہتے ہیں کہ تم خدا کی طرف سے بھیج ہوئے نہیں ہو تو کہہ دو اتمہارے درمیان

خدا باہترین گواہ و ناظر ہے، اسی طرح وہ لوگ شاہد ہیں جن کے پاس قرآن کے علوم ہیں۔

پھر فرمایا: میں وہی شخص ہوں جس کے پاس علم قرآن ہے ﴿ إِنَّمَا وَيَكُونُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ

آمُنُوا إِنَّمَا يَقْبُلُونَ الصَّلَاةَ وَيَؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ﴾ (سورہ مائدہ آیت ۵۵)

ترجمہ: تمہارا ولی اللہ ہے اور اس کا رسول اور وہ لوگ جو ایمان لائے، نماز قائم کرتے ہیں اور حالت

کوئی میں زکوہ دیتے ہیں۔

(سورہ نہام آیت ۵۹)

ترجمہ: تم اللہ کی اطاعت کرو، رسولؐ کی اطاعت کرو اور ان کی جو تم میں سے صاحب امر ہیں۔

امیر المؤمنین: پھر فرمایا وہ صاحب امر میں ہی ہوں۔

مرد مسلمان اتفاقاً کرتا ہوں کہ وہ فضائل بیان کجھے جو رسولؐ اسلام نے آپ کے بارے میں فرمایا ہے؟

امیر المؤمنین: ایک فضیلت یہ ہے کہ رسولؐ خدا نے روز غدر مجھے ولایت کے منصب پر منسوب کیا۔ پھر حدیث مزولت میں آنحضرتؐ نے مجھے ہارون کی طرح اپنی جانب نسبت دی۔

حدیث: میں ان کے ساتھ سفر میں تھا حضرت عائشہ اور میرے علاوہ آنحضرتؐ کے ساتھ تمیرا کوئی نہ تھا اور تین افراد کیلئے صرف ایک ہی لحاف تھا رسول اسلام میرے اور عائشہ کے درمیان لیٹ گئے، جب وہ عبادت و نماز ش کیلئے اٹھے تو اپنی انگشت مبارک سے لحاف کو فرش زمین میں دھندا دیا، مجھے رات بھرا تنا شدید بشار تھا کہ میں سو نہیں سکا، میری وجہ سے رسولؐ خدا بھی رات بھر نہ سوئے اور صبح تک میرے اور اپنی جانماز کے درمیان جا گئے رہنے، کبھی نماز پڑھتے، کبھی میری احوال پری کرتے اور میری طرف متوجہ رہتے، جب صبح ہوئی تو آپ نے نماز پر حکر دعا کی پر و دگار اعلیٰ کوششا و غافیت عنایت فرماء، پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے علی! تجھے بشارت ہو میں نے کہا آپ کو کبھی خیر کی بشارت ہو اور خدا مجھے آپ پر قربان کرے رسولؐ نے فرمایا:

کل شب خداوند عالم سے جو کچھ اپنے لئے مانگا دہ تھا رے لئے بھی مانگا اور جو کچھ میں نے خدا سے سوال کیا سب کچھ اس نے قبول کر لیا۔

میں نے خدا سے درخواست کیا کہ وہ تم کو میرا بھائی بنائے، قبول ہوا، مجھے مؤمنین کا ولی و مرپرست قرار دے، وہ بھی قبول ہو گیا۔

امیر المؤمنین کا ناکشین کے ساتھ احتجاج

(بیعت توڑ کر جگ جمل میں حصہ لینے والے)

خداوند عالم نے تمام انسانوں کو خلق کرنے کے بعد انھیں میں سے کچھ کو اپنے رسول اور سفیر منتخب کیا اور لوگوں کی ہدایت و سعادت انھیں سفروں اور رسولوں کے ذریعہ کتاب قانون و احکام نازل کی اور ان کتابوں میں اپنے بندوں کی ذمہ داریوں اور فریضوں کو واضح و روشن کیا۔

خدا: اپنی کتاب میں فرماتا ہے:

تم اللہ کی ایاعت کرو اور اس کے رسول کی ایاعت کرو اور ان کے حکم و فرمان جازی کرنے کے سر اور ولائقیں اور درحقیقت ان کا فرمان رسول اکرم کا فرمان ہے اگر تم تعصیب و عناد نہ کرو قیہ جمل اولو الامر، ہم اس بیت کے بارے میں تاذل ہوا ہے اور یہ عنوان ہمارے لئے مخصوص ہے۔
تم نے ہماری مخالفت کی، ہم سے روگران ہوئے، ہماری بیعت کو توڑا، ہمارے حق کا انکار کیا، خدا کے عہدو بیان کے علاف قدم اٹھایا اور اس طریقے سے تم نے اپنے کو قصان پہنچایا۔
کیا تم خدا کے اس فرمان کو فراموش کر گئے؟

(سورہ نسا، آیت ۸۳) جب امن و خوف کا کوئی امر ان کو سنائی دیتا ہے تو وہ اس کو بغیر کسی تحقیق و تظریک کے پھیلا دیتے ہیں اگر اس موقع پر وہ سکوت و توقف اختیار کریں اور امر اخلاقی کو رسول خدا اور اولو الامر پر چھوڑ دیں، تو وہ ان کی حقیقت سمجھ لیں گے اور اس کی عاقبت کو بھی جان لیں گے۔ اس آیت میں بھی اولو الامر سے مراد ہم ہی ہیں، خدا نے حکم دیا ہے کہ جو امور اور حادثات واضح نہیں ہیں ہماری طرف رجوع کریں، اگر تم نے خدا اور رسول کے عہدوں ستر پر عمل نہیں کیا تو اپنی بدر فقاری کی سزا ضرور پاؤ گے، جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ اپنے عہدوں کو پورا کرو میں اپنے عہد کو پورا کروں گا اور میرے عذاب و غضب سے بچے

ہم الٰ کتاب والٰ حکمت ہیں، ہم آل ابراہیم ہیں، خدا نے ہمیں فضیلت و برتری دی ہے اور دوسرے ہمارے بارے میں حسد کے مرکب ہوئے ہیں۔ خدا فرماتا ہے: (سورہ نساء آیت ۵۸) بلکہ وہ لوگ رسول اور ان کے الٰ بیت سے خدا کی عطا کی ہوئی فضیلت سے حسد کرتے ہیں اور ہم نے الٰ ابراہیم کو کتاب و شریعت، حکمت و حقیقت اور حکومت و عظمت دی ہے پس بعض لوگ ایمان لائے بعض نے انکا رکیا ان لوگوں کیلئے آتش دوزخ کافی ہے۔

ہم آل ابراہیم ہیں اور ہم سے حسد کیا جا رہا ہے جیسے ہمارے آباء و اجداد سے حسد کیا گیا، سب سے پہلے جس سے حسد کیا گیا وہ جناب آدم تھے کہ وقت سجدہ ان سے اپنیس نے حسد کیا اور خدا کی بارگاہ سے نکال دیا گیا، اس کے بعد ان کے بیٹے ہائیل سے حسد کیا کہ اپنے باپ کی محبت و انسیت کے سبب ان کے بھائی قائلن نے ان سے حسد کیا، پھر وہ اس کے ہاتھوں قتل ہوئے اور قائلن ہمیشہ کیلئے عذاب ابدی میں گرفتار ہو گیا، پھر جناب نوح اپنی قوم کے حسد کا شکار ہوئے انھوں نے ان کے بارے میں فرمایا نوح تمہاری طرح بشر ہیں تم پران کوکی برتری و امتیاز نہیں، وہ اس لائق نہیں کہ تم ان کی اطاعت و پیروی کرو۔ لوگ اس سے غافل ہیں کہ برتری اور فضیلت خداوند متعال کی جانب سے ہوئی چاہئے کسی شخص کے مقام و مرتبہ کا اختیار خدا کو ہوتا چاہئے، ان لوگوں نے کھلم کھلا دھوکا کھایا ہے اور وہ حاملی فضائل و مقامات سے بے خبر ہیں۔ خدا چھے چھے ن منتخب کرتا ہے اور جسے چاہے اپنی رحمت و عنایت سے مخصوص کر کے علم و معرفت، حکمت و روحانیت عطا کرتا ہے۔ یہ اختیارات لوگوں کو نہیں ہیں۔

ہم پیغمبر اسلام کے الٰ بیت ہیں، ہم کو خدا نے ہر طرح کی رحم و کثافت سے دور کھا ہے، ہم حضرت ابراہیم کے سب سے زیادہ نزدیک ہیں۔

خدا فرماتا ہے: ابراہیم کے سب سے قریبی لوگ وہ ہیں جنھوں نے ان کی پیروی کی اور یہ بھی جو تمہارے درمیان ہے چونکہ ہم پیغمبر اور ان کے خاندان کے نزدیک تر ہیں، اس لئے ابراہیم سے بھی

نزدیکترین ہیں۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ صاحبان رحم اور اہل خاندان میں سے بعض بعض سے زیادہ نزدیک اور اولیاء ہیں۔

پس رسول نبی کے سب سے خاص قرابتدار ہم ہیں اور ابراہیم خلیل کے بھی نزدیکترین ارحام میں سے ہیں، بیت اللہ یا بیت ابراہیم کعبہ کے دارث ہم ہیں۔

اے لوگو! میں تمہیں خداۓ جہاں اور اس کی اطاعت اس کے رسول کی اطاعت، ولی امر کی اطاعت اور وہی رسول اکرم کی اطاعت کی دعوت دیتا ہوں۔ میری دعوت کو قول کرو اور آں ابراہیم کی پیروی کرو، امت کے اختلاف و تفرقہ کے اسباب فراہم نہ کرو اور خدا کے خنت عذاب، شدید غضب سے بچ رہو۔

طلخہ وزیر سے امیر المؤمنین کا احتجاج

ابن عباس کہتے ہیں کہ میں امیر المؤمنین کی خدمت مبارک میں حاضر تھا کہ طلخہ ابن عبد اللہ اور وزیر ابی عوام آپ سے پاس شرفیاب ہوئے اور حج و عمرہ کی اجازت طلب کی۔

آپ نے اجازت نہیں دی فرمایا: تم نے تازہ تازہ حج و عمرہ انجام دیا ہے، طلخہ اپنے مقصد پر اصرار کیا، امام نے اصرار کی وجہ سے اجازت دی۔ دونوں بابر لگئے۔ امیر المؤمنین نے فرمایا: خدا کی قسم ان کا عمرہ کا کوئی ارادہ نہیں ہے، میں نے کہا تو آپ نے اجازت کیوں دی؟

امیر المؤمنین نے ان کو واپس بلا کر فرمایا: خدا کی قسم! تم لوگ عمرہ کی نیت نہیں رکھتے، تمہارا مقصد بیعت اور عہد دیوان کو توڑنا ہے، تم اختلاف پیدا کر کے است کی وحدت و اتحاد کو ختم کرنا چاہتے ہو تو طلخہ وزیر نے قسم بار کی! اسواے عمرہ کے ہمارا کوئی ارادہ نہیں ہے۔

امیر المؤمنین نے اجازت دی دی، ان کے باہر جانے کے بعد پھر فرمایا:
ان کا عمرہ کا قصد ہرگز نہیں ہے۔

میں نے کہا پھر آپ نے اجازت کیوں دی؟ آپ نے فرمایا:
کیسے اجازت نہ دوں، انھوں نے نام خدا کی قسم کھائی۔

طلخہ وزیر مدینہ سے کوچ کر کے مکہ میں داخل ہوئے۔ دونوں نے عائشہ کو اتنا سمجھایا کہ وہ ان کے
ہمراہ ہو گئیں اور امیر المؤمنین کی بیعت توڑنے کیلئے سب بصیرہ کی جانب جل پڑئے۔

حضرت علی ابن ابی طالب کا خطبہ

روایت کی گئی ہے جب امیر المؤمنین کو ظلمہ وزیر کے عائشہ سے ملنے کی خبر لگی تو آپ نے لوگوں کے سامنے خدا کی حمد و شکر کے بعد فرمایا:

خدا نے رسول اکرمؐ کو لوگوں کی ہدایت کیلئے معموٹ کیا اور ان کے وجود کو دنیا والوں پر نزول رحمت کا وسیلہ قرار دیا، انہوں نے اپنی ذمہ داری لوگوں تک روشن الفاظ میں پہنچائی اور خدائی احکام الہ دنیا کو تباہ، رسولؐ نے لوگوں کے اختلافات دور کر کے اُنھیں ایک دوسرے سے ملا دیا۔

انہوں نے راستوں کو محفوظ و مامون بنا لیا، ایک دوسرے کا خون بہانے سے منع کیا، حسد و کینہ، بعض وعداوت سے لبریز دلوں کو نزدیک وہ بیان بنادیا، آنحضرتؐ نے رسالت کی ذمہ داریوں کو انجام دینے اور مقاصدِ نبوت کے پورا کرنے میں معمولی سی بھی کوتاہی اور غلطی نہیں کی۔

افسوس! ان کی رحلت کے بعد جو کچھ ہونا تھا ہو گیا، لوگوں نے حصول منصب و حکومت کی خاطر اختلاف شروع کر دیا اپنے باطنی کینہ و حسد اور عداوت کو ظاہر کر دیا، پھر ابو بکر مقام خلافت و حکومت پر پیش گئے ان کے بعد عمر بن خطاب پھر عثمان بن عفان نے حکومت پائی۔

جب عثمان اور لوگوں کا اختلاف سامنے آیا تب یہ میں عثمان قتل ہو گئے تو تم سب نے مل کر میری بیعت کرنے کا تقاضا کیا اور میں نے انکا رکیا، تم لوگوں نے کہا آپ ہماری بیعت قبول کریں اور میں نے قول نہیں کیا۔

تمہارے اصرار میں اضافہ ہوتا رہا اور میں اپنے ہاتھوں کو سینتارہا، یہاں تک کہ تم لوگ ہر طرف سے میرے اوپر ایسے نوٹ پڑے اور مجھے گھیر لیا جیسے پیاس سے اونٹ پانی کے حوض پر ٹوٹئے ہیں، ایسا کہ تم لوگ مجھے قتل کر دو گے اور کچھ تمہارے پیروں کے تلے دب کر مر جائیں گے، مجبوراً میں سے اپنا ہاتھ پھیلا دیا تو تم

سب نے میرا بھائی کو کریمی بیعت کی۔

سب سے پہلے اپنے گھل اختیار اور شعور و ادراک کے ساتھ جس نے میری بیعت کی وہ طلوں این عبید اللہ اور زیر این عالم تھے لیکن نہایت افسوس کہ جو لوگ سب سے پہلے بیعت توڑ رہے ہیں وہی طلحہ وزیر ہیں۔

ان دونوں نے مجھ سے عمرہ کی اجازت طلب کی تو میں نے احتیاط کی بنا پر ان سے تجدید بیعت لی اور انھوں نے قسم بھی لکھا کہ میرے بارے میں شفط رائے اور حوصلہ صدقہ نہیں رکھتے۔

لئنی حیرت، و افسوس کی بات ہے کہ انھوں نے ابو بکر و عمر کی بیعت کو دفا کیا اور میری خلافت کر رہے ہیں جب کہ میں ان دونوں سے کمتر و کمزور نہیں ہوں۔

مجھے کہنا چاہئے، پروردگار اس خلافت، بکر و حیلہ کے عوض ان پر اپنا غصب نازل کرے اور مجھے ان پر کامیابی و تسلط عنایت فرمائے۔

یہ لوگ اسی کے سر اور جیں، یہ لوگ خاندان رسالت اور ذریت ثبوت سے نہیں ہیں، یہ سب میرے حق خلافت کو برداشت نہیں کر سکے اور کم از کم ایک سال یا ایک مہینہ بھی صبر نہیں کر سکے، انھوں نے امت کے اختلاف و انتشار کا کوئی خیال نہیں کیا اور مسلمانوں کے گروہ کو منخرہ و مقرر کر دیا۔

طلحہ وزیر سے امیر المؤمنین کا گفتگو

سلیمان قیس کہتے ہیں کہ روز جمل جب امیر المؤمنین اہل بصرہ کے سامنے آئے تو زیر ابن عاصم کو اپنے پاس لے لیا۔ زیر طلحہ کے ساتھ حضرت علیؑ کے سامنے آئے تو حضرت نے فرمایا:

کیا تم جانتے ہو کہ رسول اکرمؐ کی زبانی اہل جمل ملعون ہیں؟

اس بات کو تمام صاحبان روایت و داش اور خود خنز ابو بکر عاشق بھی جانتی ہیں۔

زیر و طلحہ!! ہم کیے ملعون ہو سکتے ہیں، جب کہ ہم اہل بہشت سے ہیں۔

امیر المؤمنین! اگر تم اہل بہشت سے ہوتے تو میں تمہاری ہرگز مخالفت نہ کرتا اور تمہارے ساتھ جنگ نہ کرتا۔

زیر اکیا آپ نے سعید ابن زید کی حدیث نہیں سن کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا:

قریش کے دن افراد بہشت سے ہوں گے؟

امیر المؤمنین! ہاں سعید نے اس حدیث کو خلافت عثمانؑ کے دور میں بیان کیا۔

زیر! کیا سعید نے رسولؐ خدا پر دروغ و افتراء کیا ہے؟

امیر المؤمنین! ان دس کو شارکرو۔

زیر ابو بکر، عمر، طلحہ، زیر، عبدالرحمن ابن عوف، سعید ابن ابی وقار، ابو عبیدہ جراح، سعید ابن زید۔

امیر المؤمنین! یہ نوغر ہوئے دسوال کون ہے؟ زیر! دسویں آپ ہیں۔

امیر المؤمنین! اس صورت میں تم اقرار کرتے ہو کہ میں اہل جنت سے ہوں لیکن میں تمہارے بارے

میں گواہی نہیں دیتا، تمہاری اس حدیث کا انکار کرتا ہوں اور تمہارے جنتی ہونے کی مخالفت کرتا ہوں۔

زیر: آپ کہنا چاہتے ہیں کہ سعید نے رسول اکرمؐ کے اوپر جھوٹا الزام لگا پا ہے؟

امیر المؤمنین: مجھے اس بارے میں ظن و گمان نہیں بلکہ بحدا تم اس کے جھوٹے کا بیقین اور علم ہے۔
ناابردا افراد میں سے بعض کو میں پہچانتا ہوں کہ قیامت کے روز ان کو ایک تابوت میں رکھا جائے گا اور
دوزخ میں سب سے نیچے طبقہ کے گھرے کنوں میں ڈال دیا جائے گا اس کنوں کے اوپر ایک پتھر ہے کہ
جب دوزخ کی آگ شعلہ درکرنا چاہتے ہیں تو ان پتھر کو کنارے کر دیتے ہیں اور اس کنوں کی شدت
حرارت سے دوزخ کی آگ بہڑک اٹھتی ہے۔

یہ حدیث میں نے رسول خدا سے سئی ہے اگر جھوٹ بولوں تو خدا مجھے تم پر غالب دکامیاب نہ کرے،
میراخون تمہارے ہاتھوں بھائے، اگر صحیح کہہ رہا ہوں تو خدا مجھے فتح و نصرت عطا کرے اور جلد از جلد تمہاری
اور تمہارے ساتھیوں کی ارواح دوزخ سے نزدیک کر دے۔

زیر روتا ہوا اپنے اشکر کی جانب واپس ہو گیا۔

زبیر ابن عوام سے امیر المومنین کی گفتگو

نصر ابن مزاحم کہتے ہیں کہ جنگ جمل میں جب طلحہ مل ہو گیا تو جناب امیر رسول خدا کے چکبرہ پھر پر سوار ہو کر دونوں صفوں کے درمیان کھڑے ہوئے اور زبیر کو بدلایا، زبیر گھوڑے پر سوار حضرت علیؑ کی طرف آیا اور حضرت علیؑ کے اتنا قریب ہوا کہ زبیر کے گھوڑے اور حضرت علیؑ کے پیچے کی گردیں ایک دوسرے سے مل گئیں۔

امیر المومنین: تجھے خدا کی تم نے رسول خدا کو کہتے نہیں سنائتم علیؑ سے جنگ کرو گے دراصل یہ تم ان پر ظلم کرنے والے ہو گے؟

زبیر: ہاں صحیح ہے، امیر المومنین! تو پھر اس میدان میں کیوں آئے؟

زبیر: اس لئے آیا کہ لوگوں کی اصلاح کروں، پھر زبیر امیر المومنین کے پاس سے واپس ہو گیا اور کہہ رہا تھا کہ جو امور عاقبت خراب اور برے نتائج رکھتے ہوں، خواہ مادی زندگی خواہ آخرت کے ہر لحاظ سے اسے ترک کر دیا، بہتر اور پسندیدہ ہے، اس وقت علیؑ نے مجھے وہ حدیث یاد دلائی جس نے میرے دل کی گمراہیوں میں اثر کیا اور میرے دل کی حالت بدلتی گئی، میں آج کی ملامت اور ذلت کوخت جلانے والی آگ پر ترجیح دیتا ہوں لہو اپنے تھا یا رارہ دو گارڈ طلحہ کی موت پر نہایت افسوس کرتا ہوں۔

زبیر پلٹ کر عائشہ کے پاس آیا اور کہا حقیقت امر یہ ہے کہ یہ واقعہ میرے لئے اچھی طرح واضح دروشن نہ تھا اور مجھے کامل بصیرت نہ تھی اسی وجہ سے میں نے عزم مصمم کر لیا ہے کہ اس معمر کے سے واپس ہو جاؤں۔

عاشرہ: اے زبیر کیا ابوطالب کے بیٹے کی تکوار سے بھاگ رہے ہو؟

زبیر: بخدا تم اور ہر ہے تیز اور بہادر جوانوں کے ساتھ ہیں۔

پھر میدان جنگ سے کل کر مدینہ کی جانب جل پڑا، یہاں تک کہ وادیِ الماء میں پہنچا، قبیلہ عین قیم اس وادی میں موجود تھے، اجف ان قیم اپنے لوگوں سے دور ہو کر زندگی گزارہ تھا اور اسے زیریں کی واقعیت کی خبر ہوئی تو کہاں میں اس آدمی کے ساتھ کیا کروں، جس نے دو قسمِ لشکر کو ایک دوسرے سے لڑا دیا اور خود خوزیری، قتل و غارت کے بعد اپنے دلن واپس ہو رہا ہے۔

ابن جرموز کو خبر ملی اسے بھی بہت غصہ آیا اور دوآ دمیوں کے ساتھ اس کے پیچے جل پڑا۔

زیریں کے ساتھ دو آدمی تھے ایک غلام اور دوسرا شخص جو کہ راستے میں ساتھ ہو لیا تھا جب زیریں کے دونوں آدمیوں کو ابن جرموز اور اس کے ساتھیوں کے سو قصد کا علم ہوا تو بڑی تیزی سے زیریں کو تمبا چھوڑ کر آگے نکل گئے، زیریں نے اپنے ساتھیوں کو آواز دی، کیا ہم تین آدمی نہیں ہیں تم کیوں ڈرتے ہو؟ اس کے بعد جب ابن جرموز اس کے قریب آیا تو زیریں نے کہا تم مجھ سے دور رہ جاؤ۔

ابن جرموز امیں تم سے چند باتیں پوچھنے آیا ہوں؟

زیریں: پوچھو: ابن جرموز لوگوں کا معاملہ کہاں تک پہنچا؟

زیریں: میرے چلتے وقت لوگ ایک دوسرے پر حملہ آور تھے اور خون ٹہا نے پر سبقت کر رہے تھے۔

ابن جرموز: کچھ اور پوچھنا چاہتا ہوں؟ زیریں اپوچھو۔

ابن جرموز: بتاؤ تم نے عثمان کی مخالفت کر کے اسے کیوں چھوڑ دیا تھا؟

امام علیؑ کی بیعت کس لئے کی؟ پھر ان کی بیعت کیوں توڑی؟ عائشہ کو گھر سے باہر کیوں لائے؟ اپنے بیٹے کے پیچھے نماز جماعت کیلئے کیوں کھڑے ہوئے، اس عرصہ جنگ کو کیوں برپا کیا؟ اور جنگ چھوڑ کر گھر کیوں جا رہے ہو؟

زیریں: عثمان کی مخالفت ایک خطا تھی جو مجھ سے ہوئی جس سے میں نے توبہ کر لی۔ ہاں امام علیؑ کی بیعت! چونکہ تمام مہاجرین و انصار نے بیعت کر لی تھی میرے پاس بیعت کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا بالآخر علیؑ کی بیعت شکنی، دل سے بیعت نہیں کی تھی، صرف ہاتھ سے کی تھی، عائشہ کے باہر لانے کا مقصد، ہم نے

ایک نقشہ پر و گرام مرتب کیا تھا لیکن خدا نے اسے جاری نہ ہونے دیا اور اس کی مشیت ہمارے خلاف نکلی۔ بیٹے کے پیچھے نماز پڑھنے کا سلسلہ، جو نکہ ام المؤمنین نے اسے مقدم کیا تھا۔ ابن جرموز نے جب یہ باتیں نہیں تو اس سے دور ہو کر خود سے کہا: اخدا مجھے قتل کرے اگر میں تجھے قتل نہ کروں۔

روایت ہے کہ جب زیر قتل ہو گیا اور اس کے سر اور شمشیر کو امیر المؤمنین کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے اس کی تکوار بلند کر کے فرمایا:

بس اوقات اس تکوار سے رسول اکرم کے ساتھ جہاد کیا گیا اور آنحضرت کے دروغم کو دروغ کیا گیا لیکن افسوس کا مقام ہے کہ بُشْتی سے اس کا آخری انجام بلاکت و بد بختی ہوا۔
روایت ہے کہ جب امیر المؤمنین طلحہ کی لاش کے نزدیک ہوئے اور اسے بلند کرنے کے لوگوں کو دکھایا اور طلحہ کو خطاب کر کے فرمایا: تم رسول خدا کی بارگاہ میں نیک و خوب تھے مگر افسوس شیطان نے تمہارے داماغ میں گھر بنا لیا اور اپنی کوشش سے تم کو داخل دوزخ کر دیا۔

دوسری روایت میں ہے کہ جب امام علیؑ طلحہ کے جنازہ سے گزرے تو اس وقت فرمایا:

یہہ شخص ہے جس نے میری بیعت توڑی اور ملت اسلامیہ میں فتنہ و فساد پیدا کیا، میرے خلاف لوگوں کے دلوں میں یہ جان پیدا کیا، لوگوں کو میرے اور میرے گھر والوں کے قتل کی دعوت دی، پھر اسے بٹھانے کا حکم دیا اور اس سے مخاطب ہو کر فرمایا:

اے طلحہ انہیں بعید اللہ! میرے خدا نے مجھ سے جو وعدہ کیا تھا وہ میں نے پالیا۔ کیا تم نے بھی اپنے خدا کے وعدوں کو سچا اور صحیح دیکھا؟ پھر اسے لٹانے کا حکم دیا جنازہ کے پاس سے دور ہو گئے ان کے ایک دوست نے پوچھا آپ طلحہ کے جنازہ سے کیسے بات کر رہے تھے اور اسے کیونکر مخاطب کیا؟

امیر المؤمنین: خدا کی قسم طلحہ نے میری باتیں نہیں چیزے کہ جنگ بدر کے کفار کہنے کنوں میں ڈا جاتے وقت بدر کے دن رسول خدا کی باتوں کو سنا تھا۔

ایے ہی امیر المؤمنین جب بصرہ کے قاضی کعب ابن سور کے جنازہ پر پنچ تو فرمایا:
یہ وہی ہے جس نے اپنے گلے میں قرآن لٹکایا اور اپنے خیال میں عائشہ کی حمایت و طرفداری کی،
لوگوں کو حقائق و احکام قرآن کی دعوت دی دراصلیکہ وہ خود اس کے حقائق و معانی سے جاہل تھا، اس شخص
نے میرے خلاف میرے قتل پر لوگوں کو برا بخشنی کیا اور میرے قتل ہونے کی دعا کر رہا تھا خدا نے اسی کو
بلاؤ کیا۔

روایت کی گئی ہے کہ مردان ابن حکم کے تیر سے طلاقیلہ بوا کیونکہ وہ بصرہ کے شکر میں تھا لیکن تیر دونوں
طرف چلاتا اور کہتا جدھر کا بھی نارا جائے ہمارے فائدہ میں ہے کیونکہ مردان دونوں کو پسند نہیں کرتا تھا اور
برا جانتا تھا کیونکہ وہ ضعیف الایمان تھا۔

جنگ جمل و عاشرہ

روایت ہے کہ روز جمل عاشر حس اونٹ پر سوار تھیں اس کا نام عکرفا، اس دن اس سے بہت سے عجائب دیکھے گئے، ان میں سے ایک نیتا کہ جب اس کا ایک بیر کاٹ کر جدا کر دیا گیا تو دسرے پیر پر برابر کھڑا رہا، یہاں تک کہ امیر المؤمنین نے لوگوں سے کہا اس اونٹ کو ذبح کر دیوں کہ یہ شیطان ہے۔ محمد ابن ابی بکر اور عمر ریاض نے اس کے اعضا کو کٹا۔

روایت ہے کہ جنگ کے بعد جناب عمار نے عاشرہ سے کہارا حق میں اپنے بیٹوں کی ششیزی کو کیسا پایا؟ عاشرہ نے کہا:

تمہارا یہ خیال اور تمہاری توجہ غلبہ کا سیابی پانے کے بعد ہوئی کہا پنے خیال میں تم حق پر ہو؟
عماز نے کہا: میرا خیال اس سے بالاتر ہے، خدا کی قسم! اگر آپ غالب ہوتیں اور ہم یعنی کے نخستاؤں تک پہنچ پہنچ جاتے پھر یعنی اپنے علم و یقین پر باقی اور ثابت قدم رہتے اور ہر صورت میں معتقد ہیں کہ آپ کا سفر باطل پر ہے اور ہم حق پر ہیں۔

عاشرہ نے کہا یہ صرف تمہارا ایک خیال ہے اور تم نے صرف علیٰ کی خشنودی کیلئے اپنے دین کو چھوڑ دیا ہے۔

امام باقرؑ سے روایت ہے کہ روز جمل عاشر لوگوں کو برائیختہ کرنے اور فتنہ انگیزی کرنے میں لگی ہوئیں تھیں اور کجا وہ پسلیں تیروں کی بارش ہو رہی تھی تو امیر المؤمنین نے فرمایا:

میرے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے کہ رسول خدا کی طرف سے ان کی زوجیت کے رابطہ کو قطع کر کے اس کو طلاق دی دوں، اس وقت بلند آواز میں مجمع سے کہا جس نے بھی رسول خدا کو فرماتے سنائے کہ:

اس علیٰ! میرے بعد میری ازواج کے امور تمہارے ہاتھوں میں ہیں وہ زدیک آ کر گواہی دے۔

پس کچھ افراد نے اس روایت کے صحت کی گواہی دی جن میں دونوں اصحاب بد مریں سے تھے جب عائشہ نے یہ ماجرا بیکھا تو اس طرح روئیں کہ دوسروں نے رونے کی آواز سنی۔ اس وقت امیر المؤمنین نے فرمایا میں نے رسول خدا کو فرماتے تھا ہے کہ اے علیؑ انہا و مرد عالم روز جمل پار بخیز ار طاکمک سے تمباری تائید و مدد کرے گا۔

روایت ہے کہ جنگ کے اختتام پر جب عائشہ نے مکہ جانے سے انکار کیا تو عبداللہ ابن عباس نے کہا آپ ان کو شہر بصرہ میں چھوڑ دیں ان کے جانے پر اصرار تھا کہ یہ تو امیر المؤمنین نے فرمایا: وہ قتل و فساد میں کوتا ہی نہیں کریں گی، میرا مقصد ہے کہ ان کو اس لگھ میں واپس کر دوں جس سے باہر نکلی ہیں۔

محمد ابن اسحاق نے روایت کی ہے کہ عائشہ بصرہ سے واپس ہونے کے بعد مسلسل لوگوں کو قتل و فساد اور علیؑ ابن ابی طالب کی دشمنی و مخالفت پر بختی سے اصرار کرتی ہیں، اسوز بختری کے ذریعہ معاویہ والل شام کو خطوط لکھے اور ان کے خلاف اُنھیں دعوت دی۔

روایت ہے کہ عمر و عاص نے عائشہ سے کہا مجھے یہ پسند تھا کہ روز جمل آپ کو قتل کر دیا جاتا۔ عائشہ نے پوچھا کیوں؟ تیر کوئی باب نہ ہو۔ (عنی تو حرام زادہ ہے)

عمر و عاص نے کہا کہ جب آپ اپنی آسمانی موت سے نہ مرتیں اور وہ جہ شہادت پا کر شہید ہوئیں تو ہم اس حادث سے سوء استفادہ کرتے اور ہمیشہ اس کی خاطر علیؑ ابن ابی طالب کی سرزنش کرتے اور ان پر لعن و لعن کرتے۔

ام سلمی کی عائشہ سے ملاقات

(قیام عائشہ پر زوجہ رسول ام سلمی کا احتجاج)

عبد الرحمن ابن مسعود عبدی کہتا ہے کہ میں طلحہ وزیر اور عبداللہ ابن زیر کے ساتھ مکہ میں تھا میں اور عبداللہ اس پر مأمور ہوئے کہ عائشہ کو جا کر بتائیں کہ عثمان مظلوم قتل ہوئے ہیں اور ہم امور امت محمدؐ کے بارے میں خوف نہ دہیں، اگر عائشہ قیام اور خروج کریں تو اسید ہے کہ خدا نے تعالیٰ لوگوں کے منتشر امور کو انتباہ و تفاق میں تبدیل کر کے اختلاف مسلمین کو فتح کر دے گا۔ پس میں اور عبداللہ ابن زیر عائشہ کے گھر گئے۔ عبداللہ اس کے محروم ہونے کے بہانے کے مخصوص حجرہ میں داخل ہوئے اور میں باہر بیٹھ گیا۔

عبداللہ نے اپنے باپ زیر اور طلحہ کا پیغام پہنچایا۔ عائشہ نے کہا نہ تو میں نکلنے پر مأمور ہوں نہ قیام کرنے کی مکلف۔ اس شہر میں ازواج پیغمبرؐ میں سے ام سلمی کے علاوہ کوئی نہیں ہے تم ان سے بات کرو، اگر وہ موافق ہوں تو میرے لئے کوئی مانع نہیں ہے۔

عبداللہ و اپنی بیوی اور ان کی باتیں دونوں تک پہنچا۔

طلحہ وزیر نے کہا عائشہ سے جا کر کہوا اگر آپ خود ام سلمی سے اس موضوع پر گفتگو کریں تو بہتر اور موثر ہو گا۔ پس دونوں کے تقاضے سے عائشہ گھر سے باہر نکلیں اور ام سلمی کے گھر پہنچیں۔

انھوں نے عائشہ کو دیکھ کر خوش آمدید کہا، خدا کی کوئی بھی اتنی محبت و الفت نہ تھی، یقیناً کوئی اچھا واقعہ پیش آیا ہے جس نے تمہیں میری زیارت و دیدار کیلئے آمادہ کیا ہے۔

عائشہ نے کہا اہا! طلحہ وزیر مدینہ سے آئے ہیں، بتا رہے ہیں کہ عثمان حالت مظلومیت میں قتل کئے گئے، عائشہ کی یہ بات سن کرام ام سلمی نے فریاد کرتے ہوئے کہا:

اسے عائشہ اتھمیں کیا ہو گیا ہے کہ کل نکل تم عثمان کو کافر کہہ رہی تھی اور آج اس کو امیر المؤمنین

اور مظلوم کہہ رہی ہو، تمہارا ملک تھد کیا ہے؟

عاشر نے کہا میں چاہتی ہوں کہ میرے ساتھ آپ بھی خروج کریں، شاید خدا ہمارے خروج سے امت محمدؐ کے امور کی اصلاح کرے۔ جناب ام سلمہ نے کہا اے عاشر! تم چاہو تو خروج کرو، رسول خدا سے جو کچھ میں نے سنائے ہے تم نے بھی سنائے، اس خدا کی قسم جو تیری سمجھی اور جھوٹی باتوں سے آگاہ ہے، کیا تم کو وہ دن یاد ہے جب رسول خدا تمہارے مجرہ میں تھے اور میں نے اپنے مجرہ میں حریرہ پکایا تھا اسے لے کر آنحضرتؐ کے پاس آئی تو آپ نے فرمایا:

بہت دن نہیں گزریں گے کہ مقام حواب پر عراق کے کتے میری بیویوں میں سے ایک پر بھونکیں گے، در انحالیہ وہ ستمگاروں کے درمیان ہو گی۔

یہ سن کر میرے ہاتھ سے حریرہ کا برتن گرفڑا، رسول خدا نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے ام سلمی! تم سے ایسا کیوں ہوا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس بات کو کیسے برداشت کروں جبکہ احتمال ہے کہ یہ آپ نے میرے لئے فرمایا ہو۔

اے عاشر! اس وقت تم ہنس رہی تھی تو رسولؐ نے تمہاری جانب رخ کر کے فرمایا:

اے عاشر! تم کیوں نہ رہی ہو، مجھے گمان ہے کہ وہ یہی تم ہے۔ پھر تم کو خدا کی قسم دیتی ہوں کیا تمہیں یاد ہے کہ جب ہم رسول کے ساتھ کہیں کوچ کر رہے تھے اور آنحضرتؐ میرے اور علیؑ ان ابیطالبؓ کے درمیان چلتے ہوئے محو گئنکو تھے اور تم اپنے اونٹ کو ہاٹک کر آنحضرتؐ اور علیؑ این ابیطالبؓ کے حائل ہو گئی اس وقت رسول اکرمؐ نے اپنے تازیانہ کو بلند کر کے تمہارے اونٹ کی طرف مارتے ہوئے فرمایا:

اے عاشر! تمہاری جانب سے اس علیؑ کیلئے سختی و پریشانی اور اس طرح کی حرکت صرف ایک ہی مرد جبکی بات نہیں، جان لو کہ علیؑ کو کوئی دشمن نہیں رکھے گا مگر وہی کہ جو جھوٹا اور منافق ہو گا۔

خدا کی قسم اکیا تمھیں یاد ہے کہ جب رسول خدا مرض الموت کی حالت میں بستر پر سور ہے تھے اور

تمہارے باپ عمر بن خطاب کے ساتھ آنحضرتؐ سے اجازت لے کر وارد خانہ ہوئے اور علیؑ ان ابیطالبؓ مجھے کے پیچے رسولؐ خدا کے لباس میں پیوند لگانے اور جوتا بنیے میں مشغول تھے، انہوں نے کہا یا رسول اللہؐ آپ کی صحت کیسی ہے؟

آنحضرتؐ نے فرمایا:-

هر حال میں اس کا شکر ہے اور اس کی حمد و ثناء کرتا ہوں۔

انہوں نے پوچھا کیا آپؐ موت تینی ہے؟

آنحضرتؐ ہاں! انسان کیلئے موت کے علاوہ چارہ نہیں۔

پھر انہوں نے سوال کیا، کیا آپؐ نے اپنے بعد کیلئے کسی کو خلیفہ میں کیا ہے؟

آنحضرتؐ! امیر اخیلہ کوئی نہیں ہے، مگر وہ شخص جو کہ میرے جو تھے میں پیوند لگا رہا ہے۔

پس دونوں حجروں نے باہر نکلے دیکھا کہ علیؑ ابن ابیطالبؓ مجھے کے پیچے بیٹھے ہوئے رسولؐ اکرمؐ کے جو تھے میں مصروف ہیں۔

اے عائشہ! تم خود ان قضیوں سے آگاہ اور اس کی شاہد ہو، رسولؐ اکرمؐ کی ان باتوں کو سننے کے بعد کیا جائز ہے کہ علیؑ کے خلاف خروج کروں اور ان باتوں کو فراموش کر دوں۔

عائشہ جناب ام سلیمانیؐ کے گھر سے نکل کر اپنے گھر واپس ہو گئی اور عبد اللہ ابن زیمر سے کہا کہ تم اپنے باپ زیمر اور طلحہ کے جواب میں کہہ دو کرامہ مسلم کی باتوں کو سن کر ہرگز اس شہر سے باہر نہیں نکل سکتی۔

عبد اللہ نے واپس آ کر عائشہ کے پیغام کو پہنچا دیا۔

راوی کہتا ہے کہ اسی دن نصف شب نہیں ہوئی تھی کہ میں نے عائشہ کے اذٹ کی آواز سنی اور وہ طلحہ وزیر کے ساتھ بصرہ کی طرف چلی پڑیں۔

ام سلمہ کا عائشہ سے احتجاج

امام صادقؑ سے روایت ہے کہ جب عائشہ بصرہ کیلئے عازم سفر ہوئیں، دفتر ابی امیہ ام سلمہ عائشہ کے گھر وازدہ ہوئیں اور حمد پر درودگار، رسول اکرمؐ پر درود کے بعد کہا:

اے عائشہ! تم امشت اور رسول خدا کے درمیان رابط ہو، تمہارے سرپر ان کا پردہ غفت پڑا اہوا ہے تم حرم و خاندان پیغمبرؐ کی ایک فرد ہو، قرآن نے تمہارے دامن کو جمع کر رکھا ہے تمہیں اپنا دامن نہیں پھیلانا چاہئے، تمہیں اپنے بالوں اور گیسوں کو پرا گندہ نہیں کرنا چاہئے، اپنی آوازِ انجینی ہونا حرم مردوں کے درمیان بلند نہیں کرنا چاہئے، خبر دار اخدا و مدعی تعالیٰ ہمارے اعمال و حرکات سے مطلع ہے۔ اگرچہ یہ عمل تمہارے نزدیک پسندیدہ و مصلحت آمیز ہیں، یقیناً پیغمبر اسلام نے اس کے بارے میں تم کو وصیت کی تھی اور تم کو باہر نکلنے اور خروج کرنے سے منع کیا تھا۔

متوجہ رہو کر دین کی بنیادوں کی کمزوری و کبھی عورتوں کے خروج اور ان کی فعالیت سے ہرگز درست واستوار نہیں ہو سکتی، امور اجتماعی کی پرا گندگی و انتشار کی اصلاح عورتوں کے جاہدہ مقاومت سے متعلق نہیں، عورتوں کا حسن و جمال یہی ہے کہ وہ اپنی آنکھوں کو بند رکھیں، اپنے دامن کو برائیوں سے بچائیں اور ہمیشہ اپنے اطراف و جوانب سے ہوشیار رہیں۔

اے عائشہ! رسول خدا کو کیا حواب دوگی اگر وسط راہ ان سے ملاقات ہو جائے؟ درجنہ الیکم تم اپنے اونٹ پر سوار ہو کر ایک منزل سے دوسری منزل کی جانب جاری ہو، وستی بیانوں اور اونچے پیہاڑوں کو از روئے ہوئی وہوں غیر خدا کیلئے طے کر دی ہو۔

اے عائشہ! رسول خدا سے کیسے ملاقات کروگی، جب تم نے ان کے عہد کو توڑ دیا ہے اور ان کی حرمت کے پردہ و چاک کر دیا ہے؟ خدا کی تم! اگر میں ایسے راستہ پر چلتی اور مجھے بہشت کی جانب بلا یا جاتا

پھر بھی رسول سے شرمدگی و خجالت کی خاطر میں ہرگز جنت میں داخل نہ ہوتی اور ان کی چنگ حرمت درفع جباب کے بعد ان سے ملاقات کیلئے حاضر نہ ہوتی۔

لے عائشہ: بہترین عبادت تمہارے لئے وہ چیز ہے کہ افسوس تم جس سے کوتا ہی کر رہی ہو، تمہارے لئے سب سے بہترین عمل یہ ہے جو خدا اور اس کے رسول کی جانب سے تمہارے لئے لازم قرار دیا گیا ہے تمہاری طرف سے دین اسلام کی بہترین خدمت وہ طریقہ ہے جس پر بھی تک تم قائم رہی ہو مگر افسوس آج اسی کی خلافت پر آمادہ ہو۔

خدا کی قسم: جو حدیث میں نے خود رسول خدا سے سنی ہے اگر اس کو نقل کروں تو یقیناً چنبرہ و تیز سانپ کی طرح تم مجھ کو دل لوگی۔ عائشہ نے ام سلمہ کے جواب میں کہا تجب ہے کہ میں آپ کی باتوں کو غور سے سن رہی ہوں جبکہ میرا سفر ویانا نہیں جیسا آپ تصور کر رہی ہیں، مجھے ہرگز دھکا نہیں ہوا ہے اور باطل راستہ پر ہرگز نہیں چلوں گی۔

لتئے مجھے موقعہ پر مجھے آگاہی ہوئی ہے کہ میں اس مناسب وقت پر اپنے دلیف کو انجام دوں اور ان دو گروہوں کے درمیان جدا ہی و فاصلہ ڈال دوں، جو ایک دوسرے سے بخت اختلاف رکھتے ہیں، میں اس سفر کیلئے مجبور نہیں ہوں کہ اس کے ترک کر دینے میں میرے لئے کوئی خوف و ہراس ہو۔ لیکن اگر میں اس مقابلہ و مقابلہ کو نہ روکوں تو ماجرو مشابہ نہیں ہوں گی۔

امام صادقؑ فرماتے ہیں کہ: جگ جمل کے بعد جب عائشہ اپنے عمل سے ناہم راضیان ہوئیں تو امام سلمہ نے کہا اگر کوئی خطأ و لغوش سے محفوظ رہ جائے تو یقیناً سب سے پہلے عائشہ کو اس کا بڑا حصہ ملتا کہ وہ زوجہ رسول و آیات قرآن کی جانتے والی اور صاحب فضل و حکمت تھی لیکن کبھی انسان کی عقل پر ہوئی وہوں غالب ہو جاتی ہے۔ ایسی حالت میں جو متاخر ہوتا ہے وہ مقدم ہو جاتا ہے، خدا عائشہ کی خطاؤں و علطاویں کو معاف کرتے، اس نے میرے آرام دیکون کو خوف و حشت میں تبدیل کر دیا ہے۔

عائشہ نے جب ان کی باتوں کو سن لی تو کہا اے خواہرا! آپ مجھ کو لامست کر رہی ہیں۔

احتجاج طبرسی

(۱۲۹)

ام سلہ نے کہا: میں تمہارے بارے میں نہ تو بدگمان تھی اور نہ ہوں، لیکن جان لو کر یہ ایسا فتنہ سامنے آیا ہے کہ آنکھیں تیرہ دو تاریک ہو جائیں گی اور یہ اس وقت تک بر طرف نہ ہو گا جب تک کہ دانا و نادان سب اس کو نہ سمجھ لیں۔

امیر المؤمنین کا اہل بصرہ سے احتیاج

(مال غنیمت کی تقسیم کے وقت)

یحییٰ ابن عبد اللہ ابن حسن اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب اہل بصرہ (جنگ جمل) میں مغلوب ہو گئے اور امیر المؤمنین اپنے اصحاب کے ساتھ وارد بصرہ ہوئے، اسی دوران آپ خطبہ پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا کہ آپ مجھے اہل جماعت، اہل افتراق، اہل بدعت، اہل سنت و اہل طریقت کے بارے میں بتائیے؟

امیر المؤمنین نے فرمایا۔ چونکہ تم نے سوال کیا ہے اس لئے جواب دینا لازم ہے۔

اہل سنت: وہ افراد ہیں جو رسول خدا کی رفتار و گفتار اور کردار کی اتباع کرتے ہیں اور خدا کے اوصار و تکالیف کی اطاعت کرتے ہیں اگرچنان کی تعداد کم ہے۔

اہل جماعت: وہ اشخاص ہیں جو میرے اصول و طریقہ کی پیروی کرتے ہیں اور راہ حق پر جل کر ایک دوسرے سے مریوط اور مصلح ہو جاتے ہیں اگرچنان کا گردہ کم ہے۔

اہل افتراق: وہ لوگ ہیں جو میرے اور میرے پیروکاروں کے خلاف ہیں اور میرے خلاف حرکت کرتے ہیں۔

اہل بدعت: وہ گروہ ہے جو پیغمبر اسلام کے قول و فعل کے خلاف چلتے ہیں اور خواہشات نفسانی کی پیروی کرتے ہیں اگرچہ یہ بہت زیادہ ہیں ان لوگوں میں سے کچھ گزر چکے ہیں اور کچھ باقی ہیں خدا ان کو بھی نیست و نابود کر کے ان کے فتنہ و فساد سے لوگوں کو بخوبی رکھے۔

اس وقت عمر ایسر نے کہا امیر المؤمنین!

لوگ مال غنیمت کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے خیال کر رہے ہیں کہ جنہوں نے ہم سے جنگ کیا

وہ خود اور ان کے اموال واولاد حمار امال اور حماری ملکیت ہیں اور از لحاظ اغیثت ہم ان کو اپنی ملکیت میں لا کر ان میں صرف کر سکتے ہیں۔ اس وقت قبلہ بکرا بن والل کے ایک آدمی نام عباد ابن قیس نے کہ جس کی زبان بڑی تیز تند چلتی تھی کھڑے ہو کر کہا یا امیر المؤمنین! خدا کی قسم اغیثت کی تقسیم میں آپ نے عدل و انصاف اور مساوات کی رعایت نہیں کی۔

امیر المؤمنین: تجھ پر واۓ ہو کیوں؟

عبدابن قیس: اس لئے کہ آپ نے صرف وہ کچھ تقسیم کیا جو شکر گاہ میں تھا اور ان کے اموال واولاد اور ان کی عورتوں کو جھوڑ دیا۔

امیر المؤمنین: جس کا دل درد و غم اور رُخْم سے پر ہو وہ اپنے زمبوں کا علاج رُخْن سے کر سکے۔ عبار: ہم اغیثت میں سے اپنے حصہ کا مطالبہ کرتے ہیں اور آپ حمارے سامنے بے حقی باقی کرتے ہیں۔

امیر المؤمنین! اگر تھا ری باتیں باطل اور خلاف حق ہوں تو خدا تجھے اس وقت تک موت نہ دے جائے تک کہ غلام ثقیف تجھے نہ پائے۔

عرض کیا گیا، غلام ثقیف کون ہے؟

فرمایا! جو خدا کی حرمت کا لحاظ نہیں رکھتا اور اس کی بے احترامی کرتا ہے، عرض کیا گیا یہ غلام خود اپنی موت سے مرتے ہے، مگاہی قتل کیا جائے گا؟ فرمایا: خدا شکر گوں کی پشت تو زندگی والا ہے وہ اس کی کمر توڑے کا اور اس کی اگر موت اس گری و موڑ کے سبب ہوگی جو اس کے معدہ میں پیدا ہوگی، یہ عرض زیادہ کھانا کھانے اور زیادہ پاکخانے نکلنے کے سبب سے ہو گا۔

پھر فرمایا: اے برادر قبلہ بکرا تم کمزور ارادہ کے آدمی ہو کیا تم کوئی معلوم کر ہم بزرگوں کے جرائم کا مواخذہ چھوٹوں سے نہیں کرتے ہیں؟ کیا ان کے مرتد اور جدا ہونے سے پہلے یہ اموال ان کے نہیں تھے؟ کیا ان کی ازادی ای زندگی از لحاظ قانون صحیح نہیں تھی؟ کیا قانون مقدس اسلام کے اعتبار سے ان کی اولاد

ان کے فرزند شمار نہیں ہوتے؟ کیا یہ پچھے فطرت اسلام پر نہیں پیدا ہوئے ہیں؟ پھر کیسے ممکن ہے جو اموال ان کے بچوں کے ہاتھ میں منتقل ہوئے ہیں، ہم ان میں تصرف کریں اور ان سے چھین لیں، ہاں جو کچھ لوگوں کا میں ہیں تم ان میں تصرف کر سکتے ہو۔ لیکن جو کچھ احاطہ لٹکر سے باہر ان کے گروں میں ہے وہ ان کے بیٹوں کو ملے گا جب تک کہ ان کے فرزندوں سے ارتدا دیا خلاف شرع کوئی کام ظاہر نہ ہو جائے۔

نہم ان بچوں کے امور میں مداخلت کریں گے اور نہ ہی دوسروں کی غلطیوں کا ان سے موافذہ کریں گے، ہاں اگر ان سے کوئی تجاوز و خطاء کبھی گئی تو ضرور ان سے موافذہ ہو گا۔

ایے برادر قبیلہ بکرا! میں نے حکم رسولؐ کے مطابق تھارے بارے میں فیصلہ کیا ہے۔ آنحضرتؐ نے فتح کے وقت مسلمانوں کے درمیان وہی کچھ تفہیم کیا تھا جو لوگوں کے قریش کے احاطہ میں تھا اور لوگوں کے باہر تمام اموال کو خود انہیں کیلئے چھوڑ دیا تھا، میں نے ذرہ برابر بھی رسولؐ اسلام کے اصول سے انحراف اور اختلاف نہیں کیا ہے۔

ایے برادر! کیا تم جانتے ہو کہ کفار حربی سے جنگ میں شہر کے داخل کی چیزیں فاتح مسلمانوں کیلئے حال ہیں لیکن اگرچنان غصہ کفار حربی نہ ہوں تو دائرہ کا لٹکر گاہ سے باہر ان کے تمام اموال ان کے دارثین سے متعلق ہوں گے اور مسلمانوں کو ان اموال میں کوئی بھی حق نہ ہو گا۔

اس وقت کچھ دوسرے لوگ بھی زبان اعتراض چلا رہے تھے۔ امیر المؤمنینؐ نے خطاب کرتے ہوئے ان سے فرمایا: آہستہ بات کرو خاموش رہو، خدا تم لوگوں کو معاف کرے، اگر اس حکم میں شکر رکھتے ہو اور میرے خلاف باتیں کرتے ہو تو مجھے بتاؤ کہ جب تھارا نظر یہ صحیح ہے تو کیا افراد جانشین میں زوجہ رسولؐ عائشہ نہیں تھیں تو کیا انہیں بھی دارالحرب کے ایسے دل کیلئے گرفتار داہیز کر کے اپنی کنیز بناؤ گے؟ اور وہ کس کے حصہ میں قرار پائیں گی؟

نہیاں سب نے کیا ہم غلطی پر تھا اور حکم قضیے سے ناواقف تھے، آپ کا فیصلہ درست ہے آپ دانا تر

ہیں، ہم اپنی بغرض سے توبہ واستغفار کرتے ہیں، آپ ہمیشہ صلاح و درستی پرستھے اور ہیں۔ خدا آپ کو ہمیشہ شاد و آباد رکھئے۔

پھر عمار یا سر نے کھڑے ہو کر کہا: آے گروہ مردم!

خدا کی قسم! تم امیر المؤمنین کی اطاعت و بیرونی کرو تو سرخوجہ صراط مستقیم، فیض رحمت اور طریقہ رسولؐ سے مُحرف و گراہ نہ ہو گے۔

حقیقت بچھائی ہی ہے کیونکہ رسولؐ خدا نے علم منایا (لوگوں کی موت کا وقت) اور علم فضا یا اور علم فصل الخطا ب انھیں عطا کیا ہے جیسے کہ یہ سارے علوم جتاب ہارون کو عطا کئے گئے تھے، اسی طرح رسولؐ خدا نے علیٰ ابن ابی طالب کے بارے میں فرمایا ہے کہ تم میرے لئے ویسے ہی ہو جیسے ہارون موئی کیلئے تھے مگر میرے بعد کوئی بھی نہیں ہو گا اس خاتمیت کی فضیلت خدا نے صرف آنحضرت کو عطا کی ہے اس سبب سے رسولؐ خدا خود ان کی تقطیم کرتے اور ان کو دوسروں پر برتری دیتے، اسی کے بعد امیر المؤمنین نے فرمایا: اے لوگو! خدا اپنی رحمت و گنیش تھا رے شامل حال قرار دے، تم اپنی ذمہ داریوں اور وظائف سے باخبر ہو پھر اسی کے مطابق چلتے رہو، تمہارے وظائف سے ایک وظیفہ یہ بھی ہے کہ عالم و خیر خواہ شخص کی باتوں کو سنو اور اس کے حکم و ادامر کی اطاعت کرو، جانل کا سوائے اطاعت و تسلیم کے کوئی وظیفہ نہیں ہے۔

جان لو! اگر تم میری صوابیدہ اور میرے نظریہ کی اطاعت کرو تو اطمینان رکھو کہ میں تم کو راست اور صراط مستقیم تک پہنچا دوں گا اور تم کو زندگی کے تیرہ و تاریک مرالیں سے نجات دلا دوں گا، اگر چہ اس راستہ میں مجھ سختیاں اور پریشانیاں ہی کیوں نہ اٹھانا پڑے۔

خیال رہے کہ یہ دنیاوی زندگی وقتی و چند روزہ ہے اور خوشی و حلاوت سے دور ہے، اس کی ظاہری لذتیں، پریشانیوں اور زحمتوں سے آلوہ ہیں، جن لوگوں نے اس کی زیتوں و بجاوٹوں سے دھوکا کھایا وہ لوگ حقیقت سے محروم ہو گئے، ان کی نہامت و پیشانی اس حال میں انھیں کچھ بھی فائدہ نہ دے گی۔

جیسا کہ بنی اسرائیل کے ایک گروہ کو ان کے بنی کے منع کرنے کے سبب نہر سے پانی پینے کو روک دیا

گیا تھا لیکن انہوں نے حکم کی نافرمانی کی اور زبردستی اس نہر کا پانی پیا۔
اے لوگو! تم ان لوگوں میں ہو جاؤ جو اپنے شیر کے احکام و دستورات کی اطاعت کر کے احکام اور
و ظائف الٰہی سے سرچینی و روگردانی نہیں کرتے۔
ہاں! عائشہ اس معاملہ میں نظر راست پر چلیں اور کفر در رائے اور لہاثت آئیز زنا نہ لکر کی پیر وی کی لیکن تم
لوگ اس کے بعد پہلے کی طرح ان کی عزت و حرمت کی حفاظت کرو تمام امور کا حساب و کتاب خدا کے
اختیار میں ہے، جسے چاہیے بخش دے اور جسے چاہیے عذاب کا مزہ چکھائے۔

اہل اسلام سے قوال و جنگ پر امیر المؤمنین کا احتجاج

اصفی ان عبادت کہتے ہیں کہ روزِ حمل میں امیر المؤمنین کے سامنے کھڑا تھا، ایک شخص نے آپ سے اُک

کہا:

یا امیر المؤمنین! یہ لوگ اللہ کبر اور لا الہ الا اللہ کہنے میں ہمارے شریک ہیں اور ہماری طرح نماز قائم کرتے ہیں، پس کس قaudہ کے تحت ان سے جنگ کر کے ان کے خون بھائیں؟
امیر المؤمنین: ہماری جنگ اس کلام کے سبب ہے جسے خدا نے قرآن میں نازل کیا ہے۔
اس مرد نے کہا اے امیر المؤمنین! مجھے تمام کلمات کا علم بھیں ہے۔

امیر المؤمنین نے کہا اوہ (سورہ بقرہ) میں ہے، اس مرد نے کہا (سورہ بقرہ) کی ساری آیات یاد بھیں ہیں۔ بہتر ہے کہ آیت کی تسلیم و تفسیر کر دیں؟

امیر المؤمنین! خدا (سورہ بقرہ آیت ۲۵۳) میں فرماتا ہے: ہم نے رسولوں میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور بعض سے کلام کیا اور کچھ کو بلند مقام عطا کیا، عیسیٰ ابن مریم کو دلائل و مجرمات دے کر انھیں روح القدس کے ذریعہ تقویت دی، اگر خدا ارادہ فرماتا تو ان پیغمبروں کی اتنیں اور ان کے پیروکار ایک دوسرے سے اختلاف نہ کرتے، لیکن خدا نے انھیں اختیار دے کر آزاد چھوڑ دیا۔

لوگوں نے مجرمات کے مشاہدہ و اقسام جنت اور بیان حقیقت کے بعد مخالفت و جنگ کا راستہ اختیار کیا، پیروان انبیاء و حصوں میں تقسیم ہو گئے ایک گروہ نے ایمان لا کر حق و حقیقت کے راستہ پر استقامت کی اور دوسرے گروہ نے انبیاء کی باتوں اور ہنسائی سے انکار کیا اور اس کی مخالفت کی، ہاں اگر خدا چاہتا تو ان کے اختلاف ظاہر نہ ہوتے، اس حالت میں اسی کا حکم و ارادہ نافذ ہوتا اور لوگ اس کے مقابل قدرت کا اظہار نہ کر پاتے۔

پھر امیر المؤمنین نے فرمایا: جیسا کہ اس آیت میں اشارہ ہوا ہے پیغمبر اسلام کے مانے والے بھی دو حصول میں تقسیم ہو گئے، ایک گروہ اپنے ایمان و اطاعت پر باقی رہ گیا اور وہ ہم لوگ ہیں دوسرا گروہ نے مخالفت و کفر والوں کا اظہار کر کے راہ حق و حقیقت سے مخفف ہو گئے، وہی ہمارے مخالفین و دشمنوں کا گروہ ہے اس آدمی نے کہا! کعبہ کے رب کی قسم ای لوگ کافر ہو گئے ہیں، پھر اس نے ہاتھ میں تواریخ کردشی کی صفوں پر حملہ کر دیا یہاں تک کہ قتل ہو گیا۔

حسن بصری سے امیر المؤمنین کا احتجاج

ابن عباس کہتے ہیں کہ جب جنگ ختم ہو گئی تو لوگوں نے انہوں کے پالان کا ایک منبر بنایا اور حضرت علیؑ اس پر گئے، بعد میہ و شاء نے پروردگار کے فرمایا:

اے اہل بصرہ! اے وہ لوگوں جو مخترف ہو گئے ہو، اے وہ میں یضا جس کا علاج نہیں، اے چوبائیں کے بیرون کارو! اے عورت کے پا ہیو، اے وہ گروہ جو چوپائی کی آواز پر جمع ہو گئے اور جب اسے خرید دیا گیا تو منتشر ہو گئے تمہارے پینے کا پانی تلخ دنگا کوار ہے، تمہارا قانون نفاق پینی ہے اور تم اخلاق و عقل کے لحاظ سے کمزور و مست ہو۔

پھر آپ منبر سے نیچا آر آئے، ہم ان کے ساتھ چل رہے تھے کہ درمیان میں حسن بصری سے ملاقات ہوئی جو مصروف و ضوئا۔

امیر المؤمنین اے حسن بصری اپنے دشمنیں غور کرو، اس کے شرائط کی رعایت کرو، اور اس کے ظاہری و باطنی آداب کو پورا کرو۔

حسن بصری، کل آپ ان لوگوں سے جنگ کر رہے تھے جو خدا کی وحدانیت کی گواہی دیتے تھے اور خاتم النبیین کی رسالت کے معتقد تھے، آداب و شرائط دشموکی رعایت کرتے تھے اور اپنے فرائض کو انجام دیتے تھے۔

امیر المؤمنین: اگر یہی صورت حال تھی اور تم اس کے شاہد تھے تو تم نے ہمارے خلاف لوگوں کی طرفداری و نصرت کیوں نہیں کی؟

حسن بصری: خدا کی قسم آپ نے صحیح فرمایا اور میں آپ کی بات کی قدمیں کرتا ہوں، جنگ سے پہلے دن میں گھر سے باہر آیا، قتل کیا اپنے جنم پر ہنوط لگایا اور اسلحہ جنگ ساتھ لیا، معتقد تھا کہ امام المؤمنین عائشہ

کی ہمراہی نہ کرنا کفر کے برابر ہے، اسی حالت میں بصرہ کے لشکرگاہ کیلئے جلیل پڑا، جب خریبہ کے نزدیک پہنچا تو میرے کان میں آواز آئی، اے حسن! واپس جاؤ قاتل و مقتول دونوں ھنگی ہیں، میں باحال اضطراب و حشت اپنے گھر واپس ہو گیا۔

جب دوسرا دن ہوا اسی اعتقاد نے پھر مجھے اپنی جگہ سے حرکت دی اور جنگ و قتال کی نیت سے اپنے گھر سے باہر آیا اور شہادت کیلئے تیار ہو کر حنوط والی لگا کر چل دیا پھر خریبہ پہنچا، وہی آواز دوبارہ کی، اپنے گھر واپس ہو جاؤ قاتل و مقتول دونوں دوزخی ہیں۔

امیر المؤمنین: یہ کلام صحیح ہے لیکن جانتے ہو کہ وہ آواز کس کی تھی؟ وہ آواز تمہارے بھائی ابلیس کی تھی، اس کی بات بھی درست ہے۔ الٰ بصرہ اور اصحاب عائشہ میں سے قاتل و مقتول جو کہی ہو دوزخ کی آگ میں داخل ہوں گے۔

حسن بصری، اے امیر المؤمنین: میں اس وقت سمجھا کہ یہ گردہ بلا کست و گمراہی میں ہے۔

امیر المؤمنین کا کلام حسن بصری کے بارے میں

ابو سعید دہلی کہتے ہیں کہ جب امیر المؤمنین شہر بصرہ کو فتح کرچے تو درسرے روز منج کچھ لوگ آپ سے ملاقات کیلئے آئے، ان کے درمیان حسن بصری بھی تھا، جو سفید کاغذ لئے امیر المؤمنین کے کلمات لکھ رہا تھا، امیر المؤمنین نے بلند آواز سے کہا، کیا کرو رہے ہو؟

حسن بصری نے کہا آپ کے آثار و کلمات لکھ رہا ہوں، تاکہ آپ کے بعد دوسروں سے بیان کروں۔ امیر المؤمنین نے فرمایا: آ گاہ، ہو جاؤ کہ ہر قوم و گروہ میں ایک سامری ہوتا ہے اور یہ شخص تم لوگوں کا سامری ہے۔ امت مکوی کا سامری لوگوں کی مصاحت و ہم شیئی والیں سے محروم ہو گیا تھا جو اس کے پاس پہنچتا اس سے کہتا تیرے قریب نہ آؤ مجھے نہ چھوڑ، مصاحت نہ کرو، یہ شخص بھی ایک شخص ہے جسے اپنی زبان سے ادا کرے گا اور جو اس کے پاس جائیگا یہ کہے گا لاققال، لاققال جگ نہیں چاہئے جنگ نہیں چاہئے۔

اپنے اصحاب سے امیر المؤمنین کا احتجاج

روایت کی گئی ہے کہ جب امیر المؤمنین نے اہل شام سے جنگ کا عزم صصم کر لیا تو خدا کی حمد و شناور رسول پر درود وسلام کے بعد لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: بندگان خدا! پروردگار عالم سے ڈرتے رہو، اس کے اوامر و احکام کی اطاعت کرو، اپنے بیشواؤں کی بیرونی کر، جان لوک دیک و باہم لوگ اپنے عادل پیشواؤں کے ذریعہ نجات حاصل کر کے مقام نوش بخت و معاوضت پر فائز ہوں گے اور جمال و بذریعہ دار قوم اپنے بداعمال بیشواؤں کے ساتھ قدم بقدم برجستی و بلکت سے فردیت ہوگی۔

آنے ملت مسلمان! متوجہ رہو کہ معاویہ ان ابوحنیان اپنے تصرف کی تمام چیزوں کا غاصب ہے اور مال و ملک وغیرہ جو کچھ اس کے پاس ہے وہ سب میرا حق ہے، اس نے میری مخالفت کر کے میری بیعت خشی کی ہے وہ دین خدا سے رکھی کر کے راہ حق سے مخفف و روگروں ہو گیا ہے، اے گروہ اسلام! تمہیں امور گذشتہ کے بارے میں اطلاع ہے اور میری خلافت کے مقدبات سے بھی آگاہ ہو تم خود میری طرف آئے ہو اور تم نے بہت اصرار و رغبت سے اپنے امور میرے حوالہ کئے ہیں، تم بہت زیادہ تماں اور تقاضہ کے نتیجہ میں مجھے اپنے گھر سے باہر لائے ہو، تاکہ میری بیعت کرو، تمہارے ہجوم کے باوجود میں نے تمہاری موافقت نہیں کی اور ادھراً ہر سے اپنے کو پچاڑا رہا تاکہ تمہارا باطنی نظریہ اور اصلی مقصد معین کر سکوں۔

تم نے بار بار اس موضوع پر مجھ سے گفتگو کی اور میں نے بھی تم سے مباحثہ کیا، تم ان اونٹوں کی طرح میرے اطراف جمع ہوئے جو پانی کی خاطر خوف پر ٹوٹ پڑتے ہیں پھر تم نے با اصرار مجھ سے بیعت کا تقاضا کیا اور ایک دوسرے کو دھکے دیئے۔ تمہارے جم غیر کے سب مجھے خوف ہوا کہ کہیں فتنہ و فساد نہ براہو جائے اور تمہارے درمیان جنگ و جدال اور خوزیریزی ہونے لگے۔

میں نے اس مجھ کے اڑو حام میں خوب غور فکر کر کے دیکھا کہ اگر تمہاری درخواست کو قبول نہ کروں تو تم کسی ایسے کوئی نہیں پاسکتے جو تمہارے اجتماعی امور میں خوب سمجھ کر علم و عدالت و حقیقت کے ساتھ حکومت کرے، میں نے اپنے سے کہا کہ اگر تمہاری حکومت و خلافت کو قبول کرلوں کہ اس صورت میں میری منزلت و فضیلت اور میری حق ثابت ہو جائے تو یہ عمل اس سے بہتر ہے کہ دوسروں کی حکومت میں رہوں اور میری حق و مقام پوشیدہ رہے، اس لحاظ سے میں اپنے ہاتھ کو بڑھا کر بیعت کیلئے تیار ہو گیا اے گروہ مہاجرین و انصار اور اصحاب رسول اللہ! تم سب میری بیرونی کرو کیا تم سب نے میری بیعت نہیں کی؟ کیا میں نے تم سب سے عہد دیا نہیں لیا کہ ہمیشہ میری حکومت میں ثابت قدم رہو اور میرے اوامر کی اطاعت کرو گے اور تم لوگ صفا و حمیم تکب کے ساتھ میرے دشمنوں اور دین اسلام سے خارج ہو جانے والوں اور قرآن کے خلاف عمل کرنے والوں سے میرے ہمراہ جنگ و جہاد کرو گے؟ جو عہد دیا نہیں کیا، کیا وہ خدا سے معاهدہ و محکم ترین بیان نہ تھا جو کہ بیشتر افراد اور اشخاص سے لیا جاتا ہے؟ کیا تم نے اس عہد دیا نہیں کیا؟ کیا ان عہدوں میں خدا اور رسول کو گواہ نہیں بنایا تھا؟ کیا ان معاملات میں تم سے بعض کو بعض کا شاہد و گواہ نہیں قرار دیا؟ کیا میں نے ان تمام معاملات میں خداو رسول کی سنت کے مطابق عمل نہیں کیا؟

کس قدر جائے تجب ہے کہ معاویہ ابن ابوسفیان خلافت کے لئے اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے اس بارے میں مجھ سے اختلاف دیزار کیا پھر میری امامت کا منکر ہو گیا۔ معاویہ خیال کرتا ہے کہ مقام خلافت کا وہ بھروسے زیادہ الی و سزاوار ہے، اس مقام پر اس نے خدا اور رسول پر جرأت و جمارت کی ہے، اپنے دعویٰ پر جھوٹی سے جھوٹی بھی دلیل نہیں رکھتا اور اس خلافت میں اس کا معمولی سماجی حق نہیں ہے۔ اگر مہاجرین و انصار اور مسلمانوں کے سرداروں سے بیعت ثابت ہوتی ہے تو مہاجرین و انصار میں سے کسی نے بھی اس کی بیعت نہیں کی ہے۔

اے مہاجرین و انصار! کیا تم نے میری اطاعت کرنے اور میرے حکم کے بجالانے کا عہد دیا نہیں

کیا؟ کیا تم نے اپنی مرثی اور اپنے اختیار سے میری بیعت نہیں کی؟ کیا میں نے تم سے پیان نہیں لیا تھا، کہ تم میری بیروتی کرو گے؟

یاد کرو! میری بیعت ابو بکر و عمر کی بیعت سے زیادہ محکم و مضبوط ہوئی ہے تم سب نے نہایت رغبت و خواہش اور مکمل اختیار داؤ را دی سے میری بیعت کی ہے۔ تم کیسے ان دونوں کی خلافت کے وفادار اور اس پر ثابت قدم رہے لیکن تم نے میری بیعت توڑ دی اور وفاداری، استقامت و پامداری نہیں دکھائی؟ کیا تمام مسلمانوں پر واجب نہیں ہے کہ انہماں کی گر جوشی اور ظوض سے میری مذکوریں اور میرے حکم کو نہیں؟

کیا میری اطاعت تمام حاضر و غائب مسلمانوں پر واجب نہیں ہے؟ پہلے کیوں معاویہ ابن ابی سفیان اور اس کے اصحاب نے میری مخالفت و دشمنی کر کے میری بیعت سے انکار کیا؟

کیا میں رسول خدا سے قربت و سبقت ایمان اور امان کے داماد ہونے کے اعتبار سے گزشتہ لوگوں پر امتیاز و برتری نہیں رکھتا؟ کیا تم نے غدر خیم میں میری ولایت و خلافت اور بحث کے بارے میں رسول کی باتوں کو غور سے نہیں سن؟

اے مسلمانو! خدا سے ڈر اور معاویہ سے جہاد کیلئے دوڑ پڑو، معاویہ اور اس کے ستمگار و مخفف مدگاروں سے جُک کرو۔

اے ایمان والو! کلام خدا سے فتحیت حاصل کرو اور میری باتوں کو غور سے من کر سمجھو، قرآن مجید کی شخصیتوں سے استفادہ کرو ﴿الَّمْ تَرَى إِلَيَّ الْمُلَامِنَ بَنَى أَسْرَيْلَ مِنْ بَعْدِ مُوسَى...﴾ (سورہ بقرہ، ۲۳۴)

ترجمہ: اے رسول! اکیا آپ نے جناب موسیٰ کے بعد جنی اسرائیل کے سرداروں کی حالت پر نظر نہیں کی جب انہوں نے اپنے نی شمولی سے کہا کہ کسی کو ہمارے واسطہ باشہ مقصر کیجئے، تاکہ اللہ کی راہ میں ہم جہاد کریں، مخبر گئے فرمایا کہاگہ ایمان ہو کہ جب تم پر جہاد فرض کیا جائے تو تم نہ ٹرودو وہ کہنے لگے کہ جب

ہم اپنے گروں سے نکال دیے گئے اور بال بچوں سے دور کر دیے گئے ہیں تو پھر ہمیں کون سا غدر باقی ہے کہ ہم راہ خدا میں جہاد نہ کریں، پھر جب ان پر جہاد واجب کیا گیا تو ان میں سے چند کے سواب نے لڑنے سے انکار کر دیا اور خدا ناظرین کو خوب پہچانتا ہے۔ ان کے نبی نے ان سے کہا یہ کہ خدا نے تمہاری درخواست کے مطابق طالوت کو تمہارا بادشاہ محسن کیا ہے، تب کہنے لگے اس کی حکومت ہم پر کیوں کھو سکتی ہے حالانکہ حکومت کے اس سے زیادہ ہم تقدیر ہیں، اسے قوم کے اعتبار سے بھی فارغ البال تک نصیب نہیں، نبی نے کہا خدا نے اسے تم سب پر فضیلت دی ہے اور مال میں صلح مگر علم و حرمی دسعت تو خدا نے اسی کو عطا کیا ہے، خدا نے چاہے اپنا ملک دے، خدا بڑی دسعت و رحمت والا اور واقف کار ہے۔

امیر المؤمنین: اے گروہ مسلمان! اس آیتہ شریفہ سے تم کو فتحت و عبرت لینا چاہئے، جان لو کہ خداوند عالم انسپاہ کے بعد ان کے خاندان میں سے کسی کو مقام خلافت کیلئے منتخب کرتا ہے، خدا نے نبی اسرائیل کے درمیان جناب طالوت کو جسم طاہری و علم و معرفت کے لحاظ سے دوسروں پر فویت دے کر ان کو دوسروں کا امام و پیشو اقرار دیا۔

اے گروہ اسلام! کیا ایسا ہے کہ خدا نے معاویہ کو مجھ سے افضل و برتر بنا یا ہو؟ اور اسے جسم و روح اور قوت بدلتی اور علم و دانش کے اعتبار سے مجھ پر فویت دی ہو؟ کیا ایسا ہے کہ خدا نے نبی امیری کو نبی یا شم پر فضیلت و برتری دی ہو؟

اے بندگان خدا!!! پروردگار سے ڈرا و راہ خدا میں جہاد اور مقابلہ کرو، اس کے خت عذاب اور غیظ و غضب سے دور رہو۔

خداوند عالم فرماتا ہے: کہ کچھ نبی اسرائیل نے حق کا انکار کیا اور کافر ہو گئے اور حضرت داؤد و حضرت عیسیٰ نے ان پر لعن و طعن کیا کیونکہ انہوں نے عصيان و گناہ کیا اور تجاذب و شکری کو اپنی پیشہ فردویا اور اعمال بد سے پرہیز نہیں کیا اور کتنی برایوں کے مرکب ہوئے۔

﴿لَعْنَ الَّذِينَ كَفَرُوْمِنْ بَنْيَ اسْرَائِيلَ عَلَى لِسانِ دَاوُدَ وَعِيسَى ابْنِ هَرِيْمَ ذَلِكَ بِمَا

عصمو کانو یعتدون ﴿سورہ مائدہ، آیت ۷۸﴾

ترجمہ: بالیمان افراد وہ لوگ ہیں جو خداور رسول پر ایمان لائے پھر ان کے دلوں میں کوئی شک و شبہ پیدا نہیں ہوا، انہوں نے جان و مال کے ساتھ را خدا میں جہاد کیا اور وہی لوگ بچے ہیں۔

﴿فَإِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ ءَامَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ...﴾ (سورہ حجرات، آیت ۱۵)

اے صاحبان ایمان! کیا تم کو اس تجارت کی طرف ہدایت کروں جو تم کوخت عذاب سے نجات دے؟ خداور رسول پر ایمان لا کر، اپنے جان و مال کے ساتھ را خدا میں جہاد کرو، اگر تم کو توجہ ہو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے، خدا تمہارے گناہوں کو معاف کرے گا، تمہیں جنت اور پاک و پاکیزہ جگہ عنایت کر دیا اور اپنی لذت بخش نعمتوں سے تمہیں سرفراز کرے گا اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

(سورہ القاف، آیت ۱۱)

بھر امیر المؤمنین نے فرمایا: اے بندگان خدا! پرہیز کار بخوا اور اپنے پیشوائے ساتھ بجهاد کی طرف برو ہو، اگر اہل بدر کی تعداد کے برابر بھی اصحاب و مددگار ہوتے تو میں حکم دیتا اور وہ اطاعت و پیروی کرتے، اگر میں حرکت کرتا وہ میرے ہمراہ حرکت کرتے تو یقیناً تم میں بے نیاز ہو جاتا اور بہت جلد معاویہ سے جگ و جہاد کیلئے نکل پڑتا، یہ جہاد فرض اور واجب ہے۔

کلام امیر المومنین

(مخاومیت سے جہاد کی حق کے وقت اصحاب کی سرزنش)

اے لوگو! میں نے تم کو جہاد کی دعوت دی، تم نے حرکت نہیں کی، تم سے بحث و مباحثہ کر کے اپنے نظریہ کو بیان کر دیا، تم سے کوئی جواب نہیں سنائی دیا، میں نے تمہاری اصلاح و کامیابی کا تذکرہ کیا اور لازم و ضروری باتیں بتائیں تاکہ میں پھر بھی تم نے باقتوں پر کان نہیں دھرا، تم ظاہر حاضر و شاہد ہو لیکن جوش و فروش اور حرکت کے آثار دکھائی نہیں پڑتے، ہمیں حکیمانہ گفتگو، قلی اور خالص و عظی و صحیح کے مقابل سوائے اعراض و نفرت کے تم سے کچھ دکھا، گویا تم سب گدھے ہو کہ شیر سے فرار کر رہے ہو۔

اے نادان لوگو! میں تم کو ظالموں سے جہاد کیلئے توجہ اور ترغیب والارہاہوں اور ابھی ہمیں گفتگو بھی ختم نہیں ہوئی کہ تم متفرق ہونے لگے، پھر تم اپنی نشعت کا ہوں کو داپس جا کر حقہ بالدہ کر بیٹھو گے اور اشعار پڑھنے، مثایں دینے اور مختلف اخبار کے سنبھلے میں مشغول ہو جاؤ گے، اس نشعت کے خاتمه اور متفرق ہونے کے بعد سوائے سوال و جواب اور ذکر اشعار کے کوئی تکھر و مباحثہ نہیں کرو گے۔

اے غافل لوگو! تم نے جہالت والا بابی پیں اور خاموشی و غفلت کو اپنا اشعار بنالیا ہے اور اپنے کو ذکر و بحث، تکفیر، و تذکرہ، تقویٰ و چہاد، دشمنان دین سے جنگ اور حق و حقیقت سے فارغ و جدا کر لیا ہے۔

بہت توجب ہے کہ تمہارے مخالفین و شمیں اپنے باطل اور اپنی خطا پر جمع پھر بھی ایک دوسرے کے ہمراہ بیس اور تہایت اصرار و استقامت کے ساتھ اپنے تاریک و کج راستہ پر آگے بڑھ رہے ہیں لیکن انہوں کو تم اپنے راہ مستقیم و جادہ حق سے منحر ف ہو رہے ہو، کیا یہ ہمیرے لئے حرمت و تجب کا مقام نہیں ہے؟

اے کوفہ کے لوگو! تم اس عورت کے ماندہ ہو جو حلال ہو، پھر ایک طرف اس کا بچہ ساقط ہو جائے وہی طرف اس کا شوہر بھی نہوت ہو جائے اور اس کا کوئی نزدیکی و ارش بھی نہ ہو اور اس کی زندگی کے خاتمه پر دور

کے وارث ہو جائیں۔

اس پروردگار کی قسم! جس نے دانہ کو شگافتہ کیا، جانداروں کو بیدا کیا، اس کے بعد تمہارے اوپر وہ شخص حاکم بن کر مسلط ہو گا جو ایک آنکھ کا نایب نہ ہو، اور ذلیل و پست ہو گا، وہ بہنمن کا مظہر ہو گا، تم اس کے دور حکومت میں انہائی پریشانی و مصیبت اور عذاب و سختی میں زندگی گزارو گے، اس کا قہر و غصب تم سب کو گھیر لے گا اور وہ کسی کو نہیں چھوڑے گا۔

اس کے مرنسے کے بعد در رادہ شخص تم پر مسلط ہو گا جو ظالم و شرکار، خونخوار اور بال تجمع کرنے والا اور بخیل ہو گا، اس کے بعد بُنی امیة کے کچھ دوسرے افراد تم پر حکومت کریں گے جو ایک دوسرے کی نسبت لوگوں پر زیادہ ہم بران اور ہمدرد نہ ہوں گے، بُنی امیة کے تمام عکس اس سوائے ایک نہ کہ سب کے سب طالم و شرکار ہوں گے، ان کی حکومت خدا کی جانب سے ایک بلا و مصیبت ہے جو اس امت کے شامی حال ہوں گی۔ ہاں حکومت بُنی امیة ایک آسانی بلا ہے کہ اس حکومت کے سبب تمہارے نیک و صالح لوگ قتل کئے جائیں گے اور ذلیل و پست افراد ان کی اطاعت و بندگی کی طوق اپنی گروں میں ڈال لیں گے، تمہارے اموال و ذخیرہ کو گھروں اور مزین و مخصوص مجرموں سے باہر نکال لے جائیں گے۔

یہ دھن اسی ہیں جو خدا نے تمہارے دامن مقرر کر دیا ہے کیونکہ تم نے اپنی اصلاح میں کوتاہی کی ہے اور اپنے حقوق و امور کو ضائع و بر باد کر دیا ہے اور احکام دین مقدس کے رانج کرنے میں سنتی اور ذلیل کر رہے ہو۔

اے گوف کے لوگوں! میں نے آنحضرت کے واقعات و حادثات سے تجھیں آگاہ کر دیا ہے، شاید تم ہوش میں آ کر اپنی خرابی کاری و لغوش و سنتی کو چھوڑو اور دوسرے ہوش و عبرت کے کان رکھنے والوں کو پسند نصیحت کرو، صلاح و حقیقت اور غور و فکر کی دعوت دو گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ تم میں سے کچھ بیرونی طرف جھوٹ کی نسبت دے رہے ہیں جیسا کہ گروہ قریش نے رسول اکرم کی طرف ایسی ہی نسبت دی تھی۔

تم پر واقعے ہوا! میں خدا کی طرف جھوٹ کی نسبت دوں گا؟ جکہ میں وہ پہلا شخص ہوں جس نے اس کی

تو حید کا اقرار کر کے اس کی اطاعت و بندگی کی ہے۔ کیا میں رسول خدا پر الزم کا وں گا؟ جبکہ سب سے پہلے میں نے ان کی دعوت رسالت کو قبول کر کے ان کی باتوں کی تصدیق کی ہے اور آخر وقت تک آنحضرت پر ایمان اور ان کی ہمراہی و نصرت پر قائم رہا ہوں۔

حقیقت امر اس کے خلاف ہے کیونکہ اس بات سے جھوٹ اور فرب کی بوئی تکمیل جائیتی ہے اور تم لوگ حیله و بہانہ کی احتیاج نہیں رکھتے۔

اس پر وو دکار کی قسم! جس نے وانگ کو شکافتہ کیا اور جیسا توں کو جان دیا، یقیناً تم آئندہ اور بہت جلد اپنی باتوں کا نتیجہ دیکھو گے، اس وقت اپنی جہالت کے برے انجام میں گرفتار ہو گے اور اپنی بیداری و توجہ و باخبری سے کچھ فائدہ نہ پا دے گے۔

تا گواری و ناخوشی تمہارے لئے ہوا لے وہ لوگ جو کہ صورت کے لحاظ سے مرد اور سیرت کے اعتبار سے مرد انگلی کے صفات سے دور ہو، تم از جہت عقل اطفال اور باعتبار عقل و فکر پر دشیں عورتوں کے مانند ہو، آگاہ ہو جاؤ تم بظاہر حاضر اور ناظر اور بیان غائب و غافل ہو، اے وہ لوگ جو کہ ظاہر ابراء و تحد اور باطنًا مختلف رائے و پر انگذہ عقیدے رکھتے ہو، قسم بخدا اور وہ شخص کامیاب و غالب نہیں ہو سکتا جو تمہیں اپنی یاری و امداد کیلئے بائے، اس شخص کا دل آرام نہ پائے گا جو تمہاری راہ میں رنج و غم اور سختیوں کو برداشت کرے، اس شخص کی آنکھ روشن نہ ہوگی جو تم کو اپنے سخت رکھ کر اپنے سایہ میں سکونت و پناہ دے۔

تمہاری باتیں دعویٰ و گفتگو کی منزل میں سخت و محکم پتھروں کو زرم کر دیتی ہیں لیکن عمل کی منزل میں اتنے ست، لاپرواہ اور بہانہ باز ہو کہ تمہارے کمزور دشمن بھی تمہاری حرکات سے جرأت، قوت قلب اور شجاعت پیدا کر لیتے ہیں۔

تم پر انہوں ہے کہ تم نے اپنے مکانات، شہر اور اپنی حکومت کو اپنے دشمن کے بعض اور غیر وہوں کے تصرف میں دیا، اس کے بعد اب تم کس سرز میں کا دفاع کرو گے اور کس جگہ پر بجوشی و امن زندگی بس کرو گے؟ اور کس امام و پیشوائے ساتھ اپنے دشمنوں سے جنگ و مقابلہ کرو گے؟

خدا شام اور شخص فریب خورده اور گرفتار کرے ہے جس نے تم سے دھوکا کھایا ہوا ورنہ تہاری مثال ان ٹوٹے ہوئے پیکار تیرولی کی طرح ہے جن کا اٹھانا زحمت کے علاوہ کوئی فائدہ اور اثر نہیں رکھتا ہے۔ میں تم سے نصرت کی توقع اور امداد کا انتظار نہیں کرتا اور تہاری باتوں کی بھی ہر گز قدر یقین نہیں کروں گا خداوند عالم سے چاہتا ہوں کہ وہ میرے اور تہارے درمیان جدائی ڈال دے اور بجائے تہارے بہتر لوگوں کو میرار فیق و آشنا قرار دے اور تہارے لئے بھی مجھ سے بدتر دوست اور حاکم کا انتخاب کرے۔ اے بے دفالوگو! تہارا پیشو او حاکم احکام خدا کی اطاعت کرتا ہے اور تم اس کے دستور و فرمان کے خلاف عمل کرتے ہو، اہل شام کا حاکم خدا کے اور مرکی مخالفت و مرجیٰ کرتا ہے اس حالت میں بھی وہ لوگ اس کی اطاعت و پیروی کرتے ہیں، خدا کی شرم میں دوست رکھتا ہوں کہ معادیہ مجھ سے صراحتی کا معاملہ اس طریقہ سے کرے کہ بجائے دراہم دوپیار کے تم میں سے وس افراد کو لے اور اپنے اصحاب میں سے اس کے عوض ایک مجھے دیے ॥

خدا قسم! اے کاش تم مجھے ز پہچانتے اور میں بھی تمہیں نہ پہچانتا کیونکہ یہی تعارف نہامت و پیشیانی کا سبب ہتا ہے تم لوگوں نے میرے سینہ کو غیظ و غضب سے ہمدردیا ہے اور اس واقعہ نے مجھ سے مخالفت اور ترک ہمراہی کے سبب مجھے محمل د معطل کر دیا ہے۔

جسارت و بدگوئی نے تمہیں یہاں تک پہنچا دیا ہے کہ قریش کے کچھ افراد میرے بارے میں کہتے ہیں کہ علی این ابیر طالب ایک شجاع و بہادر ہے لیکن فتوں و علوم جنگ سے نآشنا ہے۔ خدا انھیں خود جزا دے، کیا ان کے درمیان کوئی ایسا شخص ہے جو مجھے جیسا جنگلوں اور لڑائیوں کا ساتھ دیجے یا کھڑا ہو؟

کیا تہارے پاس ایسا کوئی شخص ہے جس نے میری طرح جنگلوں کی خیتوں اور مصائب کو برداشت کیا ہوا ورنہ بیت صبر و استقامت کے ساتھ آتش جنگ میں کھڑا رہا ہو؟ میں وہی شخص ہوں جس نے بیس سال کی عمر سے قبل میدان جنگ میں قدم رکھا ہے اور آج میرا سن سماں سال سے زیادہ ہو چکا ہے۔

آگاہ ہے جاؤ خدا کی قسم! میں اسے پسند کرتا ہوں کہ خدا مجھے تمہارے درمیان سے اٹھا لے اور میری اس زندگی کا خاتمہ کر کے مجھے مقام رضوان (جنت) میں جگہ عطا کرے، میں تو ہر وقت اپنی موت کا منتظر ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ وہ دن کیوں نہیں آتا جب اس امت کا شقی ترین شخص میری دارالحی کو میرے خون سے رکھیں کر دے کیونکہ یہ وہ قرار داد ہے جس کا رسول خدا نے مجھ سے عہد لیا ہے۔

آخر دن امید و محروم ہو گا جو جھوٹ و افتر اپردازی کرنے اور کامیابی و نجات وہ پائے گا جو پرہیز گاریں کر سکیں گے کی تصدیق کرے۔

اس کو ذکر کے لوگوں میں نے تم کو اس گروہ سے جنگ کیلئے شب و روز اور ظاہر و باطن میں بلا بیا اور تم سے بار بار کہا کہ اس گروہ سے جنگ میں پیش قدمی کرو کیونکہ ہر جمعیت نے اپنے گروہ کے اندر را پنے و شکون اور خالی الفوں سے جنگ کی ہے اور خواہ نخواہ ذمیل و خوار ہوئے ہیں، تم سب نے آسان بھج کر میری یاری و ہم کاری سے ہاتھ سچ لی اور میری پیش نہاد کو گراں و ٹکنیں ختم کیا اور اس امر کا اپنی نظر میں دشوار و خخت جان کر میری ہاتھوں کو پس پشت ڈال دیا۔ یہاں تک کہ ہر طرف سے تمہارے اوپر یلغار و غارت ہوئی اور تمہارے درمیان برے و قیچی اعمال اور مکرات پھیل گئے اور تم ایسے ہی صبح و شام خخت تر مصائب و آلام میں گرفتار ہو گئے، جیسے کہ تمہارے پہلے لوگ اپنے پیشواں کے اور مکرات مخالفت سے خالیوں اور شکروں کی ختیوں اور پریشانوں میں بھتلا رہے، خدا نے ان کے بارے میں فرمایا وہ تمہارے بچوں کو قتل کرتے تمہاری عورتوں کو اپنے تصرف میں لاتے اور تم اپنے پرورہ گاری کی طرف سے خخت اور بڑی مصیبت میں بھتلا تھے۔

اے کافر کے لوگو! جان لو کہ اس خدا کی قسم جس نے دانہ کو پیدا کیا اور انسان کو خلق کیا یقیناً تم پر وہ نازل ہوا جس کا میں نے وعدہ کیا تھا، میں نے تم کو مسلسل قرآن مجید کے مواعظ کے ذریعہ پند و نصیحت کی لیکن قرآن کی ہاتھوں کا تمہارے خخت ہاتھ پر کوئی اثر نہیں ہوا، میں نے اپنے تازیانہ سے تمہاری تادیب و حکیمی کی پھر بھی معمولی سی استقامت و رعایت اور توجہ تم میں پیدا نہ ہوئی۔

ہاں تمہاری اصلاح سوائے شمشیر کے دوسرا چیزوں سے نہیں ہو سکتی، میں تمہاری اصلاح حال سے

عاجز ہوں، مگر یہ کہ اپنے کو تمہارے خیر و صلاح کی خاطر قربان و فدا کر دوں، لیکن جان لو کہ خداوند عالم تمہارے اوپر ایک ایسے سخت و بد رفتار بادشاہ کو مسلط کرے گا جو نہ تو تمہارے فرزندوں پر حرم کرنے کا اور نہ تو بزرگوں کا احترام کرنے کا اور نہ ہی تمہارے علماء و ائمدوں کی عزت باقی رکھے گا اور نہ ہی مسلمانوں کے بیت المال کو عدل و انصاف سے تقسیم کر دیا۔ تم لوگوں پر ایسی حکومت مسلط و غالب ہو گی کہ جس سے تم پر زدہ کوب اور لعن و طعن واقع ہو گی، وہ تم کو ذلیل و خوار کرے گی، تمہیں میدان جگ کی طرف لے جائے گی، راہیں تم پر مسدود کرے گی، تمہیں خیریت و دیدار اور ملاقات سے محروم کر دے گی، تمہارے درمیان ایسا طبقاتی اختلاف ایجاد کر دے گی کہ ضعیف و بے دست والوگ تو ہی تو انا اشخاص کے ظلم و تم کے نیچنیست و نایاب ہو جائیں گے۔

ہاں خندوند متعال خالقین کو اپنی رحمت اور اپنے لطف سے دور اور محروم رکھے گا، خدا سے روگروانی کرنے والوں کیلئے بہت کم اتفاق ہوتا ہے کہ وہ توفیق و توجہ اور عبادت کی بلندی پیدا کر لیں۔ آج تم خواب غفلت اور حیرانی و پریشانی میں ہو، میں اپنا وظیفہ سمجھتا ہوں کہ تمہاری غفلت اور تمہارے اشتیاہ کو دور کروں اور تمہاری رہنمائی و نصیحت سے در لیخ نہ کروں۔

اے کوفہ کے لوگوں میں تمہاری معاشرت و دوستی سے تین امور اور دوسرا ی دو چیزوں میں بتلا ہوں وہ تین باتیں یہ ہیں۔ تم کان رکھتے ہوئے بھی بہرہ ہو، تم آنکھ رکھتے ہوئے بھی نایبا ہو، زبان رکھتے ہوئے بھی گوگلے ہو، تمہارے کان اور تمہاری آنکھ و زبان کا تمہاری زندگی میں کوئی فائدہ نہیں۔ وہ دو چیزیں یہ ہیں، تمہاری بھانی چارگی و دوستی وقت حاضر میں صدق و صفا اور حقیقت کی بیان پر نہیں ہے امتحان و مصیبت کے وقت تم پر اعتماد و اطمینان نہیں کیا جاسکتا۔

پروردگار! امیر الان لوگوں سے دل بچک ہو گیا ہے اور یہ لوگ بھی مجھ سے بیزار ہو گئے ہیں، میں ان لوگوں سے تھک گیا اور یہ مجھ سے ملوں ہو گئے ہیں۔

خداؤند! اس تجھیت کے امیر و حاکم کو ان سے راضی نہ رکھنا اور ان کو بھی ان کے امیر و حاکم سے خوش نہ

رکنا، ان کے دلوں کو خطرات و دھشت سے پانی پانی کروئے، جس طرح نمک رطوبت سے پانی پانی ہو جاتا ہے۔

اے لوگو! اچان لو اگر ممکن ہوتا اور کر سکتا تو تم سے قطع تعلق کر لیتا، ہرگز تم سے بات نہ کرتا اور تم لوگوں کو کوئی بھی حکم نہ دیتا اور اسی پہنچ کرتا یہ کنکہ تمہاری ہدایت و نجات کیلئے ہو تو سکتا تھا وہ میں نے کیا اور تمہاری ملامت و نجتی میں بھی اصرار و مبالغہ کیا اور اب میں اپنی زندگی سے سیراب ہو چکا ہوں۔ کیونکہ اپنی نیکتوں اور کوششوں کے نتیجے میں سوائے مسخرہ پن کے تمہاری طرف سے کوئی جواب نہیں ملا، تم راہ حق سے مغرب ہو کر باطل کی طرف مائل ہو، دین خدا ہرگز ہوئی پرست اور اہل باطل سے قوت نہیں پا سکتا، میں اطمینان رکھتا ہوں کہ تمہاری طرف مجھے سوائے ضرر و نقصان کے کچھ ملنے والا نہیں ہے۔

میں تمہیں دشمنوں سے جہاد و مبارزہ کی دعوت دیتا ہو اور تم نے اپنے گھروں میں بیٹھ کر مجھ سے تاخیر کی درخواست کرتے رہے جیسے کہ قریضدار اپنے قرض کی ادائیگی کے وقت آج کل کیا کرتا ہے۔

اگر گری کے موسم میں جہاد کیلئے ملاتا ہوں تو تم گری کی شدت کا بہانہ کرتے ہو، اگر سردی کے موسم میں جہاد کا حکم دیا جاتا ہے تو سردی کی سختی کا عذر کر کے پیچھے ہٹتے ہو لیکن یہ سب کمر و جلد ہے، حقیقت یہ ہے کہ تم جنگ و جہاد سے بھاگ رہے ہو، حالانکہ موسم کی گری سے فخر رہے ہو جبکہ تواریکی اگری زیادہ ہوگی اور دشمنوں کے تیز و گرم حملوں کے مقابل تمہاری عاجزی و کمزوری بڑھ جائیگی۔

﴿إِنَّ اللَّهَ وَآتَا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ﴾

اے اہل کوفہ! مجھ تک ایک وحشت ناک خبر پہنچی ہے کہ اہن عاد نے اپنے چار ہزار شامی لشکر کے ساتھ ہماری سرحد پار کر کے سرز میں انبار پر حملہ کر دیا ہے اور لوگوں کے اموال کو لوٹ لیا ہے، کچھ صاف و متذمین افراد کو قتل کر دیا ہے، اہل انبار کے ساتھ اس نے ایسا سلوک کیا جیسا خراز اور روم کے لوگوں کے ساتھ کرتے ہیں، گویا وہ مسلمان نہیں اور ان کا خون و مال حلال سمجھ لیا ہو۔

میرے عامل و گورنر کو بھی اہن عاد نے شہر انبار میں قتل کر دیا ہے اور اس شہر کو اپنے لوگوں کیلئے سماج

احتجاج طبرسی

(۲۷۲)

کر دیا ہے، خداوند عالم ان مقتولین کو بہشت برین میں جگہ دے۔
 مجھے اطلاع ہی ہے کہ کچھ اہل شام نے ایک مسلمان عورت اور ایک کافر ذمی عورت کی عزت و حرمت پر بھی ظلم و تعدی کی ہے انہوں نے ان کی روسری، گوشوارہ، زیور و پازیب اور ان کے لباس، سر، کان اور ہاتھ و پیڑ کے تمام زیورات کو بھی چھین لیا، وہ مسلمان عورت ان کے ظلم کے مقابلہ سوانعے آیت استرجاع و آرزوئے مرگ اور مسلمانوں سے طلب امداد کے کچھ نہیں کہتی تھی۔
 افسوس! کوئی بھی اس کی فریاد کو شہنشاہ اور کرکنے اس کی بدو بھی نہ کی۔
 اگر کوئی اس حادث کے شدید افسوس اور انتہائی تاثیر میں مزکی جائے تو میرے لڑدیک لائق ملامت و ذمہ نہیں ہے بلکہ نیکوکار درست کار ہو گا، کتنا تعجب ہے کہ دوسرے اپنے باطل پر بحث و تفہیم ہیں اور تم حق پر ہوتے ہوئے بھی متفہیق و منشر ہو رہے ہیں۔

تم لوگ خود اپنے دشمنوں کے تیر کا ناشانہ بنتے ہواؤ دشمنوں کی طرف تیر نہیں پھیلتے تمہارے دشمن مسلسل جنگ و حملہ اور تجاوز کر رہے ہیں لیکن تم خاموش و آرام سے بیٹھے ہو اور حاکم خدا کی خالقیت دنافری نے بالکل ظاہری صورت اختیار کر لی ہے اور تم دیکھ رہے ہیں تو تمہارے ہاتھ خسارہ اور فرقہ فاقہ میں دھنس جائیں، اسے وہ لوگوں جو ان ادنوں کی طرح ہو جو بے مالک کے ہوں کہ ایک طرف مجمع اور اکٹھا ہوتے ہیں تو دوسری طرف سے پا گزندہ و منتشر ہوتے ہیں۔

امیر المؤمنین کا معاویہ سے احتجاج

(معاویہ کے خط کا جواب دیتے ہوئے)

اماً بعد ایں نے تمہارا خط پڑھا، تم نے لکھا ہے کہ خداوند تعالیٰ نے پیغمبر اکرمؐ کو تباش دین کی خاطر لوگوں کے درمیان مجوث کیا اور ان کے اصحاب و انصار کے ذریعہ آنحضرتؐ کی تائید فرمائی۔

تیری طرف سے تعجب انگیز اظہارات اور بیانات نے ہمارے دلوں کو حیرت و تعجب میں ڈال دیا ہے، جیسا کہ تو نے خدا کی ان نعمتوں کا ذکر کیا ہے جو اس نے اپنے رسولؐ کے ذریعہ ہم کو دی یہیں اور تیری باتیں شہر بھر (جہاں بھوریں کثرت سے پیدا ہوتی ہیں) لے جانے کے اندر ہیں یا اپنے استاد کو تیری اندمازی سکھانے کے مثل ہے جو فن کا استاد اور ماہر ہو، ہم خاندان نبوت خدا کی اسی رحمت و نعمت اور لطف کا مرکز ہیں۔ تو نے لکھا کہ رسول اکرمؐ کے بعد لوگوں میں سب سے افضل فلاں فلاں ہیں اس بارے میں بھی اگر تیری بات صحیح و درست ہو تو اس کا معمولی سافائد اور اثر بھی تم تک نہیں پہنچے گا اور اس کا تم سے کوئی تعلق و رابطہ بھی نہیں ہے۔

اور ایسے ہی غلط و بطلان کی صورت میں تم کو فاضل و مفضول اور رئیس و مرؤس سے کیا کام، آزاد و شدہ اور ان کے بیٹوں کو کیا حق پہنچا ہے کہ مہاجرین و انصار کے درمیان فرق کر کے ان کے درجات کو معین کریں یا کام تیرے جیسے لوگوں سے بہت دور ہے، تیرا عمل اس تیر کے مانند ہے جو آواز کرتا ہو لیکن معین شدہ اور مطلوب تیر میں سے نہ ہو اور صدائے لحاظ سے بھی مختلف ہو اور تم اس شخص کے مثل ہو جو دوسروں کے بارے میں حکم کرنا چاہتا ہو لیکن خود حکوم ہو۔

اے انسان کیا تو اپنے لئگ کم و زیاد پیروں کے ساتھ راستہ چنانیں چاہتا؟ کیا تو اپنے ہاتھوں کی کی وکوتا ہی کوئیں جانتا؟ کیا اپنے حقیقی مقام و مرتبہ پر اکتفا نہیں کرنا چاہتا؟ تیرے کیا مطلب کہ مغلوب کوں

ہے اور غالب و تاہر کون ہے؟ تو خود حیرت و مظلومات میں مضطرب اور راہ حق و حقیقت سے محرف ہے، میں اپنا تعارف اور اپنے فضائل سے باخبر کرنا نہیں چاہتا لیکن پروردگار کی فعمتوں کے شکر گزاری کے طور پر کہتا ہوں کہ کچھ مہاجرین راہ خدا میں شہید ہوئے ہاں ان میں سے ہر ایک کیلئے بہت اچھا اجر اور اچھی جزا ہے، یہاں تک کہ میرے بچہ جات حزرا درجہ شہادت پر فائز ہوئے ان کو سید الشهداء کہا جاتا ہے، رسول خدا نے ان پر سر عجیب روں کے ساتھ نماز پڑھی آنحضرتؐ کے مددگاروں میں سے کچھ کے ہاتھ دشمنوں سے جہاد کرتے ہوئے کانے گئے وہ سب فضل و ثواب کے مالک ہیں لیکن جب میرے بھائی جعفر ابن ابی طالبؑ کے ہاتھ کٹئے تو ان کو جنت کا طیار اور زوال الجحیم کہا گیا، اگر کسی کا خود اپنی تعریف و توصیف کرنا خدا کے نزدیک قائم و مفوض نہ ہوتا تو میں اپنے کچھ فضائل و مناقب بیان کرتا کہ مومنین ان حقائق و معارف سے آگاہ ہو جاتے اور سننے والے استفادہ کرتے۔

تم اپنے پاس سے اس شخص کو دور کر دو جسے شکار کی لائچ اور مادی فاکدہ نے راہ راست و حقیقت سے محرف کر دیا ہے، متوجہ رہو کہ ہم نے تو بالکل سید ہے خدا کی تربیت و توجہ کے تحت رشد و پروش پائی ہے لیکن دوسرے تمام لوگوں کو ہم سے تربیت و پروش ملتی ہے، لیکن تمہارے ساتھ ہماری ہمختیں و معاشرت اور لوگوں کے کفو کے طور پر تمہیں اپنی لڑکوں کا دینا اور تمہاری لڑکیوں کا لینا ہماری اصل عزت و شرافت اور ذاتی منزلت و مقام کے لئے منافی نہیں ہے۔

لیکے مکن ہے کہ تم تمہارے جیسے ہو جائیں جبکہ ہمارے خاندان کے ایک زر شہر خدا ہیں اور ان کے مقابلہ میں تمہارے پاس ابوسفیان اور دوسرے لوگ ہیں جو تکذیب رسالت کرتے اور آنحضرتؐ سے جنگ و شہنشی کرتے تھے۔

ہمارے پاس حضرت حمزہ ہیں جو اسد اللہ ہیں اور ان کے مقابلہ تمہارے پاس اسد الاحلاف (زمینداروں کا شہر) ہے، ہمارے خاندان میں جنت کے جوانوں کے سردار ہیں، ان کے مقابلہ تمہارے پاس دوزخ کے بچے ہیں، دنیا کی بہترین خاتون ہمارے درمیان ہیں اور اس کے مقابلہ تم میں حالت

الخطب زوجاً الوله ام جمل هي

خاندان نبی امیہ کی پستیوں کے مقابل ہمارے خاندان کی بلندیاں اور خصوصیات و امتیازات بہت زیادہ ہیں ہماری فضیلت و برتری کے اسباب ابتداء اسلام سے ہی معلوم و روشن ہیں اور ہماری خاندانی عظمت و شرافت اور امتیازات عہد جامیت میں بھی قبل انکار نہ تھے۔

کتاب خدا میں ہمارے جدا گانہ مختلف صفاتِ حجج ہیں، خدا فرماتا ہے کہ:

﴿اولوا لارحام بعضهم اولیٰ بعض کتاب اللہ ﴿صاحبان قرابت میں سے دوسروں کی

نسبت پچھا اذلیت اور قربت رکھتے ہیں کہ جو خدا نے اپنی کتاب میں لکھ دیا ہے۔

پھر خدا فرماتا ہے کہ ابراہیم کے قریب ترین لوگ وہ ہیں جنہوں نے ان کی پیروی کی اور یہ نبی اور وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور خود خدا موشیں کا دیلی ہیں۔

پہلی آیت کے مطابق قرابت کے لحاظ سے ہم رسول خدا کے سب سے زیادہ نزدیک ہیں اور وہ سری آیت کے لحاظ سے اطاعت و ایمان کے اعتبار سے ہم سب پر اولیت رکھتے ہیں۔

تم معلوم ہو کہ سقیفہ کے دین مہاجرین کا تہذیب استدلال و احتجاج انصار کے سامنے یہی رسول اکرم کی قرابت تھی اور یہی وہ بات تھی کہ جس نے انصار کو خاموش اور لا جواب کر دیا۔

جب مہاجرین کا استدلال انتقام غلیظ کیلئے قرابت رسول کے لحاظ سے صحیح ہے تو یہ ہمارے فائدہ میں ہے اور ہمارے حقوق کو ثابت اور زندہ کرنے والا ہے کیونکہ ہم رسول کریم کے قریب ترین لوگوں میں ہیں، اگر مہاجرین کا استدلال باطل و کمزور ہے تو حق انصار کو دیا جائے یا کم از کم اتنا مانا چاہئے کہ انصار کا دعوی اب بھی باقی ہے اور ان کا کافی و صافی جواب نہیں دیا گیا۔ تم نے لکھا کہ میں نے خلافہ ثلاثہ سے حد کیا اور ان کے حق میں راہ بغض و عداوت اختیار کیا ہے، اگر تمہاری یہ بات حقیقت ہو تو میرا عمل تم سے مربوط نہیں ہو گا کیونکہ اس صورت میں تم پر کوئی ظلم و تجاوز نہیں ہوا ہے کہ مجھ سے باز خواست کرو اور میں تمہیں قانون کروں اور اپنے عمل کا عذر تمہارے سامنے پیش کروں۔

بقول شاعر (ترجمہ) نیہ دل تقص و عیب ہے جس کے فقصان ذلت سے تم در ہو۔

تو نے لکھا ہے کہ خلفاء خلاش کی بیعت کرنے کیلئے ایسے کھینچتے لے گئے، جیسے اونٹ کو قابو میں کرنے کیلئے ناک میں کمیل ڈالی جاتی ہے، اس طرح تو مجھے چھوٹا اور داغدار بننا چاہتا ہے۔

درحقیقت تو میری مدح و ثناء کر رہا ہے اور خود اپنی ذلت و رسائی کا اقرار کرتا ہے، مرد مسلمان کیلئے مظلوم ہونا نقش و عیب نہیں ہے، جب تک کہ اس کے دین میں خلل و کمزوری اور اس کے یقین و ایمان میں ضعف و مشک پیدا نہ ہو، یہ جملہ میرے دوسری کیلئے ایک بربان و جھٹ ہے مگر ان اشخاص کیلئے جو صاحب عقل و فہم اور صاحبان انصاف ہوں، یہ چند جملے جو کہے گئے وہ ناچار ضرورت اور حادثات کے سبب ضروری دلازم ہتھیں۔

تو نے لکھا ہے کہ میں نے عثمان پر ظلم و جفا کی، ہاں مجھے اس کا جواب دینا چاہیے کیونکہ عثمان ابین عفان سے تیرستہ داری ہے اور اس بارے میں بات کرنے کا حق رکھتا ہے۔

لیکن تجھے سوچ بھجو کر طے کرنا چاہئے کہ عثمان پر میں نے جفا کی یا تو نے؟ اس کی امداد و صرفت کی خاطر میں نے اقدام کیا اور اس نے خود مجھے بیٹھنے رہنے، سکوت کرنے اور عدم مداخلت پر مجبور کیا اور اپنے رشتہ داروں خصوصاً تھے نصرت و مدد طلب کی لیکن تم نے اس کے کہنے کے مطابق کاہلی، سستی اور تاخیر کی یہاں تک کہ وہ اپنے مقدر کے حوالہ ہو گیا اور جو ہونے والا تھا اس تک پہنچ گیا، ایسا نہیں ہے جیسا تم تصور کر رہے ہو۔

اس خدا کی قسم جوان لوگوں کے حال سے آگاہ ہے جنہوں نے اپنے امور میں سستی کی اور اپنے اصحاب و اطراف کو بھی خیر اور دنکاف دینی کی انجام دی سے روکے رکھا اور میدان جنگ میں بہت کم اترے۔

اس جھٹ سے میں عذر نہیں کرنا چاہتا کہ کچھ تازہ امور اور جدید اعمال کے بارے میں، میں نے عثمان بن عفان سے عیب جوئی کی، اگر میرزا گناہ ہی ہے کہ خیر و صلاح کو بیان کر دیا اور اسے نیک و خوبی کی سرف

ارشاد وہدایت کی تو کوئی بات نہیں ہے، بہت سے ایسے افراد ہیں جو فیضت و خیر خواہی پر انصار کرتے ہیں اس کے نتیجے میں سوائے تہمت و بد بنی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا، اصلاح امور کے علاوہ میرا کوئی متقد نہیں تھا اور خدا سے توفیق کا خواستگار تھا، مجھے صرف اسی پر توکل تھا، بس تو نے لکھا ہے کہ میرا چارہ اور میری مددگار صرف تکوار ہے، تیری اس بات سے سننے والے رونے کے بعد تیری حالت پر نہیں گے۔

تجھے عبدالطلب کی اولاد کے بارے میں کہاں سے معلوم ہوا کہ میدان جنگ میں دشمنوں کے مقابلہ سے ڈر گئے ہوں اور تکواروں سے مضطرب و پریشان ہوئے ہوں۔

شعر کا ترجمہ: ذرا تھبہروا تا کہ مرد شجاع نہام، حمل، میدان جنگ میں آجائے۔

تجھے لڑنے بلایا ہے اور حس کے مقابلہ ہو، بہت جلد تمہارے ہاتھ آ جائے اور
جسے درشارکرتے ہو وہ تم سے زدیک ہو جائے گا۔

میں بہت جلد انصار وہا جرین اور ان کے تابعین کا ایک لشکر اپنے ہمراہ لے کر تیری طرف آنے والا ہوں جو اتنا بڑا ہو گا کہ ان کے پیروں کی گروں غبار بیبانوں کی تضا لوگی ہے گی، اس کیش تعداد کو چنان کی پرواہ نہیں ہو گی وہ صرف خداوند تعالیٰ کی ملاقات کی آزو کے پورا ہونے کے منتظر ہیں اس محیثت کے ہمراہ وہ طاقتور جوان ہوں گے جو جنگ بدر کے دلیروں اور بہادروں کی نسل سے ہیں اور ان شمشیروں اور نیزروں کے ساتھ جو ہاشمی جوانوں، بہادروں کے ہاتھوں میں ہو گی، تو ان تکواروں کی کارکردگی اور کاث سے باخبر ہے جو تمہارے بھائی، دادا، بیچا، ماںوں اور دوسرے رشتہداروں پر جنگ بدر میں چلی ہیں۔

وَمَا هِيَ مِنَ الظَّالِمِينَ بَعِيدٌ هُوَ يَهْدِي لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ سَدْنَى

امیر المؤمنین کا خط معاویہ کے نام

(معاویہ کا جواب اور فی امیة کی برائیاں)

اما بعد: ہم پہلے ایک دوسرے سے ارتباط اور الفت و محبت رکھتے تھے، پھر خدا نے اپنے رسول کے ذریعہ دین مقدس کو ظاہر کیا، ہم اسلام و ایمان لا کر احکام و قوانین خدا پر عمل پیدا ہو گئے اور تم نے مخالفت، کفر و غیان اختیار کیا بہت دنوں تک رسول اکرم کی دشمنی و عداوت پر کمر بستہ رہے، اس طریقے سے ہمارے اور تمہارے درمیان اختلاف و تفرقہ پیدا ہو گیا۔

میں سال کی مخالفت و عداوت کے بعد جب قوم کے سرداروں اور قریش کے بزرگوں نے اسلام قبول کر لیا اور مسلمان ان کے حالات پر غالب و مسلط ہو گئے اور مملکت جماز کے شہر مسلمین کے ہاتھوں فتح ہو گئے تو ہم نے بھی جرأۃ ہر دین اسلام کو ظاہر قبول کر لیا، اس کے بعد بھی استقامت، درستی و محبت عمل مجھ سے دکھائی نہیں دی اور ہمیشہ فتنہ اگیزی و فساد اور نفاق پر باقی رہے۔

تمہارا کہنا ہے کہ میں نے طلخہ وزیر کو قتل کیا اور عائشہ کی زندگی برباد کی اور کوفہ و بصرہ کے درمیان ایک شکر گاہ اہل بصرہ سے جنگ کیلئے ترتیب دی، یہ وہ موضوع ہے جس کا تم سے کوئی ربط نہیں اور اس کے بارے میں تم بحث و مباحثہ اور سوال و جواب میں وارد نہ ہو کیونکہ اس معاملہ میں تم نے ضرور و قصان نہیں دیکھا ہے کہ حق سوال و اعتراض رکھو۔

تو نے لکھا ہے کہ کچھ انصار و مجاہرین کے ساتھ تم سے جنگ کروں گا، افسوس کہ تمہارے تمام اصحاب و اطراف طلقاء (جنہیں رسول نے فتح کہے کہ موقع پر آزاد کیا تھا) اور ان افراد میں سے ہیں جو فتح کہ کے بعد اسلام لائے جس دن تیرا اہلی گرفتار ہوا اس دن موضوعی تحریک ہمارے درمیان سے اٹھا لیا گیا، اگر بہت جلدی ہے تو تھوڑا اغیر کرو اور ہوشیار ہو جاؤ میں ایک شکر انہوں کے ساتھ تمہارے پاس آؤں تو بہت

مناسب اور اچھا ہے کیونکہ خدا نے متعال میرے ذریعہ تجھ سے انقام لے کر تیرے اعمالِ زشت کی سزا دے گا اور اگر تم اس طرف حرکت کرو تو ایسا ہو گا جیسا میں اسد کے شاعر نے کہا ہے۔

ترجمہ: بگری کی دہ تیر دشند ہوا میں آ رہی ہیں جو صحراء بیان اپنے اس کے پھر دل سے ان کے چہروں پر ماریں گی اور صحراء کے شیب فراز میں سرگرد اس و تجھیں ہوں گے۔ میرے پاس وہ تکرار موجود ہے کہ میں نے جس کے مزے تیرے جد، پچا اور تیرے بھائی کو جنگ بدر میں چکھا چکا ہوں، خدا کی قسم اتیرا تلب محظوظ اور تیری عقل ضعیف و سست ہے تیری حالت اس شخص کے لئے موافق ہے جو شیر ہی سے اور پر چڑھا ہوا اس بلندی نے اسے ایک خوف دخترناک گھکے کو دنے پر مجبور کر دیا ہو۔

تو اس چیز کی حللاش میں ہے جو تیری گشادہ نہیں ہے اور تجھے ایسے امر بزرگ کا دعویٰ بھی نہیں کرنا چاہئے، تو نے دوسروں کے حق میں تجاوز کیا اور چندوں کے چرانے میں مشغول ہے جو دوسروں کا ہے اور اس ناجائز عمل فعل سے بہرہ مند ہونا چاہئے ہو، تو نے ایک ایسے بلند مقام کو غصب کیا ہے جس کا تو کسی لحاظ سے بھی اہل نہیں اور تم اس مقام و منصب کی کسی طرح بھی لیاقت و صلاحیت نہیں رکھتے، تمہاری رفتار و گفتار میں کتنا فرق اور فاصلہ ہے، تیرے فتح اعمال اور ناجبار افعال تیرے دعویٰ سے معمولی سی بھی موافق نہیں رکھتے، تیری حالت تیرے پچا اور مامنوں کی حرکات و رفتار سے مشابہ ہے تجھے سوء اعمال اور شقاوات قلبی و سنتی کے نتیجہ میں ملی ہے اور روز بروزان کا انکار و کفر اور مخالفت رسول اور ان کا بغض و انحراف بڑھتا ہی گیا۔

آخر کار بذریں وضع سے ایک معرکہ پیش آیا جس میں وہ سب اسلام کے زبردست پہلوانوں کی تیر تکواروں سے ہلاک ہو گئے، درمیں حال وہ اپنی زندگی اور تیری سرگرمیوں میں نہ اپنے مقامِ محترم کا دفاع کر پائے اور نہ ہی حادثہ نالامم مختین کو روک سکے۔

ہاں قاتلین عثمان کے تعقیب پر تمہارا اصرار اس کے لیے ضروری ہے کہ پہلے بغض و طغیان و سرکشی کو پھوڑو اور دوسروں کی طرح مسلمانوں کے پیشوں کی بیعت کرو، پھر ان اشخاص کو مجین کرو جو تمہارے دعویٰ

کے لزم ہیں پھر نیرے پاس ان لوگوں سے محاکمه و مکالہ کرو، ہاں میں تمہارے درمیان کتاب خدا کے مطابق فیصلہ کروں گا، شام کی حکومت باقی رکھنے یا قاتلین عثمان کے جواہر کرنے کی جو تم خواہش رکھتے ہو، یہ بیش نہاد و گزارش ایک دھوکہ اور اس پچھے کو فریب دینے کی طرح ہے کہ اسے دودھ سے جدا کر دیا گیا ہے اور پھر دودھ سے منصرف کرنا چاہتے ہیں تیری باتیں بالکل پچگانہ اور عالمیانہ ہے اور ممکن نہیں ہے کہ میں ان سے دھوکا کھا جاؤں۔

امیر المؤمنینؑ کا دوسرا خط معاویہ ام ان ابوسفیان کے نام

بہت تجھ بہے کہ تو ہوئی وہوں کی پیروی میں کتنا سصر ہے، عزت بنانے، بدعت ایجاد کرنے اور بے بنیاد امور میں پائدرا و استقامت پذیر ہے اور مسلسل حیرت و عذالت کے مراحل میں حقایق کی برہادی و تباہی میں اور احکام و اصول الہی کے ختم کرنے میں مشغول ہے۔

تو آسمانی ادیان کے اصول و حقایق کی بنیاد کو اپنی ست و ناپاک الگیوں کے ذریعہ صفحہ روزگار سے محکنا چاہتا ہے، جبکہ ایسا ہر گز نہیں کر سکتا۔

عثمان و قاتلین عثمان کے پارے میں تیری بکراری پاتیں! اس پارے میں سب جانے ہیں کہ تو کسی کی یاری و طرفداری وہاں کرتا ہے جہاں حیر افکارہ ہوتا ہے اور اس دن تو اسے تہاچ چھوڑ دیتا ہے جس دن فخر و ہماری اس کلیئے مؤثر اور نفع بخش ہوتی ہے۔

معاویہ کا نوشته اور جواب امیر المؤمنینؑ

(بعض فضائل کی طرف اشارہ)

ابوعبدیلہ روایت کرتے ہیں کہ معاویہ نے امیر المؤمنینؑ کے پاس خط لکھا، ان نے اس نامہ میں درج کیا تھا کہ میرے فضائل بہت ہیں میرا باپ دور جاہلیت میں بزرگ و سردار تھا اور ظہور اسلام کے بعد آج میں سلطنت و حکومت کا مالک ہوں میں رسول خدا کا شریت دار اور مومن کا ماموں ہوں (کیونکہ امام جبیہ زوجہ رسول اکرمؐ اس کی بیوی ہیں) اور میں کا جان وحی میں سے ہوں۔

امیر المؤمنینؑ نے اس خط کا جواب دیا کیا ہندہ جگر خوار کا بیٹا فضیلت و شرف کے لحاظ سے مجھ پر فضیلت و برتری لے جانا چاہتا ہے، اے میرے لال اس کو لکھو کہ عبیرؑ خدا از ظفر و حکیمی میرے بھائی ہیں اور از ظفر ظاہر میرے بچا کے بیٹے ہیں اور ہم ایک ہی شاخ سے نکلے ہوئے ہیں، حمزہ ابن عبدالمطلب سید الشهداء میرے بچا ہیں۔

جعفر ابن ابو طالب جو طلاق کے ساتھ جنت میں پرواز کرتے ہیں میرے بھائی ہیں۔ دختر رسولؐ خدا فاطمہؓ میری زوجہ اور هرزاں ہیں، ہم دونوں اتنا قریب ہیں گویا کہ میرے جسم کا گوشت و خون ان کے گوشت و خون سے مخلوط ہے، سلطین رسول اکرمؐ جن کی ماں فاطمہ ہیں دونوں میرے فرزند ہیں، ہم میں سے کون ہے جو میرے اتنے فضائل رکھتا ہے؟

میں تم سب پر اسلام اور ایمان میں سبقت رکھتے ہوئے رسول خدا کا گردیدہ ہوا، درا نحالہ کیلئے ابھی سن بلوغ کو نہیں پہنچا تھا، میں نے آنحضرتؐ کے پیچھے نماز پڑھی جبکہ ابھی پچھا، آنحضرتؐ کی رسالت کا اعتراض کیا جبکہ شکم مادر میں جسیں تھا، میں وہ شخص ہوں کہ رسول اکرمؐ نے خدریخم کے دن منصب والیت کو میرے لئے ثابت و محسن کیا اور تمام مسلمانوں سے اس کے بارے میں عہد و پیمان لایا۔

وائے ہو وائے !! اس شخص پر جو خداۓ تعالیٰ سے ملاقات کے وقت میرے حق کے خالموں اور
عاصبوں میں محسوب ہو، میں وہ شخص ہوں جس کا انکار نہیں کرنا چاہئے کیونکہ جنگِ دلخیل کے وقت میرے
بر جستہ کام فراموش نہیں ہو سکتے۔

مخاود یہ لے جب یہ خط پڑھا تو کہا اسے پوشیدہ رکھو، خدا نہ کرے وہ اس کی طرف نہیں ہو جائیں۔

قتل عمار ابن یاسر کے بارے میں

امام صادقؑ سے روایت ہے کہ جب عمار یاسر جنگ صفین میں شہید ہوئے تو کچھ اہل شام کے درمیان اضطراب و تازل پیدا ہوا، اور رسول اکرمؐ کے قول کو ایک دوسرے سے نقل کرنے لگے کہ عمار کو ایک باغی اور ظلم و ستم کرنے والا گروہ شہید کرے گا۔

ہر عروغ اعاص نے معادیہ کو خبر دی کہ لوگ مضطرب ہو رہے ہیں، اور ان میں یہجان پیدا ہو گیا ہے! معادیہ نے پوچھا! کیوں؟

عروغ اعاص اشہادت عمار کے سبب۔

معادیہ: اد، کاتل کیا خصوصیت رکھتا ہے؟ عروغ اعاص:

رسولؐ خدا کے فرمان سے جو آنحضرتؐ نے قاتلین عمار کے بارے میں پیشیں گئی کی تھی۔ معادیہ نے کہا تم اس حقیقی مطلب سے دور ہو، بغیر دلیل بات کرتے ہو، ہم قاتل عمار نہیں ہیں، قاتل عمر وہ شخص ہے جس نے ان کو ان کے گھر سے باہر نکال کر تکواروں اور نیز وہ کے درمیان ڈال دیا۔ یہ گفتگو حضرت امیر المؤمنینؑ کے کافوں تک پہنچی، تو آپ نے فرمایا: اس صورت میں تو جناب حزہؑ کا قاتل رسولؐ خدا کو کہنا چاہئے، کیونکہ جناب حزہؑ آنحضرتؐ کے حکم سے میدان جنگ میں حاضر ہوئے تھے۔

عمرو عاص کے نام امیر المومنین کا خط

تو نے اپنے دیکھ کو اس شخص کی دنیا کے تابع قرار دیا ہے جس کی حفاظت و گمراہی روشن و واضح ہے جس کا حیا، شرم اور شرافت و بندگی کا پرده پھٹا ہوا ہے، جس کی ہمیشہ سی وجوہ استشریف و محترم شخص کو داغ دار و معیوب بنا دیتی ہے، جس سے ملاقات و ہمیشی مرد عاق کو بے قوف دے بے خبر بنا دیتی ہے اور تو نے اسی کی پیروی کی ہے، تو اس کے کیمانہ ہے جس کی لچائی نگاہ ہمیشہ شیر کے سکلوں اور اس کے باقی شدہ، جھوٹے القوں کے انتظار میں گلی ہو، تو دستخوان کی اضافی اشیاء اور اس کی پیچی ہوئی لذتوں سے استفادہ کرنا چاہتا ہے۔

تو نے اپنی دنیا و آخرت کو باطل و بیکار کر دیا ہے، اگر راہ حق پر قدم اٹھاتا اور حقیقت سے محرف نہ ہوتا تو اپنے مطلب اور رنجواہ چیز کم پیش جاتا، جب بھی خدا نے مجھے تحجہ پر اور ابوسفیان کے بیٹے پر مسلط کیا تو یقیناً تمہارے اعمال کی جزا اور ادلوں گا، اگر میرا ہاتھ تجھ تک نہ پیش کرا و میری عمر نے کافیت نہ کی اور تم باقی پیچ گئے تو یقین رکھو کہ تمہارے سامنے بہت سخت و شدید عذاب موجود ہے۔

عمر عاص کی بات پر امیر المومنینؑ کا جواب

بہت ہی تجھ کا مقام ہے کہ ان نابغہ عمر و عاص نے شام والوں کے سامنے مجھے زیادہ مزاح و شوخی کرنے والا، زیادہ لہو و لعب کا ارتکاب والا اور غور توں سے زیادہ مجالست و استھاج کرنے والا بتایا ہے اور اس طرح مجھے کمزور کر رہا ہے۔ ان نابغہ ان باتوں کے سب حق و صداقت سے مخرف ہو کر کذب و افتراء اور باطل کی طرف مائل ہو گیا ہے جبکہ دروغ اور جھوٹ بدترین گفتگو ہے۔

لیکن انن نابغہ جھوٹ بولنے میں شرم نہیں کرتا اور وعدہ خلافی و عہد گشتنی سے ذرتا نہیں ہے وقت سوال اصرار کرتے ہوئے زیادہ کی توقع رکھتا ہے اور موقع جواب اور دوسروں کے تقاضہ کو پورا کرنے میں بخل کرتا ہے، اپنے عہدو پیمان میں خیانت کرتا ہے اور اپنے قول کا بھی احترام نہیں کرتا۔ اگر میدان جنگ میں حاضر ہو تو جنگ شروع ہونے سے قبل حکم دیتا ہے اور امر و نمی کرتا ہے لیکن جب تواروں کی بیچی چیکتی ہے اور جنگ مرحلہ عمل میں ہوتی ہے تو تمن کے لشکر کی صفوں کے سامنے اس کا سب سے بڑا حلہ و بہائیہ ہوتا ہے کہ اپنی شرمگاہ کو ظاہر کر کے اپنی جان بچالیتا ہے۔

خدا کی قسم امومت کی یاد اور آنحضرت کے ذکر نے مجھے لہو و لعب اور بیہودہ کام کرنے سے روک رکھا ہے اور ان نابغہ کو جہان آختر سے غفلت و فراموشی نے صحیح بات اور عمدہ کردار سے محروم کر دیا ہے۔ این نابغہ نے معادیہ کی بیعت نہیں کی مگر اس شرط پر کہ وہ اس کی بیعت کے عوض اسے ہدیہ دے اور اس کے دین چھوڑ دینے کے عوض اس کی دنیاوی خواہش و تقاضہ کو پورا کرے۔

محمد ابن ابو بکر کا خط معاویہ کے نام

(وائی مصر ہونے کے وقت)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، محمد ابن ابو بکر کی طرف سے معاویہ کی طرف جو کہ راہ حق سے مخالف ہے اس شخص پر درود وسلام ہو جو حکام خدا پر عمل کرتا ہے اور وہ ان لوگوں میں سے ہے جو دینداروں اور خدا کے دوستوں کے زمرہ میں قرار دے گئے ہیں۔

اما بعد اخدا وند عالم نے اپنی جلالت و سلطنت سے دنیا کی موجودات کو پیدا کیا، اس کا کوئی بھی عمل عبث اور لہو و لمحب نہیں اور اسے کوئی ضرورت و کمزوری بھی عارض نہیں ہوئی تھی، بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ وہ بندوں کو خلق کرے اور پھر لوگ اس کی معرفت کے ساتھ اسی کی بنندگی و عبادت کریں۔

چونکہ نبی آتم باطنی سعادت و شقاوت سے اور ہدایت و ضلالت کے لحاظ سے باہم مختلف ہیں لہذا انھیں میں سے اپنے رسول حضرت محمد گور سالت اور نزول وحی کیلئے منتخب کیا اور آنحضرت کو امور کیا کہ خدا کے بندوں کو موعظہ و حکمت کے راستے سے خالق جہان کی طرف دعوت دے۔

سب سے پہلے جس نے رسول اکرم کی دعوت و رسالت کو قبول کیا ان کے بیچا کے بیٹے اور ان کے بھائی علی ابن ابی طالب تھے جنہوں نے ان کی باتوں کی تصدیق کی اور آنحضرت کو اپنے تمام اعزاء و اقرباء پر فضیلت دی، آنحضرت کی سلامتی و خوشی کی خاطر ہمیشہ اپنی جان کو ہتھی پر لئے رہے اور آپ ہی کی خاطر زنگ کی جانب سے مشکلات و حادثات وغیرہ کا نہایت حوصلہ اور محبت کے ساتھ مقابلہ و دفاع کرتے رہے

آج میں دیکھ رہا ہوں کہ تو علی ابن ابی طالب پر برتری و افتخار حاصل کرنا چاہتا ہے، جبکہ تو ابوسفیان کا بیٹا ہے اور علی ابن ابی طالب وہ ہے جو تمام قسم کی نیکیوں اور اعمال خیر میں ایک سچا جان اور قدم مرکھتے ہیں۔

تلعین این لعنی ہے، تو اور تیرے باپ نے بہت دنوں تک دین اسلام کی خلافت و عداوت اور رسول اکرمؐ کی دشمنی میں معمولی سا پاس و لحاظ نہیں رکھا اور آنحضرتؐ کے نور کو خاموش کرنے کیلئے مال خرچ کئے، لوگوں میں تحریک پیدا کی اور طاقت و قدرت کو جمع کرنے میں کچھ درج نہیں کیا۔

تمھارے پروانے ہو اتو نے علی این ابیطالبؓ سے کیسے روگردانی کی در انحالیکہ وہ وارث رسولؐ اور ان کے وصی و خلیفہ ہیں وہ پہلے شخص ہیں جس نے ان کی بیرونی کی اور آخری فرد ہیں کہ صب سے آخر میں آنحضرتؐ سے جدا ہوئے ہیں۔ تو خود تنبیہ کارشن اور دشمن تنبیہ کاریٹا ہے، اس نادرست و باطل راہ سے جو لذت چاہتے ہو حاصل کرلو اور اپنی ضلالت و گمراہی میں عاص کے بیٹے سے اعانت و نصرت طلب کرلو بہت بدلہ تیری زندگی ختم اور تیرے حیله و بہانہ ختم ہو جائیں گے اور جان لو گے کہ عاقبت خیر اور یہک بختی کہاں پر تھی، اس پر درود ہو جو راہ ہدایت کا ابیان و بیرونی کر لے۔

معاویہ کا جواب محمد ابن ابو بکر کے نام

یہ خط اس بیٹے محمد ابن ابی بکر کے نام جو اپنے باپ کی عیب جوئی کرتا ہے اس پر درود ہو جو پروردگار کا طبع فرمابرد ا رہے۔

اما بعد ا تمہارا خط مجھے ملا، تم نے خدا کی قدرت حکومت کا ذکر کر کے اپنی طرف سے چند جملہ بیان کئے، اس کے بعد علی ابن ابیطالب کے فضائل اور ان کی اسلام میں سبقت، قرابداری، ندا کاری اور ان کی محتتوں کو ششور کو لکھا ہے۔

میں پروردگار کی حمد کرتا ہوں کہ اس نے تم کو ان فضائل سے محروم رکھا ہے، تم دوسروں کی فضیلت پر افتخار کر رہے ہو میں اور تیرے باپ ابو بکر حیات رسول میں علی ابن ابیطالب کی برتری، حق، سبقت و اولویت سے باخبر تھے، جب رسول اکرم نے وفات پائی، سب سے پہلے جس نے ان کی مخالفت کی تیرا باپ اور عرب بن خطاب تھے کہ انہوں نے باہم اتفاق کیا اور ان کے خلاف قیام کیا اور ان کو اپنی بیت کیلئے مجبور کیا۔

علی ابن ابیطالب نے بیت سے انکار کیا، انہوں نے اس کیلئے بہت سی تدبیر کی، ان کی نسبت سو قصہ کیا اور ان کو اپنی بیت کی خاطر زبردستی کی۔

پس علی ابن ابیطالب نے جبرا بیت کی اور اپنا حق دنوں کے حوالہ کر دیا، انہوں نے علی کو اپنے کسی امور میں شریک نہیں کیا اور اپنے اسرار و موزے سے انھیں واقف نہیں کیا، یہاں تک کہ ان کی دنیاوی زندگی ختم ہو گئی اور دنیا سے چلنے گئے پھر تیرے نے بھی وہی روشن اختیار کی اور اسی راستہ پر چل پڑا۔

اس موقع پر تم نے اور تمہارے دوستوں نے دشمنی کی، اس کے حرکات و عمل کی عیب جوئی کی اسے ہر طرف سے گھر لیا، مختلف و گہنگا رافرواد نے اس کی مقبوضہ اشیاء کی لائچی میں ہر طرف سے محاصرہ کر لیا آخراً مر جو کرنا

چاہتے تھا وہ کیا اور اپنی آرزو کو پہنچے۔

پس اگر میرا عمل درست ہے تو میں نے تمہارے باپ کی بیوی کی ہے اور اگر ظلم داروا ہے تو بھی میں تابع ہوں، تیرا باب پہلا شخص ہے جس نے یہ سنت و بدعت ایجاد کی اور یہ نادرست راہ و سروں کیلئے کھول گیا، ہم اسی کا اتباع کر رہے ہیں اگر تمہارے باپ نے یہ قدم نہ اٹھایا ہوتا تو ہم ہرگز علی ابن ابی طالب کی مخالفت نہ کرتے اور ان کے حق کو ان کے حوالہ کر دیتے، پس تم چاہو تو اپنے باپ کی عیوب جوئی کر دیا خاموش و ساکت ہو جاؤ۔

امیر المومنین کا خوارج سے احتجاج

خوارج نے پہلے امیر المومنین کو جنگ صفين میں حکیم پر مجرور کیا، پھر حکیم کا انکار کر کے ان پر عیب و تہمت لگانا شروع کر دیا، اس وقت آپ نے ان کے اعتراض کی روفرمائی اور ظاہر کیا کہ اس خطوا و شباد کی ابتداء تمہاری جانب سے تھی اور اس کی برگشت بھی تمہاری ہی طرف ہے، اس مطلب کو آپ نے برهان و لیل سے ثابت و واضح کیا۔

روایت ہے کہ ایک شخص نے امیر المومنین کے سامنے کھڑے ہو کر کہا کہ آپ نے خود ہم کو حکم قرار دینے سے منع فرمایا، پھر آپ ہی نے حکم کا انتخاب کیا، ہم کوئی معلوم کہ ان دونوں نظریں سے کون درست اور کون باطل ہے۔

آپ نے اپنا ایک ہاتھ و درسے ہاتھ پر (افسوں کے سبب) مارا اور فرمایا:

یہ بالکل خود میرے عمل کی جزا ہیں کہ میں نے ادامہ جنگ سے اپنے ہاتھ کو اٹھالیا۔

خدائی کی قسم اب جنگ کے شعلہ بھڑک رہے تھے، اگر اسی وقت جنگ جاری رکھنے کیلئے زبردستی کرتا، دوسروں کی عقب شیشی اور کراہیت کو نہ سوچتا، تمہیں تمہارے ناپند امر پر متنبہ کرتا، موافقین کی تشویق وہدایت کرتا اور مخالفین کی تادیب و اصلاح کرتا تو یقیناً بہترین اور بہت اچھا نتیجہ حاصل ہوتا اور بہت ہی اہم وظیفہ انجام دیتا۔

لیکن کیا کہ امیر اکوئی مددگار نہ تھا اور قابلِ اعتماد ولائق طبیعت ان افراد کو اپنے اطراف نہیں پار ہاتھ مقام تجویز ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ تم جیسے لوگوں سے اپنے درد کا علاج کروں دراصل حالیہ ایسے یار و مددگار کا ہونا خود درد بے درمان ہے، میں اس واقعہ میں اس شخص کی مانند ہوں جو اپنے دھنسے ہوئے کائے کوئی دوسرا نہ ہر آسودہ تیز تر کائے سے باہر لگانا چاہتا ہے۔

پروردگارا! اس سخت و خطرناک درد کے علاج سے تمام اطباء بہت تحک پچے ہیں اور جو لوگ اس گھر کے کنوں سے آب حیات کالانا چاہتے ہیں وہ بہت ملول و رنجیدہ ہو گئے ہیں۔

امیر المؤمنینؑ کا خوارج سے مناظرہ

جب امیر المؤمنینؑ خوارج کے لشکر گاہ کے پاس آئے تو گفتگو کے بعد فرمایا کیا تم ہی لوگ نہ تھے کہ جب اصحاب معاویہ نے قرآن مجید کو بلند کیا جن کا مقصد سوائے حیله و بہانہ کے کچھ بھی نہیں تھا تو تم لوگوں نے کہا یہ لوگ ہمارے بھائی اور ہم مسلک ہیں، کتاب خدا کی پڑاہ میں ہیں، ہم سے امن و سلامتی کے خواہاں ہیں اور رفع اختلاف کیلئے حاضر ہیں، ہماری صلاح و درستگی اسی میں ہے کہ ان کی پیش نہاد کو قبول کر لیں اور تکوار کی حقیقتی ان پر سے اٹھائیں۔ میں نے تم کو جواب دیا کہ یہ لوگ اس طریقہ سے صرف ایمان کا اظہار کر رہے ہیں لیکن باطن میں ہماری دشمنی وعدالت کو حکم کر کے ہم کو نابود کرنا چاہئے ہیں۔ آج تم ان سے ہمدردی کر رہے ہو لیکن آخر میں نادم و پیشان ہو گے، تمہاری بھلائی و صلاح جنگ میں استقامت دیا گئی اری ہے، تمہیں اپنے اپنے مقصد کے حصول میں متزلزل ہونا چاہئے، تم راہ خدا میں جہاد سے سستی و کندری کو راہ نہ دو، تم کو ہر آواز دینے والے کی طرف اعتماد نہیں کرنا چاہئے، ہوشیار ہو کہ اس قوم کے سردار خوبگمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والے ہیں، تمہارا وظیفہ یہی ہے ان کی آواز پر کان نہ لگاؤ اور اس پیش نہاد سے بے پرواہ ہو کر اپنی پیشرفت اور اپنے آگے بڑھنے کو جاری رکھو، ہم ہمیشہ رسول اکرمؐ کے حضور مخالفین نے جنگ کرتے رہے اور موت باپ بیٹوں بھائیوں اور قابضوں کے درمیان جدائی کرتی رہی، بخت مصیبت و فشار آنحضرتؐ کے یار و اصحاب کو گھیرتی رہی لیکن وہ اپنی استقامت و ثابت قدیمی کو بڑھاتے ہی رہے اور جتنی حقیقت و مصیبت ان پر زیادہ ہوتی جاتی ایمان و تسلیم کے آثار، نشانات ان کے چزوں پر زیادہ ہی روشن ہوتے جاتے اور لگے ہوئے زخموں پر ان کا صبر و تحمل بڑھتا جاتا۔ افسوس آج کچھ مسلمانوں کے اخراج و بکری و اور شیعہ و تاویلات کی بیرونی نے ہمارے امور کو ان کے ساتھ بجگ کی طرف کھینچ لیا ہے اور اس اختلاف و فتنہ کو پیدا کر دیا ہے۔

ابتہ ظاہری تکالیف کے لحاظ سے ہمیں چاہئے کہ جب تک ممکن ہو اس استخار و اختلاف کے رفع کرنے میں کوشش رہیں جبکہ ایسے واقعات و حالات پیدا ہو جائیں، ہم نے اس (واعظ حکم) سے یہ احتمال دیا اور خیال کیا کہ ہم ایسے لوگوں سے اتحاد و اتفاق اور دشمنی و خوزیری کے دور کرنے کا استفادہ کریں گے مگر ہم ناچار و مجبور ہوئے کہ اس حدادش کا استقبال کریں اور کشادہ سینہ کے ساتھ اس کو قبول کریں۔

حکمین کے بارے میں کلام امیر المؤمنین

ہم نے رفع اختلاف اور اختتام جگ کے مسئلہ میں لوگوں کو حاکم نہیں بنایا بلکہ کتاب خدا کو اپنے لئے حاکم بنایا ہے چونکہ کتاب خدا اور اق کے درمیان پوشیدہ ہے اور نطق ظاہری وزبان گوئی نہیں رکھتی ہم مجرور تھے کہ چند افراد کو اس کے بیان و ترجیحان کیلئے معین کریں تاکہ وہ احکام قرآن پیش کریں۔

جب ہمارے دشمنوں نے کتاب خدا سے توسل کیا اور ہمیں اس کی حکمت کی دعوت دی تو اس کی قبولیت کے علاوہ ہمارے پاس کوئی چارہ نہ تھا، کیونکہ ہم ہمیشہ قرآن کے ساتھ ہیں اور ہمیں گوارہ نہیں کہ اس کے خلاف محسوبی سی بھی حرکت سرزد ہو، ہمارا مقصد فقط احکام قرآن کی پیروی ہے لہذا اس بات کو ہم کبھی رذ و رُک کر سکتے تھے، اگرچہ انہوں نے دل کی گہرائیوں سے اسکی درخواست نہیں کی تھی۔

خدا وند عالم فرماتا ہے کہ اگر تمہارے درمیان کسی چیز کے بارے میں اختلاف پیدا ہو جائے تو اسے خدا ورسوں کی طرف پلانا اور اپنے اختلافی نظریات کو نکارے رکھو اور حکم و قانون خدا کی پیروی کرو جبکہ تم خدا اور روز جزا پر ایمان رکھتے ہو، خدا کی طرف رجوع کرنے کے معنی یہ ہیں کہ کتاب خدا سے مراجحت کرو، رسول خدا سے رجوع کا مقصد یہ ہے کہ رسول کی سنت اور ان کے جامع کلام کی طرف رجوع کیا جائے۔

اگر از خاطر کتاب خدا، سنت رسول فیصلہ دیا جائے تو ہم الی بیت ہر خاطر سے مقدم و اولی ہوں گے۔ تمہارا یہ اعتراض کہ ہم نے حکیم کیلئے مدت محین کر دی ہے یہ تاخیر اس لئے ہے کہ جاں افراد اس مدت کے درمیان تحقیق و تھیان میں کر لیں اور دانا و روشن فکر اشخاص اپنے علم و ارادہ اور موقف کو مفبوط کر لیں، شاید خدا اس صلح و پیمان کے وسیلہ اس امت کے متعطل اور بریتان امور کی اصلاح کر دے۔

ہاں! اظہارائے کی تاخیر کے فائدہ میں سے ایک یہ بھی ہے کہ نادان لوگوں کا تعصب، تند و باجت طویل مدت کے سبب کم ہو جائے حق و باطل کے درمیان کچھ تھیاز ہو جائے اور راہ درست روشن ہو جائے۔

امیر المؤمنین کا خوارج کے اعتراض پر جواب

روایت کی گئی ہے کہ امیر المؤمنین نے عبداللہ ابن عباس کو خوارج سے مناظرہ کیلئے بھیجا، عبداللہ ابن
کے شکر کے قریب آئے اور وعظ نصیحت کی، سب نے ان کی باتوں کو سنائے۔

پھر خوارج نے جواب دیا کہ ہم کو تمہارے رفیق علیؑ کے بارے میں اعتراض واٹکال ہے جو ان کے
کفر و ہلاکت اور معذب ہونے کا سبب ہے۔

(اول) انہوں نے مصلح نامہ تحریر کرنے وقت اپنے نام سے (امیر المؤمنین) محو کر دیا چونکہ ہم مومن ہیں
اور انہوں نے القباد مکوں کو خود ختم کر دیا تو وہ اب مؤمنین کے امیر نہیں رہے۔

(دوم) وہ خود اپنے حق پر ہونے میں مشکوک و متعدد ہیں، اسی صورت میں ہم زیادہ حقدار ہیں کہ ان
کے حق پر ہونے کی تردید کریں کیونکہ انہوں نے حکمیں سے کہا کہ تم اس مدت میں خوب دقت و تحقیق کرلو
اور دیکھ لو کہ مجھ میں اور معاویہ میں کون خلافت و ولایت کے لائق و مزاواز ہے اسے اس کیلئے عین دنابست
کر دو اور دوسرا نے تو اس منصب سے دور کر دو۔

(سوم) ہمارا تصور اور خیال تھا کہ وہ رائے و حکمیت میں سب پر مقدم ہیں انہوں نے خود اس مقام
کیلئے دوسروں کا انتخاب کیا۔

(چہارم) انہوں نے دین خدامیں دوسرا کو حکم فراز دیا، جبکہ انھیں اس کا کوئی حق نہ تھا۔

(پنجم) انہوں نے جنگ محل میں مخالفین کے اموال کو ہمارے لئے مباح کر دیا لیکن عورتوں اور بچوں
کو اسیکر نے کوئی نہ کیا۔

(ششم) وہ صیغہ تغیر تھے انہوں نے اسے خود ضائع و بر باد کر دیا۔

عبداللہ ابن عباس نے امیر المؤمنین کی طرف متوجہ ہو کر عرض کیا کہ آپ ان کی باتوں کو سن رہے ہیں،

آپ خود ہی ان کے جواب کیلئے ہتھیں۔

امیر المؤمنین نے فرمایا ہاں، پھر اب عباس سے کہا کہ ان سے پوچھو! کیا ان موارد میں حکم خداور رسول سے راضی ہیں؟ خوارج نے کہا ہاں: آپ نے فرمایا: جس ترتیب سے انہوں نے اعتراض کیا ہے، اسی طرح جواب دے دیا ہو۔

جس نے رسول اکرم کا ابوسفیان و سہیل ابن عمر سے صلح نامہ لکھا ہیں ہی کا تب اور احکام و امان نامہ اور شرائط کا لکھنے والا تھا، میں نے ایسے لکھا: بسم اللہ الرحمن الرحيم، ياربي عبدك ناسہ ہے جس پر محمد رسول اللہ اور ابوسفیان و سہیل نے صلح کی ہے۔

سہیل نے کہا ہم درج کردہ اکٹھیں مانتے اور تمہاری فتوت و رسالت کو بھی نہیں مانتے ہاں ہم آپ کی عزت و حرمت کرتے ہوئے اس صلح نامہ میں آپ کا نام پہلے ہونے پر کوئی اعتراض نہیں کرتے، اگرچہ ہماری عمر آپ سے زیادہ اور ایسے ہی ہمارے باپ کی عمر آپ کے باپ سے زیادہ ہے۔ رسول اکرم نے فرمایا: بجائے بسم اللہ الرحمن الرحيم کے بعد اللهم اور بجائے محمد رسول اللہ کے محمد ابن عبد اللہ الحصو، پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

تمہارے سامنے بھی ایسا ہی واقعہ نہیں آئے گا اور جبراً مدافعت کرو گے۔

میرا، اور معاویہ کا معاملہ ایسا ہی ہوا کیونکہ ہم نے صلح نامہ میں لکھا تھا کہ یہ عہد و پیمان امیر المؤمنین کی اس صلح کا ہے جو سعادیہ و عمر و عاصی سے ہوتی ہے، انہوں نے اس جملہ پر اعتراض کرتے ہوئے کہا اگر ہم آپ کے امیر المؤمنین ہونے کے معتقد ہوتے تو آپ سے جنگ وجدال کیسے کرتے، ضروری ہے کہ کلمہ امیر المؤمنین کی گلہ پنا نام لکھنے۔

میں نے حکم دیدیا بجائے امیر المؤمنین کے علی ابن ابی طالب لکھو جسما کہ رسول اکرم نے حکم دیا تھا کہ رسول اللہ کاٹ دو۔ اب اگر تم نے میرے اس امر کو قبول نہیں کیا تو گویا تم نے حکم پیغمبر کا انکار کیا اور ان کی یادوں کو بھی قبول نہیں کیا، خوارج نے کہا ہمارے پہلے اعتراض کا یہ جواب کافی ہے۔

امیر المؤمنین نے فرمایا: حکمین کے بارے میں میرے کہے ہوئے جملہ پر اعتراض کرو و تردید و شک پر دلالت کرتا ہے یہ جملہ شک و تردید پر دلالت نہیں کرتا یہ ایک انداز و تعبیر ہے جو کسی بات میں صرف انصاف کیلئے اختیار کیا جاتا ہے، جیسا کہ خدا فرماتا ہے:

﴿قُلْ مَنْ يَرْزُقْكُمْ مِنَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ قُلِ اللَّهُ وَآنَا أَوْيَا كُمْ لِعْلَى هُدَىٰ وَفِي ضِلَالٍ مُّبِينٍ﴾ (سورہ سباء، آیت ۲۲)

ترجمہ: ان سے کہو وہ کون ہے جو زمین و آسمان سے تمہیں رزق دیتا ہے (ان کی زبان) سے کہو خدا ہے، اس صورت میں ہم میں اور تم میں کون ہدایت پر ہے اور کون گمراہی پر ہے۔
یہ وہ آیت ہے جسے حکم خدا سے رسول خدا نے اپنے مخالفین کے سامنے پیش کی، ہاں آنحضرت کی ہدایت اور مخالفین کی دلالت و گمراہی میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔ خوارج نے اس اعتراض کو بھی واپس لے لیا، امیر المؤمنین نے فرمایا:

دوسرے کوّم بہانے کے بارے میں تمہارا اعتراض درا نحالیہ میں خود حکم کیلئے دوسروں سے بہتر ہوں، اس میں بھی میں نے رسول خدا کی پیروی کی ہے۔ خدا فرماتا ہے:

﴿لَلَّهُ أَعْلَمُ بِكُمْ فِي رِسُولِ اللَّهِ أَسْوَأُ حَسْنَةٍ لَهُمْ تُمْرِنُونَ عَلَى اقْتِدَاءِ وَاتِّبَاعِ كُرْنَاجَانِ﴾
تمہیں یاد ہے کہ آنحضرت نے جنگ بنی قریظہ میں محداہن معاذ کو حکم بنا یا تھا اور طرفین نے ان کے فیصلہ و رائے پر اتفاق کیا جبکہ رسول نبود حکمیت و رائے میں تمام لوگوں سے بہتر تھے۔ خوارج نے کہا درست ہے، ہم اسے بھی قبول کرتے ہیں۔

امیر المؤمنین: تمہارا یہ اعتراض کہ میں نے دین خدا میں دوسروں کو حکم بنا یا، بھکھ لوا کہ میں نے لوگوں کو حاکم نہیں قرار دیا بلکہ کتاب خدا، و کلام الہی کو حاکم بنا یا ہے۔

ان موادوں میں لوگوں کی تعین و تجیہ اس لئے ہے کہ حکم کے موردو مصدق روش و معین ہو جائیں چنانچہ اسی نظریہ کے تحت خدا نے خوم کے شکار کی صورت میں کفارہ کے مصدق کی تعین میں اور جزا کے موردو میں

لوگوں کو حاکم نہیں کیا ہے۔

خدا کا ارشاد ہے کہ اے ایماندار و احالت احرام میں کسی شکار کا قتل نہ کرو، اگر کسی نے جان بوجھ کرایسا کام کیا تو ضروری ہے کہ اس کے مثل چوپاپیوں میں سے ذبح کرے۔

(وَيَا يَهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ...)۔ (سورہ مائدہ، آیت ۹۵)

مثل قربانی کی تعمیں میں دو شخص عادل لوگوں ہونا چاہئے یا بجائے قربانی کے ماسکین کو کھانا کھلاؤ یا اسی کے برادر روزہ رکھوں

جب پرمدہ کے شکار پر خون بہا کیلئے دو مرد عادل کے حکم سے فصلہ کرنا لازم ہے تو خون مسلمین کیلئے ایسی حکمت کا ہوا اس سے زیادہ ضروری ہو گا۔

خوارج نے کہا یہ بھی تسلیم ہے۔

امیر المؤمنین نے فرمایا: جگ جمل میں عورتوں اور بچوں کی اسیری و گرفتاری سے منع کرنے پر تمہارا اعتراض ہے، یہ اس لئے تھا کہ بصرہ کے لوگوں کے ساتھ نہیں کر کے ان پر احتجان کروں جیسے کہ رسول خدا نے فتح مکہ کے وقت قریش کے ساتھ ایسا ہی کیا تھا، ہاں اہل بصرہ کے بزرگوں اور مردوں نے ہم پر کوئی ظلم و ستم نہیں کیا تھا، عورتوں اور بچوں کا کوئی گناہ نہیں تھا، ہمارے لئے یہ درست نہیں تھا کہ ستگاروں کے جرم کا اس سے الگ ان سے موازنہ کریں، اگر میں تمہیں ایسی اجازت دیدی تو تم میں سے کوئی زوجہ رسول اکرم عائشہ کو اسیر کر سکتا تھا؟ خوارج نے کہا ہم اس اعتراض کو بھی چھوڑتے ہیں۔

امیر المؤمنین نے فرمایا: تم نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے منصب و صفات و خلافت کو ضائع کر دیا۔

جان لوکہ تمہیں لوگوں نے میری مخالفت کر کے رسول کو مجھ پر مقدم رکھا، تم ہی لوگ تھے روزہ اول

جس چیز پر میرا حق تھا اس کو مجھ سے جدا کر دیا۔

ہاں انبیاء و مسلمین کا وظیفہ یہ ہے کہ لوگوں کو اپنی دعوت دے کر اپنے دعویٰ کو ان کے سامنے پیش یا ظاہر

کرے، شفیروں کی بعثت کا مقصد بھی یہی ہے، لیکن انبیاء کے اوصیاء اور جانشین کا وظیفہ ایسا نہیں ہے۔

او صیاء کا تعارف نہیا کرتے ہیں وہ اپنا تعارف کرنے اور لوگوں کو اپنی طرف بلانے کے تھانج نہیں ہوتے
انبیاء کی ذمہ داری ہے کہ اپنے خلافاء کا تعارف کرائے، لوگوں کو ان کی طرف لا دیں، لہذا جو لوگ خدا اور اس
کے رسول پر ایمان لائے وہ خود بخود اوصیاء انبیاء کو پہچان لیں گے۔
نبیوں کے جانشین مثل کعبہ ہیں۔

خدا نے فرمایا: ﴿وَلَهُ عَلَى النَّاسِ حِجَّةُ الْبَيْتِ مِنْ أَسْطِاعَ الْيَهُ سَيِّلًا﴾ خدا نے قدرت
و استطاعت رکھنے والوں پر فرض کیا ہے کہ خانہ کعبہ (کمہ) جا کر مناسک حج جبالیں، اب اگر کوئی اعمال
حج کیلئے وہاں نہ جائے تو بیت اللہ کی کوئی تقصیر کو کی نہیں ہے اور نہ تو کافر و مخالف شمار ہوگا بلکہ کافر و مقصودہ
شخص ہوگا جس نے زیارت کعبہ کو ترک کیا ہے، کیونکہ یہ عمل مسلمانوں کے معینہ وظائف و فرائض میں شمار
ہوتا ہے، خانہ خدا کی بھی مومنین کو شاخت کرادی گئی ہے اور ان کے سامنے منصوب و شخص کر دیا گیا ہے۔
میرا حال ابیا ہی ہے کیونکہ مجھے رسول خدا نے غدیر خم کی کثیر جمیعت کے نامے اور وہ سرے مقام پر بھی
خلافت و وصایت کیلئے منصوب و محسن کیا اور بھی فرمایا:

«إِنَّمَا يُنْهَاكُ عَنِ الْكَعْدَةِ تُولِيٌّ وَلَا تَأْتِيٌ»،
تم میرے نزدیک کعبہ کا نامہ ہو، سب کو تمہاری طرف آنا چاہئے اور کعبہ کی کی طرف نہیں جاتا۔
خارج نے کہا یہ مسلیم بھی تام و مکمل ہے، ہم نے یقین کر لیا۔

اس وقت خوارن کے بہت سے افراد توہہ کر کے واپس ہو گئے۔ چار ہزار خوارن باقی بچے تھے، انھوں
نے اپنے کمزور و فاسد نظریہ اور باطل مسلک کو نہیں چھوڑا، امیر المؤمنین نے ان سے جگ کی اور انھیں قتل کیا۔

امیر المؤمنین کا احتجاج

آپ نے ناکشین، قاطلین اور مارقین سے کیوں جنگ کی، خلافاء ثلاثہ اور وہ رئے لوگوں کے مقابل کیوں خاموش رہے؟

روایت ہے کہ جب امیر المؤمنین جنگ نہروان سے واپس ہوئے اور ایک جگہ بیٹھے ہوئے گذشتہ واقعات وحدات کا ذکر ہوا تھا، ایک شخص نے آپ سے کہا کہ آپ نے الوبک، عرب و عثمان سے کیوں جنگ نہیں کی اور ظلم و زیبر معاویہ اور خوارج سے کیوں لڑے؟

امیر المؤمنین نے فرمایا امیں زندگی کے اول روز سے مسلسل مظلوم رہا اور اپنے حقوق پر دوسروں کے تجاوز و ظلم کو دیکھتا رہا۔

اشعث ابن قیس نے کھڑے ہو کر کہا یا امیر المؤمنین آپ نے اپنی گوارتے اپنے حقوق کا مطالبہ اور اپنا فرع کیوں نہیں کیا؟

امیر المؤمنین نے فرمایا: اے اشعث جو بات تم نے پوچھی ہے اس کا جواب غور سے سن کر حقیقت کلام اور میری دلیل کو سمجھو۔

انجیاء گذشتہ میں سے چھ انہیاء کی میں نے اتباع و پیروی کی ہے۔

(اول) حضرت نوحؓ پیس کہ جن کے بارے میں خدا فرماتا ہے:

ان سے قبل قوم نوحؓ نے بھی ہمارے بندے کی تکذیب کی اور اس کے بارے میں کہا کہ وہ مجون ہو گیا ہے اور اس نے ان کے کشیدہ شدید آزار سے خوف زدہ ہو کر کہا۔ (سورہ نوح آیت ۱۰)

پروردگار امیں مغلوب ہو گیا، میری مدد فرماء، حضرت نوحؓ نے یہ بات نوٹ کے سبب کی تھی، منزل دعوت و رسالت میں ان کیلئے یہ خوف تھا اذر بن گیا، ہاں اوصیا، انجیاء کیلئے یہ عذر اس سے زیادہ قابل توجہ

ہوگا، اگر کوئی کہے کہ انھیں اپنی قوم کا خوف نہیں تھا تو گویا اس نے کلام خدا کا انکار کیا اور وہ کافر ہو گیا۔

(دوم) حضرت لوٹ کے بارے میں خدا کا ارشاد ہوا:

قوم لوٹ نے کہا کہ آپ خود جانتے ہیں کہ تمہاری لڑکیوں میں ہمارا کوئی حق نہیں ہے اور آپ یہ بھی

جانتے ہیں کہ تم یا چاہتے ہیں، حضرت لوٹ نے ان کے دیاؤں بے حیائی کے سبب روک فرمایا:

اسے کاش! مجھے تمہارے مقابلہ کی قدرت و طاقت ہوتی یا مامبوط پناہ گاہ ہوتی تو تمہارے شر سے محفوظ

ہو جاتا ہے (سورہ هود، آیت ۸۰)۔

اگر کوئی کلام خدا کے مقابل حضرت لوٹ کے ان کی قوم سے خف و اضطراب کا انکار کرے تو وہ کافر

ہے اوصیاء انبیاء اس میں زیادہ مذکور ہیں۔

(سوم) حضرت ابراہیم کے بارے میں خدا فرماتا ہے:

ابراہیم نے اپنے باپ (پچا) کی ختیوں و تکلیفوں کے مقابل کہا اے بابا میر اسلام لیجئے، اپنے خدا

سے آپ کی مغفرت کا سوال کروں گا، میرا خدا مہربان ہے، آپ کی طعن و شیع کے سبب آپ لوگوں سے

اور آپ کے خود ساختہ خداوں سے دور ہو کر صرف خدائے مہربان کی پرستش کروں گا اسید ہے کہ وہ میری

بننگی و عبادات کو قبول کرنے گا۔

(سورہ مریم، آیت ۲۸) پس ان کی دعوت ترک کر دینا خوف کے سبب تھی، ہاں وقت خوف و من

پیغمبر کا عذر زیادہ سننے کے لائق ہے، اگر کوئی ان کے خوف کا مکر ہو تو وہ کلام خدا کے صریح اخلاف کر کے

کافر ہو جائے گا۔

(چہارم) حضرت موسیٰ کے بارے میں خدا کا فرمان ہے:

حضرت موسیٰ نے فرعون کے جواب میں کہا میں تمہاری ختیوں اور جاہر انہ حکومت سے خوف زدہ ہو کر

تمہارے درمیان سے چلا جاؤں گا، میرے خدا نے مجھے علم و معرفت عطا فرمایا کہ انبیاء و مرسلین میں قرار دیا

ہے۔ (سورہ شریاء، آیت ۲۱)

احتیاج طبری سی
۳۰۲

اگر کوئی خوف نبی موسی کا ملکر ہو تو وہ کلام خدا کے خلاف ہو کر کافر ہو گیا ہے اور اگر ان کو خائف مان کر ان کی کنارہ گیری کو مذکور درست سمجھتا ہے تو اوصیاً انتیا عالیہ عالیہ بات میں زیادہ معذور ہیں۔

(ششم) حضرت ہارونؑ کے بارے میں خدا کا ارشاد ہے جتاب موسیٰ کی غیر موجودگی میں تباہ ایک گومال کی پیش کرنے لگا تو جناب ہارونؑ نے جواب موسیٰ کے جواب میں کہا:-
اے میرے بھائی آپ کی قوم نے مجھے ضیف و عابز کر دیا اور ازدیک تھا مجھے قتل کر دیتی۔ (درست)
نہیں کہ ان کے عون مجھے میری ذمۃ و ثابت تیکے اور مجھے غالیین کے زمرہ میں شمار تیکے
حضرت ہارونؑ نے گومال پرستی کے مقابل میں اپنا عذر و خوف بیان کیا اور اوصیاً تو اس حافظے نے زیادہ
معذور ہیں، اگر کوئی ان کے خوف کا ملکر ہو تو خلاف قول خدا کے تیج میں کافر ہو جائے
(ششم) رسول اکرمؐ نے ازدیک احتیاط اور قریب کے خوف سے مجھے اپنی جگہ سلیمانیہ اور خود کے سے
پلے گئے اور غار میں چھپ گئے، کیا رسولؐ نہ اپنے دشمنوں سے خائف تھے کہ غار میں پہنچاں ہو گئے؟ یا ان
کے عمل عبث دیکھ رہا یا کہ یہ بودھ لعب تھا؟
جب آنحضرتؐ اپنے دشمنوں سے خوف زدہ تھے تو ان کا وصی یہ کیونکہ خوف زدہ نہ ہو گا؟
لوقت سب نے کھڑے ہو کر کہا، ہم بھگ گئے کہ آپ کی بات صحیح اور فعل عمل حق ہے، ہم جاں و
ہم بھگ گئے کہ اپنے حق کا دعویٰ نہ کرنے اور سکوت و تسلیم ہو جانے میں آپ معذور ہیں۔

اگر کوئی خوف نی موی کامنکر ہو تو وہ کلام خدا کے خلاف ہو کر کافر ہو گیا ہے اور اگر ان کو خائف مان کر ان کی کنارہ گیری کو عذر درست سمجھتا ہے تو اوصیاء نبی عاص بات میں زیادہ مخدور ہیں۔

(ششم) حضرت ہارونؑ کے بارے میں خدا کا ارشاد ہے:

جتاب خوبی کی غیر موجودگی میں نی اسرائیل گوسالہ کی پرتش کرنے لگے تو جاب ہارونؑ نے جاب خوبی کے جواب میں کہا، اسی ارشاد کے مطابق ہارونؑ نے اپنے میرے بھائی آپ کی قوم نے مجھے ضعیف و عاجز کر دیا اور نزدیک تھا مجھے قتل کرو یعنی۔ درست نہیں کہ ان کے عرض مجھے میری اندست و شماتت تکچھے اور مجھے ظالیں کے زمرہ میں شمار کیجئے۔

حضرت ہارونؑ نے گوسالہ پرستی کے مقابل میں اپنا نذر و خوف بیان کیا اور اوصیاء تو اس لحاظ سے زیادہ مخدور ہیں، اگر کوئی ان کے خوف کا منکر ہو تو خائف قول خدا کے نتیجہ میں کافر ہو جائے۔

(ششم) رسول اکرمؐ نے از روئے اختیاط اور قریش کے خوف سے مجھے اپنی جگہ سلا لیا اور خود مکمل نہ چلے گئے اور غار میں چھپ گئے، کیا رسولؐ خدا پے دشمنوں سے خائف تھے کہ غار میں پہاں ہو گئے؟ یا ان کا یہ عیل عبد و بیک را اور ایک لہو و لعب تھا؟

جب آنحضرتؐ اپنے دشمنوں سے خوف زدہ تھے تو ان کا وصی کیونکہ خوف زدہ نہ ہوگا؟

اس وقت سب نے کھڑے ہو کر کہا اہم سمجھ گئے کہ آپ کی بات صحیح اور فعل عمل حق ہے، ہم جاہل و گنگہار ہیں، ہم سمجھ گئے کہ اپنے حق کا دعویٰ نہ کرنے اور سکوت و تسلیم ہو جانے میں آپ مخدور ہیں۔

این ارشاد کے مطابق ہارونؑ نے اپنے دشمنوں سے خوف زدہ تھے اور اس کا وصی کیونکہ خوف زدہ نہ ہوگا۔

این ارشاد کے مطابق ہارونؑ نے اپنے دشمنوں سے خوف زدہ تھے اور اس کا وصی کیونکہ خوف زدہ نہ ہوگا۔

این ارشاد کے مطابق ہارونؑ نے اپنے دشمنوں سے خوف زدہ تھے اور اس کا وصی کیونکہ خوف زدہ نہ ہوگا۔

اشعش کی بات اور جواب امیر المومنین

استحقاب ابن موسیٰ بن جعفرؑ نے اپنے والد برادر گوار سے، انہوں نے اپنے آباء واحداء نے قتل کیا ہے کہ امیر المومنین نے کوفہ میں خطبہ کے اختتام پر فرمایا: کہ آگاہ ہو جاؤ، میں لوگوں پر خود ان سے زیادہ حق اولیت رکھتا ہوں، جس دن سے رسول اکرمؐ نے وفات پائی ہے، میں ہمیشہ مظلوم رہا ہوں۔

اشعش ابن قیس نے کھڑے ہو کر کہا، یا امیر المومنین! آپ عراق میں جس روز سے داخل ہوئے کیا آپ نے کوئی خطبہ نہیں پڑھا، کہ آج آپ نے آخر خطبہ میں یہ جملہ بیان کیا؟

اس صورت میں کس طرح سے ابوکبر و عرب خلافت کے مالک ہو گئے اور اپنی ذوالقدر سے اپنے غصب شدہ حقوق اور ان کی طرف سے اپنے اوپر کئے جانے والے ظلم و تم کا دفاع کیوں نہیں کیا؟

امیر المومنینؑ اسے شرعاً خور کے بیٹے! جب بات کیا ہے تو اس کا جواب سن۔

خدا کی قسم مجھے اپنا حق لینے میں خوف اور موت نہیں روکا ہے، ہاں جو چیز مجھے اپنا حق لینے میں مانع ہوئی وہ رسول خدا سے کیا ہوا عہد و پیمان تھا۔ کیونکہ مجھے آنحضرتؐ نے خردی تھی کہ میری امت تم پر جعل کرے گی اور تمہارے بارے میں مجھ سے کے ہوئے عہد و پیمان کو توڑ دیں گے، تم میرے لئے مثل ہارونؑ ہو، میں نے عذر لیا یا رسول اللہؐ! اس وقت میر اوفیض اور مدداری کیا ہوگی؟

پیغمبرؐ نے فرمایا: اگر یار و مددگار پاناقوان سے جگ کر کے اپنا حق لے لیتا، اگر ان و انصار نہ ہوں تو اتحد کو ہاتھ پر کر کر بیٹھ جانا اور اپنے خون کی حفاظت کرنا یہاں تک کہ حالت مظلومیت میں مجھ سے ملحقوجانا۔

جب رسول خداؐ نے رحلت فرمائی، میں ان کے جنازہ مقدسہ کی تسبیح و تکفیں اور تذفین میں مشغول ہوا، وران کے تمام امور سے فراغت کے بعد تم کھالی کرنازار کے علاوہ کسی مقصد کیلئے بھی گھر سے باہر نہیں

جاوں گا یہاں تک کہ قرآن مجید کو جمع کرلوں اور میں نے اپنے ارادہ و نیت پر عمل بھی کیا۔

اس کے بعد بنت رسول اور ان کے دلوں فرزندوں کو ساتھ لیا اور انہی بدر اور اسلام میں سبقت رکھنے والوں کے گھر گبا، انھیں اپنے حق کے غصب ہونے کو یاد لا کر ان میں سے ایک ایک کو اپنی مدد کیلئے بلا یا لیکن ان میں سے سوائے چار اشخاص سلمان، عمار، مقدار، والبوزر، کے کسی نے بھی میری دعوت کو قبول نہیں کیا اور کسی نے بھی یاری و امداد نہیں کی۔

میرے اعزاء و اقرباء میں سے جو میرے ہمراہ و ہمراز تھے وہ رحلت کر چکے تھے، صرف دو شخص عظیل و عباس میرے گھر والوں میں دکھائی دے رہے تھے، ان سے کچھ کام بننے والا نہ تھا۔
اعٹ نے کہا! اے امیر المؤمنین! عثمان نے بھی جب اپنے اطراف اعوان و انصار کو نہیں پایا تو اپنے ہاتھوں کو روک کر سوت قبول کر لیا۔

امیر المؤمنین! اے شرخوار کے بیٹے جو تو نے قیاس کیا ہے ایسا نہیں ہے چونکہ عثمان دوسرا کی جگہ بیٹھ کر اور دوسرے کے لباس کو پہن کر حق کی طرفداری کر رہے تھے، اس لئے حق نے انھیں زمین پر گرا کر مظلوم و مقصور کر دیا۔

خدا کی قسم! جس دن لوگوں نے ابو بکر کی بیعت کی، اگر چالیس افراد میرے ہمراہ و مردگار ہوتے تو یقیناً مبارزہ و مقابلہ کیلئے کھڑا ہو جاتا اور راه خدا میں جہاد کرتا یہاں تک کہ حقیقت کے مقابل میرا عذر روش ہو جاتا۔

اے لوگو! اعٹ این قیس! مجھ پر نکتہ چینی اور اعتراض کر رہا ہے، دراصل الحکیم وہ حقیقت کے مقابل اور خدا کے نزدیک بھی کے پر کے برابر بھی اہمیت نہیں رکھتا اور دین خدا میں اس کی کوئی منزلت اور اس کا کوئی مقام نہیں ہے۔

(ترجمہ: خطبہ شفیقیہ)

آگاہ ہو جاؤ کہ خدا کی قسم فلاں شخص (ابن الی قاف) نے قیص خلافت کو گھنٹاں کر پہن لایا ہے

حالانکہ اسے معلوم ہے کہ خلافت کی چگی کے لئے میری حیثیت مرکزی تھی جیسی ہے، علم کا سیالب میری ذات سے جاری ہے اور میری بلندی فکر تک کوئی طاڑ فکر پرواز نہیں کر سکتا ہے، پھر بھی میں نے خلافت کے آگے پر دہ ڈال دیا اور اس سے پہلو تھی کرلی اور یہ سونچنا شروع کر دیا کہ کئے ہوئے ہاتھوں سے حملہ کر دوں یا اسی بھیک اندھیرے پر صبر کر لوں جس میں سن رسیدہ بالکل ضعیف ہو جائے اور پچ بوڑھا ہو جائے اور مومن محنت کرتے کرتے خدا کی بارگاہ تک پہنچ جائے۔

تو میں نے دیکھا کہ ان حالات میں صبر ی قرین عقل ہے لہذا میں نے صبر کر لیا کہ آنکھوں میں صاحب کی کھنک، تھی اور گلے میں رخ و غم کے پھنسنے تھے۔ میں اپنی میراث کو لٹتے ہوئے دیکھ رہا تھا، یہاں تک کہ پہلے خلیفہ نے اپناراستہ لیا اور خلافت کو اپنے بعد فلاں کے جواب لے کر دیا۔ بقول اعشی:

کہاں وہ میرادن جو اونٹوں پر گزرتا تھا، کہاں یہ دن کہ میں حیان کے جوار میں ہوں۔

حیرت انگیز بات تھی ہے کہ وہ اپنی زندگی میں استغفارے رہا تھا اور اپنے مرنے کے بعد درمرے کے لئے طے کر گیا۔

بیٹک دنوں نے مل کر شدت سے اس کے ہاتھوں کو دوہا ہے اور اب ایک ایسی سخت منزل میں رکھ دیا ہے جس کے زخم کاری ہیں اور جس کو چھوٹے سے بھی درشتی کا احساس ہوتا ہے۔ لغزشوں کی کثرت ہے اور مغدرتوں کی بہتات۔

اس کو برداشت کرنے والا ایسا تھی ہے جیسے سرکش اونٹی کا سوار کے مہار بھیج لے تو ناک زخمی ہو جائے اور ڈھیل دیدے تو ہلاکتوں میں کوڈ پڑے۔ تو خدا کی قسم لوگ ایک بھروسی سرکش ہیں تو ان میں مرا جی اور بے راہ روی میں جتنا ہو گئے ہیں اور میں نے بھی سخت حالات میں طویل مدت تک صبر کیا یہاں تک کہ وہ بھی اپنے راستے چلا گیا لیکن خلافت کو ایک جماعت میں قرار دے گیا جن میں ایک مجھے بھی شارکر گیا جب کہ میراں شوری سے کیا تعلق تھا؟ مجھے میں پہلے دن کون سا عیب دریب تھا کہ آج مجھے ایسے لوگوں کے ساتھ ملا یا جا رہا ہے لیکن اس کے باوجود میں نے انھیں کی فضائیں پرواہ کی اور یہ زدیک فضائیں اڑتے تو وہاں بھی ساتھ رہا اور

اوچے اڑے تو باب بھی ساتھ رہا مگر پھر بھی ایک شخص اپنے کینڈی بنا پر مجھ سے مخفف ہو گیا اور دوسرا ادا دی کی طرف جھک گیا، کچھ اور بھی ناقابل ذکر اسباب و اشخاص تھے جس کے عینہ میں تیرا شخص سرگین اور چارہ کے درمیان پیٹ پھلانے اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے ساتھ اہل خاندان بھی کھڑے ہو گئے جو نال خدا کو اس طرح ہضم کر رہے تھے جس طرح اونٹ فصل بہار کی گھاس کو چڑیتا ہے یہاں تک کہ اس کی بھی ہوئی رسی کے بل کھل گئے اور اس کے اعمال نے اس کا خاتمہ کر دیا اور شکم پڑی نے منہ کے بل گرا دیا۔

اس وقت نجھے جس چیز نے دہشت زدہ کر دیا وہ یہ تھی کہ لوگ بجوئی گردن کے بال کی طرح میرے گرد جمع ہو گئے اور چاروں طرف سے میرے اوپر ٹوٹ پڑے یہاں تک کہ حسن و حسین کچل گئے اور میری ردا کنارے کی پھٹ کنے یہ سب میرے گرد بکریوں کے گلگلی طرح گھیراذا لے ہوئے تھے لیکن جب میں نے ذمہ داری سنچالی اور اٹھ کھڑا ہوا تو ایک گروہ نے بیت توڑی اور دوسرا دین سے خارج ہو گیا اور تیرے نے فتن اختیار کریا جیسے کہ ان لوگوں نے یہ ارشاد الہی سنائی تھیں ہے:

کہ دار آخوت ہم صرف ان لوگوں کے لئے قرار دیتے ہیں جو دنیا میں بلندی اور فضائیں چاہتے ہیں
عاقبت صرف اہل تقویٰ کے لئے ہے۔ ہاں ہاں خدا کی قسم ان لوگوں نے یہ ارشاد سنایا ہے اور سمجھے بھی ہیں لیکن دنیا ان کی نگاہوں میں غالب آ چکی ہے اور اس کی چک دک نے انھیں لھایا۔
آ گاہ ہو جا؟ اودہ خدا گواہ ہے جس نے دانہ کو شگافوڑ کیا ہے اور ذری روح کو پیدا کیا ہے اگر حاضرین کی موجودگی اور انصار کے وجود سے جنت تمام نہ ہو گئی ہوتی اور اللہ کا اہل علم سے یہ عہدہ ہوتا کہ خبردار ظالم کی شکم پڑی اور مظلوم کی گرنگی پر چین سے نہ بیٹھتا تو میں آج بھی اس خلافت کی رسی کو انھیں کی گردن پر ڈال کر ہنکا دیتا اور اس کے آخرون کو اول ہی کے کام سے سیراب کرتا اور تم دیکھ لیتے کہ تمہاری دنیا میری نظر میں بکری کی چھینک سے بھی زیادہ بے قیمت ہے۔

کہا جاتا ہے کہ اس موقع پر ایک عراقی باشندہ اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے آپ کو ایک خط دیا جس کے پارے میں خیال ہے کہ اس میں کچھ فوری جواب طلب مسائل تھے۔ چنانچہ آپ نے اس خط کو پڑھنا

شروع کر دیا اور جنپ فارغ ہوئے تو ان عباس نے عرض کی کہ حضور بیان جاری رہے؟

- فرمایا: افسوس ان عباس یہ تو ایک شقشہ تھا جو اکھر کر دب گیا۔

(شقشہ اونٹ کے منہ میں وہ گوشت کا لٹھرا ہے جو غصہ اور بیجان کے وقت باہر نکلن آتا ہے)

ان عباس کہتے ہیں کہ خدا کی قسم مجھے کبی کلام کے ناتمام رہ جانے کا اس قدر افسوس نہیں ہوا جتنا افسوس اس امر پر ہوا کہ امیر المؤمنین اپنی بات پوری نہ فرمائے اور آپ کا کلام ناتمام رہ گیا۔

امیر المؤمنین کے ساتھ رسول اکرم کی گفتگو

ام سلمہ زوجہ رسول اکرم فرماتی ہیں: پیغمبر اسلام کی ہم نو بیویاں تھیں، ایک ایک دن ایک ایک کی نوبت ہوتی، جس دن میری باری تھی میں نے مجرہ کے دروازہ پر آ کر عرض کیا، کیا مجھے دخول کی اجازت ہے؟ رسول نے فرمایا: نہیں۔

میں اس بات سے شرمندہ اور اندوہنا ک ہو گئی اور ورنی کہ آنحضرت نے مجھے چھوڑ دیا ہے، یا میرے بارے میں آسان سے کچھ نازل ہوا ہے، تو ہو اصبر کرنے کے بعد دوبارہ دخول کی اجازت طلب کی؟ پھر اجازت نہیں ملی، اس دفعہ پہلے سے زیادہ ملوں غلکنڈ ہوئی، چونکہ بے جھن ہو گئی، لہذا چھوڑ دیں! بعد پھر اجازت مانگی، فرمایا: اے ام سلمہ! ادا خل ہو جاؤ، پھر میں مجرہ میں داخل ہوئی۔ علی اہن ابیطالب کو آنحضرت کے سامنے دوڑا لو بیٹھے ہوئے دیکھا کہ آپ کہہ رہے تھے یا رسول اللہ میرے ماں باپ قربان ہوں! جب ایسا ہو تو آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں اور میر اونچی کیا ہو گا؟ پیغمبر نے فرمایا: تم کو صبر کرنے کا حکم ہے۔ پھر علی نے اپنے سوال کی تکرار کی، پھر رسول نے انھیں ایسے ہی صبر و تحمل کا حکم دیا۔

ایسے ہی جب چوچی مرتبہ تکرار کیا تو آنحضرت نے فرمایا: اس صورت میں اپنی تکوار نیام سے نکال کر کاندھے پر کھ لینا اور صراط مستقیم پر چالنی ہے جنگ کرنا، یہاں تک کہ مجھ سے ملاقات کرو در انحالیکے تکوار سے خون کے قطرات ملک رہے ہوں۔

پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے ام سلمہ! تم کس جیز سے پریشان و ملوں ہو؟ میں نے کہا اس وجہ سے کہ آپ نے مجھے دخول کی اجازت نہیں دی۔

فرمایا: یہ خیر کا تذکرہ تھا! جب تم نے داخل ہونے کی اجازت چاہی اس وقت جریئل مجھے آئندہ

و اقتات کی خبر دے رہے تھے اور میرے پاس حکم لائے تھے کہ علی کو ان واقعات سے آگاہ کر دوں اور انہیں وصیت کروں۔

اے ام سلمہ! سنو اور گواہ رہو کر علی این ابیطالب دنیا و آخرت میں میرے دزیر ہیں اور میرے بعد میرے دھرہ کو پورا کریں گے، قیامت کے دن جو فرش کوشش و شنوں کو دور کریں گے، گواہ رہو کر علی سید اسلمین، امام انتیں، امیر المؤمنین اور قاتل ناکیثن، وقاطین، ومارقین ہیں؟ میں نے عرض کیا ناکیثن، وقاطین، ومارقین کون ہیں؟

فرمایا: ناکیثن وہ لوگ ہیں جو مدینہ میں علی کی بیعت کریں گے اور بصرہ میں بیعت توڑ کر اس سے جنگ کریں گے،

وقاطین: معاویہ اور اہل شام میں سے اس کے یا ورمدگار ہیں جو علی پر ظلم کریں گے۔

مارقین: وہ ہیں جو راہ حقیقت سے نکل کر نہروان میں علی کے خلاف اجتماع اور جنگ کریں گے۔

امیر المؤمنین سے رسول اکرم کی وصیت

روایت کی گئی ہے کہ امیر المؤمنین نے جنگ جمل کے بعد کسی ایک خطبہ میں رسول خدا کا یہ قول نقل کیا۔ اے علی! تم میرے بعد دنیا میں رہو گے میری امت کی طرف سے مصیبت میں گرفتار ہو گے اور روز قیامت خدا کے سامنے اپنے دشمنوں اور خائفین سے حاکم کرو گے پس خائفین سے حاکم کے دن کی خاطر اپنا جواب و جدت و درد لیل تیار کرو۔

میں نے عرض کیا رسول اللہ! میرے ماں باپ قربان، میں کس لئے اور کس چیز سے آزمایا جاؤں گا؟ جو فتنہ میری مصیبت کا سبب بنے گا وہ کیا ہے اور کس عنوان و موضوع پر میں مقابلہ کروں گا؟ رسول اکرم نے فرمایا: تم میرے بعد بیعت توڑنے والے (ناشین) اور ظالمین (قاطلین) اور راہ مستقیم سے خارج ہو جانے والے (مارقین) سے جنگ و جہاد کرو گے، آنحضرت نے ایک ایک کا تعارف کرایا۔

تم میرے بعد قرآن مجید کی اور میری سنت کی مخالفت کرنے والوں اور دین خدا میں اپنی تاصل رائے و نظریہ پر عمل کرنے والوں سے قال اور جہاد کرو گے جبکہ دین خدا میں کسی کی کوئی رائے اور کسی کا کوئی نظریہ نہیں ہے کسی فرد کے نظریہ و رائے کے مطابق احکام الٰہی کی تغیری و توضیح نہیں ہو سکتی بلکہ دین خدا پر دردگار کے اور فوادی اور اس کے فرمودات کو کہتے ہیں۔

میں نے عرض کیا رسول اللہ! مجھے اس راستے کی بدایت کیجئے جس سے روز قیامت خائفین سے حاکم کر کے کامیاب کامراں رہوں۔

پیغمبر اسلام نے فرمایا: ہاں! میرے بعد جب لوگ تمہاری مخالفت کریں تو تم اصول پر ثابت قدم رہنا، جب تم دیکھو کہ انہوں نے راہ بدایت و حقیقت کو اپنے میلان و خواہشات سے بدل دیا ہے کتاب خدا

اور کلمات الٰی کو اپنی فکر و نظر کی طرف موزر ہے جیں تو تم صراط مستقیم پر ثابت قدم رہنا اور اپنی فکر و نظر کو قرآن مجید کے تابع رکھنا کیونکہ انہوں نے دنیاوی زندگی پر تکمیل کیا ہو گا اور مقتابہ امور کو لے کر ان کی تائید اور اثبات کیلئے آیات قرآن سے حسک کرتے ہوں گے۔

جب تم دیکھو کہ لوگوں نے کلمات خدا کو ان کی اپنی جگہ سے منحرف و جدا کر دیا ہے اور اپنی خواہشات نفسانی کی پیروی کر رہے ہیں، خود خواہ اور پریشان حال، متجاوز و منحرف جھوٹے ہوئی پرست و مفسد افراد وہ اشخاص اپنے کام میں لگ کر حکومت و ریاست کو گھیر لیا ہے، تو تم راہ تقوی کو نہ پھوڑنا اور حسن عاقبت کو اپنی نگاہ میں رکھنا (فإن العاقبة للمتغرين) بہترین انجام مقین کیلئے ہے۔

امیر المؤمنین کے جہاد کی خصوصیات کے بیان میں

ابن عباس کہتے ہیں (بایها النبی جاہد الکفار والمنافقین...)

(سورہ توبہ، آیت ۲۷۳)

اے نبی! کافروں اور منافقوں سے جہاد کرو اور ان پر ہجت کرو، ان کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے جو بدترین ٹھکانہ ہے۔

منافقین اپنی باتوں پر اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ ہم نے ایسا نہیں کہا حالانکہ انہوں نے کلمہ کفر کہا اور وہ لوگ اسلام لانے کے بعد کافر ہو گئے ہیں۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اسلام نے فرمایا:
یقیناً میں کفر رہو منافقین سے جہاد کروں گا، پس جبریل نے نازل ہو کر فرمایا:
یا علی این ابی طالب جنگ و جہاد آپ بھی کریں گے۔

جاہر ائمہ عبد اللہ سے روایت ہے: مجتہ الدواع کے وقت میں میدان میں میں سب سے زیادہ رسول اکرم سے نزدیک تھا، آنحضرت نے فرمایا:

میں دیکھ رہا ہوں کہ تم میرے بعد دین سے مخفف ہو کر اپنے ہاتھ اور اپنی شمشیر سے ایک دسرے کی گزروں پارو گے، خدا کی قسم اگر ایسا ہوا تو مجھے دیکھو گے کہ میں ایک عظیم لشکر کے ساتھ تم سے جنگ کر رہا ہوں گا پھر اپنے یچھے کیطرف رخ کر کے فرمایا: یا میرے بجائے علیؑ این ابی طالب کو دیکھو گے، اس جملہ کی تین بار تکرار کی، اس کلام کے بعد آنحضرتؐ کی حالت متغیر ہوئی اور جبریل یہ آیت لے کر نازل ہوئے۔
جب ہم آپ کو دیا سے بلا لیں گے تو ہم (علیؑ ابن طالب کے ذریعہ آپ کے منافقین سے) انتقام لیں گے یا جو ہم نے وعدہ کیا ہے وہ آپ کو دکھائیں گے ہم جو چاہتے ہیں اس پرقدرت و اختیار بھی رکھتے ہیں۔

اہن عیسیٰ کہتے ہیں کہ حیات رسول اکرم میں امیر المؤمنین فرماتے تھے کہ خدا فرماتا ہے:
 کہ، "محمد،" نہ کہ رسول ہیں جیسے ان سے قبل بھی دوسرے رسول تھے اگر ان کی وفات ہو جائے یا قتل
 ہو جائیں تو کیا تم لوگ پیچھے بیرون پلٹ جاؤ گے میں (علمی) کہتا ہوں خدا کی قسم! ہم حق کی جانب ہدایت
 پانے کے بعد ہرگز پیچھے نہیں لٹیں گے، خدا کی قسم جب پیغمبر دیانت سے رحلت فرمائیں یا قتل ہو جائیں تو
 جیسے انہوں نے جہاد کیا اور حسراہ میں انہوں نے مقابلہ و مبارزہ کیا میں ہمی خالقین سے جنگ و جہاد کروں
 گا یہاں تک کہ مجھے موت آ جائے کیونکہ میں ان کا بھائی ہوں اور ان کے چچا کا بھائی اور ان کا وارث ہوں اور
 کون ہے جو مجھ سے زیادہ آخرت کے نزدیک اولیٰ و افضل ہو۔

فضیلیت امیر المؤمنین

امدان نام کہتے ہیں کہ ابو بکر کی خلافت کے زمانہ میں عبادہ ابن حامت سے میں نے جا کر کہا کہ ا لوگ ابو بکر کو ان کی خلافت سے پہلے دوسروں پر مقدم اور ترجیح دیتے تھے؟ عبادہ نے کہاے ابو بخارہ جیسے سب خاموش بیٹھے ہیں اور بات نہیں کرتے تم بھی کوئی بات نہ کر جو خدا کی قسم! علی ابن ابی طالب خلافت کیلئے ابو بکر سے زیادہ سزاوار ہیں جیسے کہ رسول خدا نبوت و رسالت میں ابو جہل سے زیادہ سزاوار تھے۔

پھر کہا میں تم کو اس سے زیادہ بتاتا ہوں کہ ہم ایک دن رسول خدا کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، علی ابن ابی طالب اور عمر و ابو بکر دروازہ رسول پر آئے، سب سے پہلے ابو بکر داخل خانہ ہوئے پھر عمر اس کے بعد علی وارد ہوئے۔ رسول خدا اس واقعے سے اتنا تائید ہوئے کہ گویا آپ کے سر پر گرد خاک پڑی ہو۔ پھر فرمایا: علی! اکیا یہ دونوں تم پر سبقت کر رہے ہیں در احوالیکہ خدا نے تم کو انکا امیر و مولیٰ فرار دیا ہے، ابو بکر نے کہا یہ رسول اللہ میں بھول گیا تھا اور عمر نے بھی اپنے سہو، اشتباہ کی غدر خواہی کی۔

رسول اکرم نے فرمایا: تم لوگوں نے غلطی اور اشتباہ نہیں کی ہے بلکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم ان کے حق کو غصب کر کے ان سے جگ و جدال کر رہے ہو اور جو دشمن و چالغین رسول خدا ہیں وہ اس علی میں تمہاری مدد کر رہے ہیں، گویا میں تمہارے ساتھ ہوں اور دیکھ رہا ہوں کہ تم نے مهاجرین و النصار کو ایک دوسرے کے خلاف بھڑکایا، انہوں نے ایک دوسرے کو چھوڑ دیا اور دنیا وی فائدہ کی خاطر باہم سزاع و جدال کے لئے اٹھ کر رہے ہوئے گویا میں اپنے اہل بیت کو دیکھ رہا ہوں وہ تمہارے درمیان مغلوب و قہور ہو کر زمین پر بکھر گئے ہیں البتہ خدا کی جانب سے ایسی پیشیں گوئی اور ایسا مقدر ہو چکا ہے۔

اس کے بعد رسول نے اس طرح گریہ کیا کہ اٹک چہرہ مبارک پر جاری ہو گئے، پھر فرمایا:

اے علی! ان تمام امور و حادث میں تمہیں صبر و تحمل کرنا چاہئے، یہاں تک کہ خدا فرن و گشاش عنایت کرے، ہاں قدرت و قوانین توفیق خدا سے ہے اور اس لحاظ سے تمہارا جرثواب بہت ہے۔

جب خدام تم کو قدرت و قسلط دے تو اپنی تکوar اٹھا لو اور اسے لے کر آگے بڑھو، مخالفین کی سر کوبی کرو، مخربین و منافقین کو قتل کرو جب تک کہ حقیقت کی جانب واپس نہ ہو جائیں اور سب کے سب تیرے امر و حکم تسلیم نہ کر لیں اور حق کے فرمان کے مطیع و فرمانبردار شہ بن جائیں، جان لو کہ تم بمیش حق و حقیقت کے ہمراہ ہو اور تمہاری پاک ذریت بھی ایسی ہے، اور تمہارے مخالف اور دشمن باطل و مگراہ ہیں۔

رسول خدا اور مرغ بریان

روایت کی گئی ہے کہ امام صادقؑ سے انھوں نے اپنے آبا و اجداد سے کامیر المؤمن فرماتے ہیں کہ بعد از نماز صحیح، مسجد میں بیٹھنے ہوئے تھے، اس کے بعد رسول خدا انھوں کرچل دیئے، آپ کے ساتھ میں چلا، معمولاً جہاں رسول خدا نظریف فرماتے مجھے ضرور خبر دیتے، جب بھی کہیں معقول سے زیادہ بیٹھنے میں وہاں جا کر ان سے ملاقات کرتا کیوں کہ مقدار عین سے زیادہ حضرت کافر اُن بِرداشت نہیں کر سکتا تھا۔

رسول اکرم عائشہ کے گھر کی جانب تشریف لے گئے اور ارادہ سے مجھے باخبر کیا۔

میں اپنے گھر زہرا، حسنی کے پاس واپس ہو گیا، تھوڑی دیر گھر میں سرور و خوش بیٹھنے لگے۔

پھر میں انھوں کر عائشہ کے جمروہ کی سمت آیا اور درق الباب کیا، عائشہ نے دروازہ کے پیچے سے پوچھا کون؟ میں نے کہا میں علی بن ابی طالب ہوں۔ جواب دیا کہ رسول خدا اُنہے ہے ہیں۔

میں واپس ہو گیا لیکن راست میں اپنے سے کہا کیسے ہو سکتا ہے کہ عائشہ گھر میں حاضر و بیدار ہوں اور وہ

سوکیں۔ پھر واپس آ کر دروازہ کھلکھلایا، عائشہ نے پوچھا کون؟ میں علی بن ابی طالب ہوں۔ اس نے کہا

رسول خدا مصروف کار ہیں، میں واپس ہو گیا اور درق الباب سے کچھ شرمندہ بھی ہوا لیکن در عین حال میرا

دل پر بیشان و بے قرار اور بے صبر ہو گیا کہ اب جدا کی کی طاقت نہیں رہ گئی، اس بارے اختیار واپس ہوا اور

دروازہ زور سے کھلکھلایا، عائشہ نے پوچھا کون؟ میں علی ہوں۔

اس وقت میں نے رسولؐ کی آواز سنی کہ عائشہ سے کہا، اے عائشہ دروازہ کھول دو، اس نے دروازہ

کھولا اور میں وارد ہوا۔

رسول اکرمؐ نے فرمایا اے ابو الحسن بیٹھو، میں تمہیں اپنے سامنے کی چیز کی خبر دوں، یا تم اپنے دیر کرنے

کا سبب بیان کرو گے؟

میں نے کہا یا رسول اللہ آپ کی زبان و گفتگو زیادہ سزاوار ہے۔ آپ نے فرمایا:
 جب میں تم سے جدا ہوا، بہت بھوکا تھا، عائشہ کے پاس بھی کھانے کی کوئی چیز نہ تھی، میں نے ہاتھوں کو دعا کیلئے بلند کیا اور خدا سے طعام کی درخواست کی، جب تک نازل ہوئے اور یہ مرغ بربیان میرے سامنے رکھا (آپ نے اپنے سامنے رکھے ہوئے مرغ پر اپنی انگلی رکھی) اور فرمایا: خدا نے مجھے وحی کی ہے کہ یہ مرغ جنت کے بہترین ولذتیں کھانوں میں سے ہے، اسے میں آپ کے پاس لاوں، میں نے حمد و شکر کیا اور جرسکل واپس پڑے گئے، میں نے ہاتھ بلند کر کے عرض کیا خداوند! جو بندہ تجھ سب سے زیادہ دوست ہے اور میرا بھی اس سے زیادہ محبوب ہو، اسے اس دسترخوان پر حاضر کرو دے تا کہ وہ میرے ساتھ یہ غذا کھائے، اس دعا کے بعد تجوہ ہی دیں میں نے صبر کیا لیکن کچھ اترنہیں دکھائی پڑا، دوبارہ دعا کی پروردگار! جو تجھے اور مجھے دوست رکھتا ہے اور تو ہمیں اور میں بھی اسے محبوب رکھتے ہیں اس دسترخوان پر پیش دے، تا کہ، ہم باہم یہ غذا تناول کریں، اس وقت تمہارے دق الماب کی آواز میں نے سنی تو عائشہ سے کہا دروازہ کھول دو، تاکہ علی گھر میں آ جائیں اور میں نے خدا کی حمد و شکر کی، میں خوش ہوا کہ تم خدا اور رسول کے محبت ہو اور ان کے محبوب ہو۔ اے علی! لوکھا!

جب ہم دونوں نے طعام تناول کر لیا تو آنحضرت نے فرمایا: اے علی! اب تم اپنے امور کی خردو؟
 میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! جب میں آپ کے پاس سے گھر گیا، فاطمہ و حسنہ کے ساتھ خوش و فرم رہا پھر پکھہ در بعده آپ کے دیدار و ملاقات کیلئے وہاں سے نکل پڑا۔
 امیر المؤمنین نے اس کے بعد سے دروازہ نک کہ بات نقل کی۔

رسول خدا نے فرمایا:

اے عائش! خدا نے ایسا ہی مقدر کیا ہے، بتاؤ تم نے کس دروازے سے دروازہ نہیں کھولا؟
 عائش نے کہا یا رسول اللہ! میں چاہتی تھی کہ میرے باپ آ جائیں اور اس کھانے کو کھائیں۔
 رسول خدا نے فرمایا: علی! سے تمہاری عداوت و دشمنی کا اظہار بھی مرتبہ نہیں ہے، تمہارے دل کی نیست

جو کچھ ہے میں جانتا ہوں، خدا کی قسم!! تم ان سے مقابلہ و مقابلہ کرو گی۔

عائشہ نے کہا یا رسول اللہ! کیا ممکن ہے کہ عورتیں مردوں سے جنگ کریں؟

پیغمبر نے فرمایا: اے عائشہ! تم علیؑ این ابیطالب سے جنگ کرو گی، بیرے کچھ اصحاب تیرے اس عمل میں شریک ہو کر تمہیں تشویق و تحریک کریں گے، تیری جنگ کا واقعہ تاریخ کے صفحات پر خطب ہو گا اور امت کے اولین و آخرین افراد اس کے بارے میں مذکورہ و ممتاز کریں گے، اس عمل کی علامت یہ ہے کہ تم ایسے اونٹ پر سوار ہو گی جو شیطان کی طرح ہو گا، منزل کے پیچے سے پہلے مقام حواب کے کتوں کی آواز اور ان کے حملوں کا سامنا کرو گی، وہاں سے مراجعت پر اصرار کرو گی تو کچھ لوگ جھوٹی گواہی دیں گے کہ یہ مقام حواب نہیں ہے پھر اس شہر کی طرف جاؤ گی جس کے رہنے والے تمہارے اصحاب ہوں گے، وہ شہر بصرہ، آمان سے دور ترین شہر ہے اور آب دریا سے نزدیک ترین، تو وہاں سے ملکوب و ذلیل خالت میں واپس ہو گی، علیؑ این ابیطالب تمہاری اس مصیبت کے دن اپنے کچھ معتمد اصحاب کو تمہارے ہمراہ کر کے تم کو تمہارے دل میں راہیں کریں گے، وہ تمہارا خیر خواہ ہے، اس اختلاف اور جنگ میں بھی وہ تم کو قیامت کے دن کی میری اور تمہاری جدائی سے ڈرائیں گے، کیونکہ میری رحلت کے بعد علیؑ نے میری ازوائج میں سے جس کو ولادق دیدیا وہ مطلقہ ہو جائے گی۔

عائشہ نے کہا یا رسول اللہ! کاش اس دن سے پہلے ہی میں مر جاتی۔

رسول اکرمؐ نے فرمایا: افسوس! افسوس، اس خدا کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے، جو میں نے

کہا وہ ہونے والا ہے، گویا اس خادوش کو میں اپنی آنکھ سے دیکھ رہا ہوں۔

اس کے بعد علیؑ این ابیطالب نے فرمایا: نماز ظہر کا وقت ہو گیا ہے اور بلال کو اذان کہنے کا حکم دیا، پھر مسجد میں جا کر نماز میں مشغول و صروف ہو گئے۔

توحید کے بارے میں امیر المومنینؑ کی گفتگو

توحید کے بارے میں آنحضرت کا خطبہ اور پروردگار کی ان صفات کے بارے میں جو مخلوق سے مخصوص ہے اور الہیت کے سزاوار نہیں ہے۔ مثلاً مجبور ہونا، شیبہ ہونا، دکھائی دینا، حرکت کرنا، تغیر ہونا، راکل ہونا، ایک حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہونا وغیرہ انھیں آپ نے اپنے کلمات و محاورات میں بیان فرمایا ہے۔

تمام حمد و تہاش اس اللہ کیلئے ہے جس کی حمد و تعریف کرنے والے اور وصف کرنے والے نہ بیان کر سکتے ہیں اور نہ ان تک پہنچ سکتے ہیں۔ جس کی صفتون کو شمار کرنے والے شمار نہیں کر سکتے، نہ کوشش کرنے والے اس کا حق ذرا کر سکتے ہیں، نہ بلند پرواز ہمیں اسے پاسکتی ہیں، نہ عقل و فہم کی گہرائیاں اس کی تک پہنچ سکتی ہیں، اس پروردگار کی کمال ذات کی کوئی حد میں نہیں، نہ اس کیلئے توصیف الفاظ ہیں، نہ اس کی ابتداء کیلئے کوئی وقت ہے جسے شمار کیا جاسکے۔

ان تمام مخلوقات کو اپنی قدرت و توانائی سے خلق کیا، اپنی رحمت و لطف سے ہواوں کو چلاایا، تحریراتی ہوئی زمین پر پھاڑوں کی تینھیں گاڑیں۔

آغاز دین جو اس کی معرفت ہے، کمال معرفت و نہایت اس کی تصدیق ہے، کمال تقدیق توحید ہے، کمال توحید تزیریہ و اخلاص ہے، کمال اخلاق یہ ہے کہ اس سے صفتون کی نقی کی جائے کیونکہ ہر صفت شاہد ہے کہ وہ اپنے موصوف کی غیر ہے اور ہر موصوف شاہد ہے کہ وہ صفت کے علاوہ کوئی چیز ہے۔

جب کوئی کسی چیز کی تو صفت کرتا ہے تو درحقیقت اس ذات موصوف کے ساتھ ایک وصف و صفت مانتا ہے، پس خدا کی توصیف بھی ایسی ہوگی، یوں کہ جس نے اس کی ذات کی توصیف ایک الگ صفت سے کی تو گویا اس خدا کو دو چیز (صفت و موصوف) سے مرکب کر دیا اور اس کیلئے دعوانامہ لے کر دیا۔ جس نے

اسے مرکب مانا اور دو کی پیدا کی، اس نے اس کے لئے جزو، تقسیم بناؤالی، خدائے بے نیاز و قدیم و ازلی دو اجب کیلئے جزو، تقسیم بحال ہے، جس نے خدا کے بارے میں ایسا عقیدہ رکھا اور اس کیلئے اجزاء کا تصور کیا وہ خدائے واحد کے مرحلہ معرفت میں پہلے ہی سے دور ہو گیا، شخص جاہل و ناران ایسا خیال کرتا ہے کہ وہ دوسری موجودات کی طرح قابل اشارہ ہے اور اس کی جانب حسی یا عقلی اشارہ کیا جا سکتا ہے لیکن وہ تو جتنیں رکھتا کہ اشارہ کرنا سلسلہ محدود دیت ہے، جب تک کوئی چیز معین و محدود نہ ہو اس کی طرف اشارہ نہیں کیا جا سکتا اور جو شیعہ محمد و دو اطراف کے سبب معین ہو جائے وہ قابل تجربہ و تقسیم ہو گی۔

پس اگر خدا مورد موقع اور اشارہ میں آجائے تو وہ مرکب و محدود صاحب جسم اور مکن ہو جائے گا۔

اس کے بارے میں نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کسی معین محیط یا محدود محل و مقام میں ہے یا کسی معلوم معین سطح و جگہ پر ہے کیونکہ اس سے لازم آتا ہے کہ وہ کسی ایک معین محیط و محدود میں ہے اور دوسرے مقالات یا موارد پر وردگار سے خالی ہیں۔

ذات خدا حادث نہیں ہے اس کے وجود پاک پر عدم و نسبتی نہیں پائی جاتی ہے، وہ ہر چیز کے ساتھ ہے لیکن جسمانی اتصال کی طرح نہیں، وہ تمام اشیاء سے جدا و علاحدہ ہے لیکن جسمانی دوری کی مانند نہیں، وہ صانع و فاعل ہے، لیکن لوگوں کے مثل حرکات و آلات و فعلیات کاحتاج نہیں وہ دیکھنے والا ہے لیکن بصرات و محوسات کی احتیاج نہیں رکھتا کیوں کہ وہ زمانہ پر محیط ہے اور اس کے احاطہ علم و پیشائی کے لحاظ سے گذشتہ و آئندہ میں تفاوت و فرق نہیں ہے، وہ تہا دیگانہ ہے کیونکہ اس کا کوئی ساتھی و شریک نہیں، کہ جس سے وہ مانوس ہو پھر اس کے نہ ہونے سے پریشان ہو جائے۔

اسی خدائے پہلے مخلوقات کو پیدا کیا اور اس خلقت میں لوگوں کی کی طرح فکر و نقشہ اور تجربہ، زحمت و کوشش کا معمول سا بھی محتاج نہیں تھا۔

خدائے دنیا اور اہل دنیا کی خلقت کے بعد اس کے نظم و ضبط کو مرتب کیا اور ہر امور حادثہ و ہر موضوع کیلئے وقت معین مقرر کیا، مختلف اشیاء و متفاوت موضوعات کے درمیان رابط پیدا کیا اور اپنی تمام موجودات

و تلوقات کو ایک دوسرے سے مرتبط کیا موجودات میں سے ہر ایک کی خاطر ایک مخصوص طبیعت و نظرت اور ایک معین خاصیت اور ایک معلوم اثر کا انتظام کیا اور ان خواص و آثار و طبائع کو ان اشیاء کا ایسا سلسلہ عازم رکھا کہ ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہیں بیدار کر سکتے، پروار گار عالم ان تمام حادث اور امور کا ان کے حدوث و قوع اور وجود کے پہلے ہی سے آگاہ تھا اور امور کے تمام حدود و اطراف اور آغاز و انجام سے مطلع تھا اور ان کے تمام قرآن، خصوصیت اور ارشادات کو جانتا تھا۔

امیر المؤمنین کی ایک راہب سے ملاقات

روایت کی گئی ہے کہ ال روم کا ایک گروہ شہر مدینہ میں وارد ہوا، ان کے درمیان انصاریٰ کے راہوں میں سے ایک راہب داشمند بھی تھا، اس وقت امور مسلمین کی حکومت ابو بکر ابن ابو قافلہ کے ہاتھوں میں تھی راہب نے چاندی سے لدے ہوئے اپنے اونٹ کے ساتھ مسجد بنوی کے پاس آیا، ابو بکر کچھ یہاں ہرجنہ انصار کے ساتھ مسجد میں موجود تھے۔

راہب مسجد بنوی میں داخل ہوا، اور ان کے سامنے کھڑا ہو گیا، پھر سلام و احترام کے بعد کہا:

تم میں سے اپنے پیغمبر کا خلیفہ اور اپنے دین کا امین کون ہے؟

حاضرین نے ابو بکر کی جانب اشارہ کیا، راہب نے ان کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا:

اے شیخ! تمہارا کیا نام ہے؟

ابو بکر: میرا ام عقیق ہے، راہب! اور کوئی نام؟

ابو بکر: صدقی ہے، راہب! اور کوئی نام ہے؟

ابو بکر: میں اس کے علاوہ اپنا کوئی اور نام نہیں جانتا۔

راہب: یہی امطلوب مقصد کوئی دوسرا ہے، تم نہیں۔

ابو بکر: تمہاری حاجت اور تمہارا مقصد کیا ہے؟

راہب: میں ملک روم سے آیا ہوں اور اونٹ شواد چاندی سے لدا ہوا ہے اتنی بھی مسافت لے کرنے کا مقصد یہ ہے کہ پیغمبر اسلام کے خلیفہ سے چند سائل دریافت کروں، اگر وہ میرے سوالات کا صحیح اور واقعی جواب دے تو میں دین اسلام کو قبول کر کے اس کے احکام و دستوارت کی اطاعت کروں، ضمنی طور پر اپنے ان اموال کو مسلمانوں کے درمیان تقسیم کروں اور اگر صحیح و کافی جواب نہ دے سکے تو جہاں سے آیا ہوں

وہاں واپس چلا جاؤں اور اسلام کو قبول نہ کروں۔

ابو بکر: اپنے سوالات بیان کرو؟

راہب: کوئی حرج نہیں ہے لیکن تم مجھ کو اپنی اور اپنے دوستوں کی اذیت و غصہ سے امان و آزادی دو۔

ابو بکر: تم امان میں ہو، جو کہنا چاہتے ہو کہوا!

راہب: مجھے بتاؤ کہ وہ کیا ہے، جو خدا کیلئے نہیں ہے؟

وہ کیا نہیں رکھتا؟ خدا سے کیا نہیں ہے؟ اور خدا کیا نہیں جانتا؟

ابو بکر حیران رہ گئے اور جواب سے عاجز رہے، تھوڑی دریک خاموش بیٹھنے کے بعد حکم دیا کہ عمر بن

خطاب کو بلا وہ آکر ان کے بازو میں بیٹھے گئے، ابو بکر نے راہب سے کہا پس سوالات ان سے پوچھو۔

راہب نے عمر کی طرف درخ کرتے ہوئے اپنی بات کی تکرار کی۔ عمر بن خطاب نے بھی ابو بکر کی مانند

سر جھکایا اور جواب سے عاجز رہے، اسی وقت عثمان بن عفان و اردد مسجد ہوئے اور ان دونوں کے بازو میں

بیٹھے گئے، راہب نے اپنی بات کو پیش کیا، راہب نے اپنے سے کہا یہ سب پیر و بزرگ لوگ ہیں لیکن انہوں

کے نہیں اپنے اور پر غرور و تکبر ہے پھر وہاں سے نکلنے کا ارادہ کیا۔ اس موقع پر جاب سلمان حاضر تھے،

جلدی سے حضرت علیؑ کے پاس آئے اور مسجد کے داخلہ کو بیان کیا۔

امیر المؤمنین اپنے بیٹوں کے ساتھ اپنے گھر کے گھن میں موجود تھے، آپ کا گھر مسجد کے بازو میں

تھا اور سلمان کے تقاضہ کے سب مسجد میں آئے جیسے ہی جمیعت نے آپ کو کھانا خوشحال و صدر ہوئے،

سب نے تکمیر بلند کی اور حمد و شکر کیا اور ان کو عزت و احترام سے ایک بجلد ٹھایا۔

ابو بکر نے راہب سے کہا کہ تم جس کو چاہتے تھے وہ حاضر ہیں جو پوچھنا چاہتے ہو ان سے پوچھو؟

راہب نے آپ کی مست متوجہ ہو کر کہا:

اے جوان! اقہما راتام کیا ہے؟

امیر المؤمنین نے فرمایا: مجھے یہودی الیا اور عیسائی ایلیا اور قرآن میں علیؑ اور میری ماں حیدر کہتی ہیں۔

راہب: پیغمبر اسلام سے تمہارا علقہ و رشتہ کیا ہے؟

امیر المؤمنین: میں ان کے چچا کا بیٹا، ان کا داماد اور بھائی ہوں۔

راہب: عیسیٰ کی قسم! آپ ہی میرا مقصود ہیں، آپ مجھے بتائیے کہ وہ کیا ہے، جو خدا کے نہیں ہے اور

خدا سے نہیں ہے، ور خدا سے نہیں جانتا؟

امیر المؤمنین: جو خدا کیلئے نہیں ہے، وہ یہوی اور فرزند ہے، کیونکہ خدا اہل دعیٰ نہیں رکھتا (کچھ عیسائی)

گراہ ہو گئے اور حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا مانتے ہیں) جو خدا سے نہیں ہے وہ ظلم ہے، وہ عادل ہے اس سے

کبھی ظلم نہیں ہوگا۔ جو خدا نہیں جانتا وہ اس کا شریک ہے کہ خدا کسی کا پانچ شریک نہیں جانتا۔

راہب نے کھڑے ہو کر اپنی کمر کے پہ کو کھولا اور امیر المؤمنین کی پیشانی کا بوسہ دیکر کہا کہ میں

گواہی دیتا ہوں کہ خدا، ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے، میں گواہی دیتا ہوں محمد خدا کی طرف سے

رسالت و نبوت پر میتوث ہوئے اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ خلیفہ و صیہنگر اور امانت اسلامی کے امین،

وین کا معدن، علم و حکمت اور برہان کا سرچشمہ ہیں۔

میں نے آپ کا نام توریت میں الیاء، الحبل میں الیاء، قرآن میں علیٰ اور لگزشہ کتابوں میں حیدر پڑھا

ہے۔ میں اپنی معلومات و اطاعت کے سب معتقد ہوں کہ آپ ہی رحلت پیغمبر کے بعد خلافت اور ان کی

امانت کی پیشوائی نیز امارت کیلئے دوسروں سے زیادہ لائق و سزاوار ہیں۔

پس آپ کے امور اس امانت کے ساتھ کیسے ہیں؟

امیر المؤمنین نے راہب کی بات کا مختصر و جمل جواب دیا۔

راہب اٹھا دراپے اموال امیر المؤمنین کے جوالہ کئے، آپ نے وہ تمام مال، سونا و چاندی اور مدینہ کے

فقیروں اور محتاجوں میں تقسیم فرمائے اور سجدہ سے باہر چلے گئے۔

ظلم و جور کے بارے میں امیر المومنین کا کلام

روایت کی گئی ہے کہ امیر المومنین کے سامنے تذکرہ ہوا کہ آپ کے اصحاب خدا کے عدل و ظلم کے بارے میں بحث و مباحثہ کر رہے ہیں، یہ ان کرام اپنی جگہ سے اٹھے اور مسجد میں آ کر منبر پر تشریف لے گئے۔ پرو رہگار کی حمد و شاء کے بعد فرمایا:

اے لوگو! جان لو کہ جب خدا نے انسان کو خلق کیا تو اس نے چاہا کہ تمام انسان آداب پسندیدہ کے مطابق عمل کریں اور صفات حمیدہ و اخلاقی شریفہ سے متصف ہوں۔ ہاں یہ باتیں خود بخوبی متحقق عملی نہیں ہو سکتیں، بلکہ ان مطلوبہ و غیر مطلوبہ صفات حمیدہ و ناپسندیدہ آداب و اعمال کی وضاحت ہونا چاہیے، کیونکہ یہ امر حیر و صلاح کی طرف دعوت اور شر و فساد کی ممانعت پر موقوف تھا، امر و نہیں اور دعوت اس صورت میں اثر بخش اور نتیجہ خیز ہوتی کہ اس کے بعد مفید و مددوں اور سخت خوف و تحدیر کا بیان ہوتا، جو ترغیب و تشویق، خواہشات نفسانی و لذائذ جسمانی کے دلیل سے ہونا چاہیے جیسے ماڈی و محسوں مصیبتوں اور عذابوں کے ذریعہ ڈرانا۔ اس حاظت سے جب انسان پیدا ہوا اور اس جہان میں زندگی بر کرنے لگا تو بہشت کی نعمت ولنت اور خوشی و آرام کے بہت سے نمونے اس دنیا میں دکھائے گئے تاکہ ان مختصر غمنوں سے حقیقی خوشیوں تک پہنچ سکے، اسی طرح دوزخ کی سختیوں، شنجوں اور عذابوں کے نمونے بھی ظاہر و قیامیان ہوتے تاکہ ان جزئیات اور علامتوں سے وہاں کی بڑی بڑی مصیبتوں کی مخصوصیات بھی جاسکے۔ یہ وہی ہے جو تم ملاحظہ کر رہے ہو کہ دنیوں کی تمام نعمت و خوشی و آرام، غم و غصہ اور مختلف درج و غم سے میں ہوئی ہے۔

کہا گیا ہے کہ یہ کلام جاخط کے سامنے پڑھا گیا، اس نے کہا کہ یہ کلام جامعتیں و بہترین کلام ہے جسے مؤلفین نے اپنی تالیف میں جمع کیا ہے اور محدثین نے بھی بیان کیا ہے، ابوعلی جبائی نے جاخط کی بات سئی تو کہا جاخط نے درست کہا، اس میں کسی طرح کی کمی و زیادتی کا اختلال نہیں ہے۔

جر و تفویض کے بارے میں امیر المؤمنین کا کلام

امام علی نقی سے روایت کی گئی ہے: کہ آپ نے مسئلہ نقی جر و تفویض میں ال اہواز کو خط خبر رکھتے ہوئے فرمایا:

امیر المؤمنین سے جگ صحن کی مراجعت کے بعد ایک شخص نے پوچھا: اے امیر المؤمنین! مجھے ال شام سے جگ و مقابلہ کے بارے میں بتائیے کہ یہ واقعہ پر درگار کی قضا و قدر کے اعتبار سے تھا یا نہیں؟

امیر المؤمنین نے اس کے جواب میں فرمایا: اے مرد بزرگوار! ہاں، تم لوگوں نے پہاڑ درہ و صحرائیں کوئی قدم نہیں رکھا مگر یہ کہہ خدا کی قضا و قدر کے مطابق تھا۔ اس مرد نے کہا! اس صورت میں اس سفر کی برداشت کی ہوئی تمام تکالیف و شدائد خدا کے حساب میں ہے اور ہمیں اس کا کوئی اجر و ثواب حاصل نہیں ہوگا۔

امیر المؤمنین نے فرمایا: ہم کو اجر و ثواب کیوں نہیں ملے گا، بلکہ خدا و مدعیوں نے تمہارے دشیں کیطرف جانے کیلئے اور جگ سے مراجعت کیلئے اجر جزیل اور ثواب کثیر ہیں کیا ہے اور تم ان حالات و واقعات میں مجبر و مضر نہیں تھے (بلکہ اپنے اختیار سے گئے اور واپس ہوئے) اس شخص نے کہا: یا امیر المؤمنین! کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم اس سفر کے رفت و آمد میں مغار و آزاد ہوں جبکہ قضا و قدر الی ہمیں اس واقعہ کی جانب کھنچ رہی ہے۔

امیر المؤمنین نے فرمایا: شاید تو حتی و یقینی قدر و قضا سمجھ رہا ہے اور اسی کو مراد لے رہا ہے۔ اگر ایسا ہو تو یقیناً امر و نبی، ثواب و عقاب اور جنت، دوزخ عیش و باطل ہو جائیں، مطیع و فرمابردار و نیکوکار اشخاص اور عاصی و بدکار اغفار حصاوی ہو جائیں بد کردار اشرار کی طاقت و نیزت اور نیکوکار و خوش رفتار لوگوں کی مدد و

ثنا اور تشویق نہیں کی جا سکتی، نیکو کار کو جزاۓ خیر میں کوئی اولویت نہ ہوتی اور بد کردار کیلئے اعمال بد کی سزا و عقاب میں کوئی فرق نہ ہوتا۔

یہ بات بت پرستوں کے کلام کلیறج ہے اور شیطان کے پیروکاروں اور رحلن کے مخالفوں، دروغ و بہتان کی تقدیق کرنے والوں اور گمراہوں کی باتیں ہیں۔

ایسا اعتقاد رکھنے والے اس امت کے بھوی اور قدri شمار ہوں گے۔

وہ لوگ نہیں جانتے کہ پروردگار نے حکم دیا ہے درا柄الیکہ لوگوں کو اختیار دیا ہے کہ اپنے اختیار سے اس کے اصر و حکم کی اطاعت کریں۔ اس نے نبی کی ہے دارا柄الیکہ اس کی روک تھام ڈرانے و دھکانے کی خاطر ہے اس کی تکالیف سہل و آسان اور بندوں کے حد و قدرت میں ہے، لوگوں کی مخالفت و نافرمانی نہ تو خدا کے ضعیف و کمزور اور مغلوب ہونے کے سبب ہے اور نہ تو لوگوں کی اطاعت و فرمانبرداری اس کے زور و ذریتی کی وجہ سے ہے۔ انبیاء و رسولوں کی بعثت کا یہ ہوہ و عبیث نہیں، آسمانی کتابوں کا نزول لغو و مکمل نہیں ہے، زمین و آسمان اور دوسری مخلوقات کی خلقت باطل و بے فائدہ نہیں، وہ گیا منکر میں خدا غلط مکرا و عناد کی وجہ سے ایسی باتیں کرتے ہیں اور کافروں کیلئے جہنم اور اس کا عذاب سخت ہے۔

پھر امیر المؤمنین نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: ﴿وَقُضِيَ رَبُّكَ الْعَبْدُوا إِلَيْهِ أَيَّاهٍ﴾

تمہارے پروردگار کا فصلہ ہے کہ اس کی بندگی کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرو۔

(سورہ اسراء، آیت ۲۲)

وہ شخص انہا بت خوش و مسروہ کر امیر المؤمنین کے پاس سے اٹھ کر یہ اشعار پڑھتا ہوا چلا گیا۔
(ترجمہ) آپ وہ امام و پیشوائیں کہ جن کی ذات سے ہم امیدوار ہیں کہ آپ کی اطاعت و پیروی کے ذریعہ روز قیامت پروردگار ہماری محفوظت کرے گا، حقائق دین میں سے جو میرے لئے مشتبہ تھا وہ آپ نے روشن کر دیا، خدا آپ کو جزاۓ خیر عطا ہے کہ عمل فتح کرنے والے شخص کو کوئی عذر و بہانہ نہیں ہے اور اس کے فتن و تھصیت کو غیر کلیறج نہیں دی جا سکتی، ہر گز یہ کہنا جائز نہیں ہے کہ جس نے

نکھا و مکرات سے منع کیا ہے وہی اس کے عمل کا سبب ہے یا جو پروردگار خیر و صلاح اور عدالت کا خواہاں ہے اور خود قادروں جبے نیاز و مہر بان ہے وہی اولیاء سے عداؤت اور ان پر ظلم و تم اور قتل کا حامی بھی ہوتا ہے، یقیناً ایسا عقیدہ عداوت و غصب الہی کا موجب ہے اور شیطانی و سورہ شمار ہوتا ہے۔

قضايا و قدر کیا ہے؟

روایت کی گئی ہے کہ ایک شخص امیر المؤمنین کی خدمت میں شرفیاب ہوا اور عرض کیا جس قضا و قدر کا آپ ذکر کر رہے ہیں وہ کیا ہے؟

امیر المؤمنین نے فرمایا: قضا و قدر یعنی پروردگار کا اپنی اطاعت کا حکم دینا اور اپنی خالق و نافرمانی سے روکنا، اعمال خیر و پسندیدہ کے انجام دینے اور برے افعال کے ترک کرنے کیلئے بندوں کو طاقت دینا، اپنی خوشنودی اور اپنے تقریب کی توفیق دینا اور مدد کرنا، راہ محضیت پر چلنے والے اشخاص کی مدد نہ کرنا، اچھی ہزا کے وعدے کرنا اور برے اعمال کے برے انجام کیا دلانا، برغبت و شوق دلانا، ڈرانا و خوف دلانا۔

یہ سب خدا کی قضا و قدر کے معانی ہیں۔ ہمارے اعمال کے بارے میں اس کے علاوہ جو مفہوم بیان کیا جائے، وہ قابل تصدیق اور لائق اعتدال نہیں ہے بلکہ عمل کے باطل ہونے اور حسنات کے محبوہ ہو جانے کا سبب ہو گا، تم کو ان کی طرف توجہ نہیں کرنا چاہئے۔ اس مرد نے کہا:

یا امیر المؤمنین! آپ نے مجھے سکون وطمینان بخش دیا اور دل کے اضطراب سے نجات دیدی۔

قضاءقدر کے بارے میں

روایت کی گئی ہے کہ امیر المؤمنین سے قضاءقدر کے حق پوچھنے گئے؟

آپ نے فرمایا: یہ کہو کہ خدا نے لوگوں کو خدا نہیں پر چھوڑ دیا ہے اور ان کے امور خدا نہیں کے ذمہ کر دیا ہے کیونکہ اس صورت میں تم نے اللہ تعالیٰ کے مقدس مقام کی توہین و تحقیر کی ہوگی۔

یہ بھی نہ کہو کہ خداوند عالم نے لوگوں کو ان کے گناہ و معصیت کی نسبت مجبور و عاجز بنایا ہے کیونکہ اس صورت میں تم نے قاد مظلوم و مہریان خدا کو ظالم و منکر کر جھلیا ہے۔

بلکہ ایسا کہنا چاہئے کہ اطاعت اور اعمال صالح خدا کی توفیق و عنایات سے انجام پاتا ہے اور افعال بد اس کے لطف و کرم اور توفیق کے سب ہو جانے کے نتیجہ میں انسان سے سرزد ہوتے ہیں۔

مشجور ہنا چاہئے کہ یہ تمام امور اور اس کے تمام مراتب علم خدا میں ثابت و ضبط کئے ہوتے ہیں۔

کیا خدا دیکھا جا سکتا ہے؟

روایت کی گئی ہے کہ ایک شخص نے آنکہ امیر المؤمنین سے عرض کیا یا امیر المؤمنین الجھے پروردگار عالم کے بارے میں بتائیے کیا آپ وقت عبادت اس کا مشاہدہ کرتے ہیں؟

فرمایا: ہاں نہیں ایسا انسان نہیں ہوں کہ بغیر دیکھے ہوئے خدا کی عبادت کروں۔

عرض کیا یا امیر المؤمنین! آپ خدا کو کیسے دیکھتے ہیں؟

فرمایا: تم پر انوس کا تھارے خیال میں خدا نے جہان کو اس آنکھ سے دیکھا جا سکتا ہے، خدا ظاہری چشم اور مادی دید کے ذریعہ نہیں دیکھا جا سکتا، بلکہ اسے چشم قلب، باطنی بصیرت اور نور عقل سے مشاہدہ کیا جا سکتا ہے اور نور معرفت و ایمان کے دریلہ سے درک کیا جا سکتا ہے۔

خداوند ح تعالیٰ اپنی آیات و علامات کی دلالت سے پہچانا گیا ہے اور خود اس کے واضح دروشن آثار و علامہ سے اس کی تعریف و توصیف کی جاتی ہے۔

پروردگار الٰگوں پر قیاس نہیں کیا جا سکتا اور نہ ظاہری حواس و قوتوں سے اس کا ادراک ہو سکتا ہے۔ یہ

سن کر وہ شخص امیر المؤمنین کے پاس سے یہ کہتا ہوا بہر چلا گیا کہ:

خدا اکابر جانتا ہے کہ اپنی رسالت و خلافت کو کس محل و مقام پر رکھے۔

خداوند متعال کہاں ہے؟

روایت ہے کہ علاء یہود سے ایک نے ابو بکر سے اکر پوچھا کیا تم جانشین تھیں ہو؟

ابو بکر نے کہا! ہاں، عالم یہودی! ہم توریت میں پڑھتے ہیں کہ انبیاء کے جانشین کو امت سے علم و افضل ہوتا چاہئے، آپ مجھے بتائیے کہ پورہ گار عالم کہاں ہے؟

آیا وہ آسمان میں ہے یا زمین میں ہے؟

ابو بکر اخدا آسمان میں عرش کے اوپر ہے۔

عالم یہودی! ایسی صورت میں لازم آتا ہے کہ میں خداوند نام کے وجود سے خالی ہو، وہ ایک معین گلہ پر قرار پائے اور دوسرے مقامات سے وہ دور ہو۔

ابو بکر یہ زندگیوں اور بے دینوں کی باتیں ہیں، میرے پاس سے انھکر دور ہو جاؤ، ورنہ حکم دوں گا کہ تمہیں قتل کر دیں۔

وہ شخص نہایت حیرت و تجہب کے ساتھ انھکر چل دیا اور واپس جاتے ہوئے دین اسلام کا مذاق کر رہا تھا، وسط راہ میں امیر المؤمنین نے اس سے ملاقات کر کے فرمایا:

تمہارے سوال اور ابو بکر کے جواب کی مجھے اطلاع ہے، اس کے بارے میں میرا جواب یہ ہے کہ خدا نے مکان و مقام تو پیدا کیا ہے، اس کیلئے کوئی مکان نہیں ہے۔ وہ اس سے برتر اور بالاتر ہے کہ اس کو کوئی محل اپنے احاطہ میں لے، وہ تمام مکان پر محیط ہے اور تمام محل و مقام اس کی ذات القدس کی نسبت مساوی و برابر ہیں۔

تمہاری آسمانی کتابوں میں سے ایک میں جوبات وارد ہوئی ہے میں تمہیں بتاتا ہوں، تم میری تصدیق کرو گے، کیا ایسی صورت میں میری بات قول کر کے اس پر اعتماد اور ایمان لاوے گے؟

عالم یہودی! ہاں!

امیر المؤمنین نے فرمایا: تھہاری آسمانی کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ ایک روز جناب مولیٰ بیٹھے تھے، ان کے پاس ایک فرنہ مشرق سے آیا، نبیؐ نے پوچھا کہاں سے آ رہے ہو؟

اس فرشتے نے جواب دیا، پروردگار کی جانب سے آ رہا ہوں، دوسرا فرشتہ مغرب کی جانب سے آیا، جب نبیؐ نے اس کی جگہ پوچھی اس نے جواب دیا، پروردگار کی سمت سے آ رہا ہوں، اسی وقت ایک دوسرا آسمان سے آیا اس نے بھی نبیؐ کے جواب میں کہا خدا کی طرف سے آ رہا ہوں، پھر ایک دوسرا فرشتہ زمین کے نیچے سے آیا، نبیؐ نے اس سے وہی سوال کیا، اس نے کہا میں ہفتم اور جانب پروردگار سے آ رہا ہوں۔

اس سے حضرت مولیٰ نے عرض کیا منزہ و بر تہے وہ خدا جو کسی مکان میں نہیں ہے اور کوئی محل اس کا احاطہ بھی نہیں کر سکتا اور خدا کسی مکان میں دوسرا مکان سے نزدیک تر نہیں ہے۔

عالم یہودی نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ حق و حقیقت کا مطلب وہی ہے جو آپ نے فرمایا، آپ مقامِ خلافت اور صاحیت کیلئے اولویت رکھتے ہیں۔

خدامکانِ محمد و نبیں رکھتا

شیعی نے روایت کی ہے کہ امیر المؤمنین نے ایک شخص کو کہتے ہوئے سنا کہ اس خدا کی قسم جو سات پر دوں کے ذریعہ پوشیدہ ہے۔

امیر المؤمنین نے اس کی جانب تازیانہ بلند کرتے ہوئے فرمایا:

تجھ پر افسوسِ خداوند متعال اس سے برتو بالاتر ہے کہ کسی چیز کے ذریعہ پہاں اور پوشیدہ ہو یا اس سے کوئی چیز چھپی ہوئی ہو، پاک ہے وہ پروردگار جسے مکانِ گھر نبیں سکتا اور دنیا کی کوئی چیز اس سے تھنی نہیں رہ سکتی، وہ تمام آسانوں، زیمنوں اور دنیا والوں سے باخبر ہو گا ہے۔

اس شخص نے کہا کیا اپنی قسم کا کفارہ دینا لازم ہے؟

امیر المؤمنین نے فرمایا تو نے خدا کی قسم کھائی نبیں کی اس کا کفارہ دینا ضروری ہے کیونکہ جو سات طبقہ کے ساتھ پوشیدہ ہو وہ خداوند نبیں ہے اور تیری قسم اس خدا سے تھی جو ایسا نبیں ہے۔

امام صادقؑ سے منقول ہے: کہ علماء یہود میں سے ایک نے امیر المؤمنین سے آکر عرض کیا:

اے علی! آپ کا خدا کہاں ہے؟

امیر المؤمنین نے فرمایا: تجھ پر افسوس! کس نظر اور کس مکان کو فرض کیا جائے کہ پروردگار دہاں نبیں ہے، لہذا تم کیسے س کے گل و مقام کا استفسار و سوال کر رہے ہو؟

خداوند عالم ہر جگہ ہے، وہ ہر موجود سے قبل ہے، قصور نبیں ہو سکتا، کہ اس سے پہلے کوئی چیز وجود رکھتی ہو، اس کے بعد کسی موجود کا ہونا باطل اور غلط ہے، اس کیلئے کوئی انہما نبیں ہے، تمام انہما اس کے ابدی وجود کے مقابل ختم ہو باتے ہیں، وہ تمام انہما موجودات کا شتمی اور مرجم ہے۔ عالم یہودی نے کہا:

یا امیر المؤمنین! کیا آپ بغیر ہیں؟

احتجاج طبرسی

(۳۲۶)

امیر المؤمنین نے فرمایا:

تحھ پر افسوس ہے، میں شیخ بر اسلام خاتم النبیین کے غلاموں اور دوستوں میں سے ایک اونا غلام ہوں۔

اشفاق حسین

محمد الحرام ۷۱۰ھ مطابق ۱۲۷۰ھ

دین و دست

حصہ اول

۱	چھ کتاب کے بارے میں
۲	مقدمہ
۳	تألیف کتاب کا سبب
۴	احتجاج سے متعلق آیات
۵	اہل علم و دانش کے فضائل
۶	احتجاج رسول اکرم
۷	کیا رسول خدا نے احتجاج و مناظرہ کیا ہے؟
۸	مخالفین، رسول اکرم کی خدمت میں
۹	رسول اکرم کا یہودیوں سے احتجاج
۱۰	نصاریٰ سے تخبر اسلام کا احتجاج
۱۱	دہریوں سے رسول اکرم کا احتجاج
۱۲	مانویوں سے رسول اکرم کا مناظرہ و احتجاج
۱۳	بترستوں سے رسول اکرم کا مباحثہ و احتجاج
۱۴	خدا کی چیزیں حلول نہیں کرتا
۱۵	غیر خدا کا بجہہ حلول نہیں کرتا
۱۶	خانہ کتبہ کے مقابل عبادت کا مقصد
۱۷	مشرکین سے رسول اکرم کا احتجاج

احتجاج طبری

۳۲	مقام نبوت اور جاہ و ثروت.....	۱۸
۵۸	ابو جہل کی گفتگو.....	۱۹
۶۰	رسول اکرم کا مشرکین سے احتجاج.....	۲۰
۶۲	رسول اکرم کے نام ابو جہل کا خط.....	۲۱
۶۳	یہودیوں سے رسول اکرم کا احتجاج.....	۲۲
۶۶	قبلہ کے بارے میں یہودیوں سے رسول اکرم کا احتجاج.....	۲۳
۶۹	یہودیوں سے رسول اکرم کا احتجاج.....	۲۴
۷۱	یہود و ناصب سے رسول اکرم کا احتجاج.....	۲۵
۷۵	رسول اکرم کا یہودیوں سے احتجاج.....	۲۶
۷۸	کیا رسول اسلام افضل انبیاء ہیں؟.....	۲۷
۷۹	یہودیوں سے رسول خدا کا احتجاج.....	۲۸
۸۲	رسول اکرم سے یہودی کا دوسوال.....	۲۹
۸۵	غزوہ بنو کہ میں منافقین سے رسول اکرم کا احتجاج.....	۳۰
۸۹	رسول اکرم اور کوہ توبوک کی گھانی.....	۳۱
۹۱	روز غدری رسول اکرم کا احتجاج.....	۳۲
۹۳	روز غدری خطبہ رسول اکرم.....	۳۳
۱۰۲	رسول اکرم کے جانشینوں کا تعین.....	۳۴
۱۱۰	رسول اکرم کے بعد بارہ خلیفہ.....	۳۵
۱۱۲	اویسا درسول اکرم.....	۳۶
۱۱۳	خلافت کے بارے میں احتجاج.....	۳۷

احتجاج طبرسی

(۳۲۹)

۱۱۵	لکھر اسامہ اور وفات پیغمبر	۳۸
۱۱۶	تکمیل سقیفہ و انتخاب	۳۹
۱۱۷	احتجاج حضرت علی	۴۰
۱۱۸	علی بن ابی طالب کی خلافت کا واقعہ	۴۱
۱۱۹	خالد ابن سعید کا بیان احتجاج	۴۲
۱۲۰	سلمان فارسی کا احتجاج	۴۳
۱۲۱	احتجاج حضرت ابوذر غفاری	۴۴
۱۲۲	احتجاج مقداد ابن اسود	۴۵
۱۲۳	احتجاج بریدہ اسلی	۴۶
۱۲۴	احتجاج جناب عمار یاسر	۴۷
۱۲۵	احتجاج ابی ابی کعب	۴۸
۱۲۶	احتجاج خرمید ابی ثابت	۴۹
۱۲۷	احتجاج ابوالشیم تیہان	۵۰
۱۲۸	احتجاج سہیل ابن حنفی	۵۱
۱۲۹	احتجاج عثمان ابن حنفی	۵۲
۱۳۰	احتجاج حضرت ابوالیوب النصاری	۵۳
۱۳۱	ابو بکر کاتا شاہزادہ کی تغیر حالت	۵۴
۱۳۲	عمراں اکبر کی بیعت کیلئے لوگوں کا مادہ کرنا اور خانہ ناظمہ کا جلانا	۵۵
۱۳۳	بعد وفات رسول اکرم	۵۶
۱۳۴	امیر المؤمنین علی کی خلافت کا واقعہ	۵۷

احتیاج طبری

(۳۲۰)

۱۵۷	تاثرات حضرت زہرا	۵۸
۱۵۸	اسامد کی بیعت کا واقع	۵۹
۱۶۰	ابو بکر کا خط اپنے باپ کے نام	۶۰
۱۶۲	امیر المؤمنین علی کے بارے میں ابو بکر کا کلام	۶۱
۱۶۳	امیر المؤمنین و عباس ابن عبد المطلب	۶۲
۱۶۵	امارت ولایت کے موضوع پر ابو بکر کی نظرتو	۶۳
۱۶۶	فڈ کے بارے میں علی کا ابو بکر سے احتیاج	۶۴
۱۶۹	علی اسی طالب دخالہ ان ولید	۶۵
۱۷۱	غضب فڈ کے بعد ابو بکر کے نام علی کا خط	۶۶
۱۷۲	علی اپنے ابی طالب کا خط	۶۷
۱۷۵	حضرت زہرا کا فڈ کے بارے میں خطبہ اور احتیاج	۶۸
۱۷۷	خطبہ میں احکام الہی کا فلسفہ	۶۹
۱۷۹	قاطئہ ہر اپنا تعارف کرتی ہیں	۷۰
۱۸۳	مطالبہ فڈ اور احتیاج	۷۱
۱۸۵	انصار کی سرزنش اور ان سے طلب امداد	۷۲
۱۸۸	ابو بکر کا جواب	۷۳
۱۹۰	بنت رسول کا جواب	۷۴
۱۹۲	بنت رسول کے پاس خواتین مدینہ	۷۵

حصہ دوم

- | | |
|----|--|
| ۷۶ | خلافت علی بن ابیطالب کے بارے میں سلمان فارزی کا احتجاج |
| ۷۷ | احتجاج ابن اکعب دربارہ خلافت علی |
| ۷۸ | بیعت کے بعد، ابوکبر کا اظہار صرفت اور حضرت علی کا احتجاج |
| ۷۹ | اہل شرائی کے سامنے اپنی اولویت کیلئے حضرت علی کا احتجاج |
| ۸۰ | حضرت علی کا انصار و مہاجرین سے اپنی فضیلت کے بارے میں احتجاج |
| ۸۱ | طہران عبید اللہ کا اعتراض |
| ۸۲ | حضرت علی کا اپنا تعارف |
| ۸۳ | مسجد الحرام میں جناب ابوذر کا رسول خدا کی دو حدیث بیان کرنا |
| ۸۴ | علی ابن ابیطالب کا عنان سے احتجاج |
| ۸۵ | ایک شخص کا حضرت علی کے مقابلہ میں خرومباءات |
| ۸۶ | امیر المؤمنین صدیق و فاروق ہیں |
| ۸۷ | فضائل امام علی کے ثابت کا احتجاج |
| ۸۸ | امیر المؤمنین کائنین کے ساتھ احتجاج |
| ۸۹ | طہران بیر سے امیر المؤمنین کا احتجاج |
| ۹۰ | حضرت علی ابن ابیطالب کا خطبه |
| ۹۱ | طہران بیر سے امیر المؤمنین کا گفتگو |
| ۹۲ | زیر این عوام سے امیر المؤمنین کی گفتگو |
| ۹۳ | جنگ جمل و عاشر |
| ۹۴ | ام سلیمانی کی عائش سے ملاقات |

احتجاج طبرسی

۲۷۶	ام سلکہ کا عائشہ سے احتجاج.....	۹۵
۲۷۰	امیر المؤمنین کا اہل بصرہ سے احتجاج.....	۹۶
۲۵۵	اہل اسلام سے قتل و جنگ سے امیر المؤمنین کا احتجاج.....	۹۷
۲۵۷	حسن بصری سے امیر المؤمنین کا احتجاج.....	۹۸
۲۵۹	امیر المؤمنین کا کلام حسن بصری کے بارے میں.....	۹۹
۲۶۰	اپنے صحابہ سے امیر المؤمنین کا احتجاج.....	۱۰۰
۲۶۵	کلام امیر المؤمنین	۱۰۱
۲۶۳	امیر المؤمنین کا معاویہ کے ساتھ احتجاج.....	۱۰۲
۲۷۸	امیر المؤمنین کا خط معاویہ کے نام.....	۱۰۳
۲۷۱	امیر المؤمنین کا دروس الخط معاویہ ابن ابو عثمان کے نام.....	۱۰۴
۲۷۲	معاویہ کا نوشتہ اور جواب امیر المؤمنین.....	۱۰۵
۲۷۳	قتل عمار ابن یاسر کے بارے میں.....	۱۰۶
۲۸۵	عمر و عاص کے نام امیر المؤمنین کا خط.....	۱۰۷
۲۸۶	عمر و عاص کی بات کا امیر المؤمنین کا جواب.....	۱۰۸
۲۷۷	محمد ابن ابو بکر کا خط معاویہ کے نام.....	۱۰۹
۲۸۸	معاویہ کا جواب محمد ابن ابو بکر کے نام.....	۱۱۰
۲۹۱	امیر المؤمنین کا خوارج سے احتجاج.....	۱۱۱
۲۹۳	امیر المؤمنین کا خوارج سے مناظرہ.....	۱۱۲
۲۹۵	حکمین کے بارے میں کلام امیر المؤمنین	۱۱۳
۲۹۶	امیر المؤمنین کا خوارج کے اعتراض پر جواب.....	۱۱۴

احتجاج طبرسی

۳۰۱	۱۱۵	امیر المؤمنین کا احتجاج
۳۰۳	۱۱۶	اعشعث کی بات اور جواب امیر المؤمنین
۳۰۹	۱۱۷	امیر المؤمنین کے ساتھ رسول اکرم کی گفتگو
۳۱۱	۱۱۸	امیر المؤمنین سے رسول اکرم کی وصیت
۳۱۲	۱۱۹	امیر المؤمنین کے جہاد کی خصوصیات کے بیان میں
۳۱۵	۱۲۰	فضیلیت امیر المؤمنین
۳۱۷	۱۲۱	رسول خدا اور مرغ بریان
۳۲۰	۱۲۲	توحید کے بارے میں امیر المؤمنین کی گفتگو
۳۲۲	۱۲۳	امیر المؤمنین کی ایک راہب سے ملاقات
۳۲۴	۱۲۴	ظلم و حجور کے بارے میں امیر المؤمنین کا شکلام
۳۲۷	۱۲۵	جبر و تدفیع کے بارے میں امیر المؤمنین کا کلام
۳۲۰	۱۲۶	قضا و نذر کیا ہے؟
۳۲۱	۱۲۷	قضا و نذر کے بارے میں
۳۲۲	۱۲۸	کیا خدا دیکھا جا سکتا ہے؟
۳۲۴	۱۲۹	خداوند تعالیٰ کہاں ہے؟
۳۲۵	۱۳۰	خدمات کا ان حدود جیسیں رکھتا
۳۲۷	۱۳۱	فہرست

حاشیہ

حاشیہ ص: ۸۵

نبی کا یہ فرمان حدیث منزلت کے نام سے مشہور ہے۔ یہ اسی مفہوم کے ساتھ صحیح بخاری کتاب المناقب، کتاب المغازی، مسلم کتاب فضائل صحابہ وغیرہ وغیرہ میں موجود ہے۔ منقول ازمناقب علی و حسین و امہما طمہ الزهراء
مصطفی محمد فواد عبد الباقی۔

حاشیہ ص ۹۳

آیت بلع سورۃ مائدہ کی آیت نمبر ۲۷ ہے اور یہ آیت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اللہ نے اس آیت کے ذریعے نبیؑ کو حکم دیا کہ آپؐ مولا علیؑ کی ولایت کا اظہار سب لوگوں کے سامنے فرمائیں اور اگر آپؐ نے ایسا نہیں کیا تو آپؐ نے رسالت کا کوئی پیغام نہیں پہنچایا۔ تفسیر درمنثور میں بھی اس آیت کا علیؑ کی شان میں نازل ہونا لکھا ہوا ہے۔

اور جب نبیؑ پاک نے مولا علیؑ کی ولایت اور ان کے مولا ہونے کا خطبہ ان الفاظ میں ارشاد فرمایا "جس کا میں مولا ہوں تو علیؑ بھی اس کا مولا ہے۔" (منداحمد) سیوطی کہتے ہیں کہ یہ حدیث متواتر ہے۔ منقول ازمناقب علی و حسین و امہما طمہ الزهراء مصنف محمد فواد عبد الباقی

تو اللہ نے اس کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا "میں نے تمہارے دین کو کامل کر

دیا اور تم پر اپنی فتحت پوری کر دی اور تمہارے (اس) دین اسلام کو پسند کیا۔ سورۃ المائدہ ۳۰ یہ آیت بھی مولانا علی کی شان میں نازل ہوئی ملاحظہ کریں۔ تفسیر درمنثور ارجح المطالب، غدیر خم کے واقعے کی مزید تفصیل کیلئے کتاب ”خلاصہ الغدیر“ مصنف علی اصغر خراسانی کی طرف رجوع کریں۔

حاشیہ ص ۱۰۲

حدیث ثقلین لا تعداد لوگوں نے روایت کی ہے اور لا تعداد علماء نے اسے اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔ کچھ کے نام یہ ہیں:

مسلم، ترمذی، طبقات ابن سعد، منند احمد بن حبیل، خصائص نسائی وغیرہ وغیرہ۔ ہم نے یہ تفصیل ریسیں المناظرین حضرت علامہ میر خاں حسین ہندیؒ کی لا جواب کتاب عجفات الانوار کی جلد حدیث ثقلین سے لی ہے۔

حاشیہ ص ۱۰۹

واضح رہے کہ آئندہ اثنا عشر کے اماء نبیؐ نے پہلے ہی بتادی یہ تھے۔ چنانچہ اسی قسم کی ایک روایت یادیق المودۃ میں بھی موجود ہے جس میں نبیؐ نے بارہ آئندہ کے نام لیے ہیں۔

حاشیہ ص ۱۱۳

نبیؐ نے فرمایا ”اے مسلمانوں کے گروہ! جوان الہ خیمه سے صلح رکھے گا۔ میری اس سے صلح ہے اور جس کی ان سے لڑائی ہے میری اس سے لڑائی ہے ان کا دوست میرا دوست ہے۔ ان سے وہی محبت کرے گا جو انتہائی سعادت مند اور

اچھی ولادت والا ہے اور ان سے وہی دشمنی اور بغضہ رکھے گا جو انہائی بد بخت اور
گٹھیا ولادت والا ہے۔ ”اہل خیمه سے مراد علیؑ سیدہ فاطمہ امام حسنؑ اور امام حسینؑ
ہیں۔ ریاض الفضفہ فی مناقب عشرہ مبشرہ جلد ۲

حاشیہ ص ۱۱۹

یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت عمر میدان جنگ سے بھاگ جایا کرتے تھے
چنانچہ ان کا اپنا اقرار جرم ہے کہ ”حضرت عمر نے یوم جمعہ کو خطبہ دیا اور آل عمران
کی حلاوت کی۔ خطبہ کے وقت اس سوت کی حلاوت آپ کو اچھی لگتی تھی۔ جب
آپ ان الذین تو لوَا منکم یوم النقی الجمیع“ (آل عمران ۱۵۵) تک
پہنچ تو فرمایا جب غزوہ احمد ہوا تو ہم بھاگ گئے۔ میں بھی بھاگ گیا اور پہاڑ پر
چڑھ گیا۔ میں اپنے آپ کو یوں چھلانگیں مارتا ہوا دیکھتا گویا میں پہاڑی بکرا
ہوں، ”تفسیر درمنثور جلد ۲ اردو“

حاشیہ ص ۱۲۰

سقیفہ میں سعد بن عبادہ کا مخالفت کرنا تاریخ طبری جلد ۲ اردو میں بھی
موجود ہے۔ چنانچہ اس میں لکھا ہے کہ ”پندرہ وزان سے تعارض نہیں کیا گیا۔ اس
کے بعد ان سے کہلا کر بھیجا گیا کہ چونکہ تمام لوگوں نے اور خود تمہاری قوم نے بھی
بیعت کر لی ہے تم بھی آ کر بیعت کرو۔ سعد نے کہا یہ نہیں ہو سکتا تا وفتیکہ میں
تمہارے مقابلے میں اپنا ترکش خالی نہ کر دوں۔ اپنے نیزے کو تمہارے خون
سے رکنیں نہ کر لوں۔ سعد نہ ابو بکر کی امامت میں نماز پڑھتے تھے اور نہ جماعت

میں شریک ہوتے۔ حج میں بھی مناسک کو ان کے ساتھ ادا نہ کرتے۔ ابو بکر کے انتقال تک ان کی بھی روشن رہی۔“

سعد اور حضرت عمر کی لڑائی ان الفاظ میں لکھی ہوئی ہے ”عمر نے اسے اٹھا لیا اور بھر سعد پر چھپے اور لوگ بھی سعد پر چھپے۔“ اس وقت عہد جامیت کا سامنظر پیش آیا اور تو تو میں میں ہونے لگی۔ ابو بکر اس سے دور رہے۔ جس وقت سعد پر لوگ چڑھ گئے کسی نے کہا کہ تم لوگوں نے سعد کو مار دیا۔ عمر نے کہا اللہ اسے ہلاک کر دے وہ منافق ہے عمر کی تواریخ سامنے ایک پتھر آ گیا اور ان کی ضرب سے وہ قطع ہو گیا۔ ناظرین اس مار دھاڑ اور طاقت کے بل بوتے پر یہ خلافت پروان چڑھی۔

حاشیہ ص ۱۲۲

آل محمدؐ نبی کا کفن دن کا نظام کر رہے تھے اور یہ خلافت کے پچاری سقیفہ میں خلافت کا انتظام کر رہے تھے چنانچہ مصر کے ایک مشہور عالم دین رشید رضا اپنی کتاب ”امامت عظیٰ“ میں لکھتے ہیں ”صحابہ نے نصب خلیفہ کو نبیؐ کی تجہیز و تکفیر پر بھی مقدم کیا اور یہی معتمد علیہ ہے۔“

زید ابن ارقم کا حدیث غدریہ کی تقدیر یق نہ کرنا اور مولا علیؐ کی پددعا سے اس کا بینائی سے محروم ہونا انسان العيون جلد ۷ اردو میں بھی موجود ہے۔

حاشیہ ص ۱۲۶

”مہاجرین اور انصار کے کچھ لوگوں نے حضرت ابو بکر کی بیعت سے

تختلف کیا اور حضرت علیؑ کے ساتھ ہو گئے۔ ان میں عباس، فضل بن عباس، زیر بن العوام، خالد بن سعید، مقداد بن عمرو، سلمان فارسیؑ، ابوذر غفاریؑ، عمار بن یاسر، البراء بن عازب اور ابی بن کعب شامل تھے۔ یہ الفاظ عالم اسلام کے ایک مشہور مورخ جن کے بارے میں شبلی نعمانی کہتے ہیں۔ احمد بن ابی یعقوب کا تب عباسی یہ تیسری صدی کا مورخ ہے۔ مجھ کو اس کے حالات رجال کی کتابوں میں نہیں ملے۔ لیکن اس کی کتاب خود شہادت دیتی ہے کہ وہ بڑے پایہ کا مصنف ہے۔ چونکہ اس کا دولت عباسیہ کے دربار سے تعلق تھا۔ اس نے تاریخ کا چھاسر مایہ ہم پہنچا سکا۔ اس کی کتاب جو تاریخ یعقوبی کے نام سے مشہور ہے یورپ میں بمقام لیڈن ۱۸۸۳ء عیسوی میں چھاپی گئی ہے۔ (الفاروق)

مولانا علیؑ کا یہ فرمان کہ میں اس وقت دوش پر عبانہ ڈالوں گا جب تک کہ قرآن مجید، جمع و مرتب نہ کروں۔ الاتقان فی علوم قرآن میں بھی موجود ہیں واضح رہے کہ الاتقان کے مطابق مولانا علیؑ کے مصحف میں سورۃ القراء اول سورت تھی۔ پھر المدثر۔ المزمل، تبت اور تکویر تھیں۔

حاشیہ ص ۱۲۹

خالد ابن سعید اور اس کے بھائیوں نے ابو بکر کی بیعت کرنے میں لیت دلعل سے کام لیا۔ خالد نے بنی ہاشم سے کہا آپ خاندان بنی ہاشم قد آور درخت کی مانند ہیں اور ہم بھی آپ کے تابع دار ہیں استعیاب، اصحاب مقول از قصہ

حاشیہ ص ۱۳۱

سلمانؓ نے کہا: ایک معمرا نما کو منتخب کر کے اپنے پیغمبرؐ کے خاندان کو چھوڑ دیا ہے۔ اگر خلافت کو پیغمبرؐ کے خاندان میں رہنے دیتے تو دو آدمی بھی آپس میں اختلاف نہیں گرتے اور لوگ اس درخت کے میواوں سے بیشتر مستفید ہوتے۔ ابو بکر جوہری سقیفہ روایت ابن ابی الحدید۔ منقول از قصہ عبد اللہ ابن سباء

حاشیہ ص ۱۳۲

ابوزرؓ نے فرمایا تم لوگوں نے تھوڑی سی چیز کو حاصل کر کے اسی پر اتفاق کیا اور پیغمبرؐ کے خاندان کو کھو دیا۔ اگر اس کام کو اہلیت رسولؐ کے پرداز کرتے تو دو آدمی بھی آپؐ کے نقصان میں آپؐ سے مخالفت نہ کرتے۔ جوہری کتاب سقیفہ۔ منقول از قصہ عبد اللہ ابن سباء

حاشیہ ص ۱۳۲

حضرت عمر کا سیدہ فاطمہؓ کے گھر آگ سے حملہ کرنا ان کتابوں میں مذکور ہے۔ الفاروق، تاریخ یعقوبی، الامامت والیاست وغیرہ وغیرہ۔

حاشیہ ص ۱۵۳

خلفاء نے سیدہؓ کے گھر پر حملہ کیا اور پھر سیدہؓ کے شکم اور پہلو پر ایسی ضرب لگائی کہ محسن ساقط ہو گئے۔ شہرستانی اعلیٰ اور انجل منقول از قصہ عبد اللہ ابن سباء

حاشیہ ص ۱۵۹

اس روایت کا یہ مطلب نہیں کہ مولانا علیؓ نے ابو بکر کی بیعت کر لی تھی اس کا

مطلوب مصالحت کیونکہ پھلی روایات بھی یہی بتا رہی ہیں کہ مولانا علیؒ نے بیعت نہیں کی تھی بلکہ زبردست ان کے ہاتھ کو کھینچ کر بیعت کروائی گئی اور آپؐ نے اپنے ہاتھ کو کھینچا یعنی آپؐ نے بیعت نہیں فرمائی بلکہ لوگوں میں یہ مشہور ہو گیا کہ علیؒ نے بیعت کر لی ہے۔ اور پھر اتنی جلدی بیعت کرنا تو مکتب خلفاء کی منتدر کتاب بخاری کی اس روایت کے بھی خلاف ہے۔ ”حضرت فاطمہؓ کو حضرت ابو بکر پر غصہ آیا انہوں نے ان کی ملاقات ترک کر دی اور مرنے تک ان سے بات نہ کی۔“ وہ آنحضرتؐ کے بعد صرف چھ مہینے تو زندہ رہیں جب ان کی وفات ہوئی ان کے خاؤند حضرت علیؒ نے رمات ہی کو ان کو دفن کر دیا اور ابو بکر کو ان کی وفات کی خبر بن دی اور حضرت علیؒ نے ان پر نماز پڑھی اور جب تک حضرت فاطمہؓ زندہ تھیں تو لوگ علیؒ پر بہت توجہ رکھتے تھے۔ جب ان کی وفات ہو گئی تو حضرت علیؒ نے دیکھا لوگوں کے متھہ ان کی طرف سے پھرے معلوم ہوتے ہیں اس وقت انہوں نے ابو بکر سے صلح کر لینا اور ان سے بیعت کر لینا چاہا۔ بخاری کتاب المغازی۔ اس روایت سے بھی اتنی جلد بیعت کرنا ثابت نہیں ہے۔ شیعہ محققین کے نزدیک مولا علیؒ نے خلفاء کی آخری وقت تک بیعت نہیں کی۔ اس سلسلہ میں مزید تحقیق کیلئے کتاب اثبات امامت کی طرف رجوع کیا جائے۔

حاشیہ ص ۱۶۶

حضرت ام ایمنؓ کے بارے میں نبیؐ کا یہ فرمان انسان العيون میں بھی

موجود ہے۔

نبی پاک نے فدک سیدہ کو اپنی حیات میں عطا فرمادیا تھا۔ ملاحظہ کریں
معارج العروۃ، بیانیح المودۃ، تفسیر در منشورہ، تفسیر مظہری ہے۔

انسان الحیون جلد ۶ ص ۵۳۲ اردو دارالاشرافت میں لکھا ہے۔

”علامہ ابن جوزی لکھتے ہیں کہ ابو بکر نے فدک کی جائیداد کے متعلق
حضرت فاطمہؓ کے لیے تحریر لکھ دی تھی۔ اسی وقت حضرت عمر تشریف لائے اور
پوچھا یہ کیا ہے۔ ابو بکر نے کہا: میں نے فاطمہؓ کے لیے ان کے والد کرمؓ کی
میراث کے سلسلے میں تحریر لکھ دی ہے۔ عمر نے کہا کہ پھر آپ مسلمانوں کی
ضروریات پر کہاں سے خرچ کریں گے جبکہ آپ کو معلوم ہے عرب آپ کے
ساتھ برسر جنگ ہیں۔ اس کے بعد حضرت عمر نے وہ تحریر لے کر پھاڑ دی۔“

سیدہؓ نے فدک کا مطالبه کیا ملاحظہ کریں بخاری ۲، مسلم ۵، تاریخ یعقوبی ۲،
وفاء الوفاء ۳ ان کتب میں مطالبة فدک اور ابو بکر سے وفات تک سیدہؓ کی
ناراضیکی لکھی ہوئی ہے۔ اور صوات عن الحجر قد وغیرہ میں طبلی گواہ اور سیدہؓ کا علیؓ ام
ائین اور حسنؑ و حسینؑ کو پیش فرمانا اور خلفاء کا ان بزرگوں کی گواہیوں کو رد کرنا لکھا
ہوا ہے۔

حاشیہ ص ۷۳

یہ بات کہ انبیاء میراث نہیں چھوڑتے ایک عجیب سی رام کہانی ہے جس کی
نسبت رسول اللہؐ کی طرف معاذ اللہ دی جاتی ہے۔ کیونکہ یہ حدیث نہ تو نبیؐ کی
اکلوتی بیٹی سیدہ فاطمہؓ نے سنی۔ نہ مولائیؑ نے سنی نہ حسینؑ نے سنی نہ امام ایکنؑ نے

سُنی نہ کسی ام المومنین بیشمول حضرت عائشہ نے سنی۔ کیونکہ ان سب نے میراث کا مطالبہ کیا ہے۔ ملاحظہ کریں: بخاری، مسلم، ابو داؤد صواعق الحجر ق، ازالت المخاء، مدارج الدبوت وغیرہ۔

حاشیہ ص ۱۷۲

نبی پاک نے مولانا علیؑ کو بتا دیا تھا کہ یہ امت تمہارے ساتھ دھوکا کرے گی اس لیے آپؐ نے منافقین سے جنگ نہیں کی اور تواریخیں انھائی۔ نبی نے فرمایا کہ ”علیؑ“ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ نے مجھ سے جو عہد لیئے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپؐ کے بعد امت میرے ساتھ بے وفائی کرے گی۔ ”خصائص کبریٰ جلد ۲۔ پھر فرمایا۔“ علیؑ! میری امت میرے بعد تمہیں بے یار و بددگار چھوڑ دے گی۔ ”کنز العمال منقول از اثبات امامت۔ پھر کہا۔“ میں نے کہا میں انہیں اور جسے وہ اختیار کر یں گے ترک کر دوں گا۔ خدا اور رسولؐ اور دار آ خرت کو اختیار کروں گا۔ اور راہ خدا میں جس قدر مجھ پر مصائب و شدائد ڈھانئے جائیں گے ان پر صبر کروں گا یہاں تک کہ آپؐ کے ساتھ ملت ہو جاؤں۔ فرمایا سچ کہتے ہو۔ واقعًا تم ایسا ہی کرو گے۔ بار الہا علیؑ کو اس کی توفیق عطا فرم۔“ کنز العمال منقول از اثبات امامت

حاشیہ ص ۱۹۱

یہ روایت کہ انبیاء میراث نہیں چھوڑتے قرآن کے بھی خلاف ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے۔ ”میری بیوی بھی با پچھے ہے بس تو مجھے اپنے

پاس سے وارث عطا فرم۔ جو میرا بھی وارث ہوا اور یعقوب کے خاندان کا بھی
جانشین اور میرے رب اتو سے مقبول بندہ بنالے۔ ”مریم ۲، ۵ (زکریا کی دعا)
”اور داؤد کے وارث سلیمان ہوئے اور کہنے لگے لوگو! ہمیں پرندوں کی
بولی سکھائی گئی ہے اور ہم سب کچھ میں سے دیے گئے ہیں۔ پیش کیا کھلا ہوا فضل
اللہی ہے۔“، نمل ۱۶

اس آیت کی تفسیر میں قادہ کہتے ہیں کہ سلیمان ”حضرت داؤد کی نبوت
آپؐ کے ملک اور آپؐ کے علم کے وارث بنے۔ تفسیر در منثور۔ سورۃ مریم کی
آیت کی تفسیر میں در منثور میں یہ لکھا ہے کہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ زکریا کی
ولادت تھی تو آپؐ نے اللہ کی بارگاہ میں میں التجا کی رب حب لی من لد ملک.....
آلیۃ فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ میرے مال کا وارث بنے اور آل یعقوب
سے نبوت کا وارث بنے۔ ”ان کے نبیؐ نے انہیں پھر کہا کہ اس کی بادشاہت کی
ظاہری نشانی ہے کہ تمہارے پاس وہ صندوق آجائے گا جس میں تمہارے رب
کی طرف سے دکھی ہے اور آل موسیؐ اور آل بارون کا بقیہ تر کرنے ہے.....“، بقرہ ۲۲۸
تفسیر خازن میں ہے کہ اس تابوت میں انہیاً کی تصویریں تھیں اور یہ
تابوت نسل در نسل آگے جاتا رہا پہاں تک کہ حضرت موسیؐ تک پہنچا۔
لڑکیوں کو حنے دینے کیلئے اللہ کا فرمان سورہ نساء ۱۱۔ تک میں بڑھ لیا
جائے اور انہیں آیات کی تفسیر میں تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہوا ہے کہ اہل جاہلیت
تمام مال لڑکوں کو دیتے تھے اور لڑکیاں خالی با تحدیرہ جاتیں تھیں تو اللہ نے ان کا

تاریخ یعقوبی اور انسان العین - حضرت عائشہ کے دل میں عائشے نے بعض بھی تھا۔

حضرت علی طھیں مصری و طبقات ابن سعد

حاشیہ ص ۲۲۹

حضرت ام سلمہ مولا علی کی طرف تھیں اور آپ نے اپنا بیٹا بھی مولا علی کے ساتھ بھیجا تھا۔

حاشیہ ص ۲۸۲

معاویہ نے وحی کی کتابت نہیں کی۔ کچھ خطوط وغیرہ کی کتابت کی ہو گی لیکن وحی کی کتابت نہیں کی۔ چنانچہ مشکوہ باب اکمال فی اسماء الرجال میں لکھا ہوا ہے کہ کہا گیا ہے کہ انہوں نے وحی کی کتابت بالکل نہیں کی۔ مدارج النبوت میں بھی ایسا ہی لکھا ہوا ہے۔ ایک مشہور عالم دین ڈاکٹر سید رضوان علی ندوی اپنی کتاب خانوادہ نبوی و عہد نبی امیہ میں لکھتے ہیں۔ ”حافظ ابن حجر نے صحابہ کرام کے بارے میں اپنی مشہور و معتبر کتاب ”الاصابة“ میں معاویہ کے سوانح حیات میں لکھا ہے۔ ”زید بن ثابت وحی لکھتے تھے اور معاویہ حضور اور عرب بول کے مابین امور کی کتابت کرتے تھے۔ یعنی آنحضرت کے خطوط اور معاہدات لکھتے تھے۔ اور یہی بات ان سے قبل امام ذہبی نے معاویہ کے کافی طویل سوانح خاکے میں لکھی ہے اور اس ”کتابت“ کی بھی حقیقت انہوں نے اس طرح بیان کی ہے:

وکتب صراتٍ نیزہ (چند فتح میں حضور گئیے انہوں نے کتابت کی)“

خاتمۃ النبی وعہد بنی امیہ ص ۵۵

معاویہ اور اس کا باپ فتح مکہ کے دن اسلام میں داخل ہوئے ”یہ خود اور ان کے والد فتح مکہ کے موقع پر مسلم ہونے والوں میں سے ہیں اور موافقہ القلوب میں داخل تھے ”مشکوہ، مدارج العیوت، منہاج الشیعۃ، المعاشر ابن قبیہ۔
منقول از استخلاف زید

حاشیہ ص ۲۸۲

یہ حدیث بخاری میں بھی موجود ہے۔

حاشیہ ص ۲۸۶

واقعہ یہ ہے کہ جب مولا علیؑ نے جنگ صفین میں عمرو بن العاص پر حملہ کیا تو اس نے اپنے آپ کو بچانے کیلئے اپنی شرمگاہ کو گھول دیا۔ مروج الذهب ۳
حاشیہ ص ۳۰۰

ناکشین سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے مدینہ میں بیعت کی اور بصرہ میں جا کر توڑ دی۔ قسطین یہے مراد معاویہ اور اس کے ساتھی ہیں اور مارقین سے مراد اصحاب نہروان ہیں۔ ان کے بارے میں بھی نے پہلے اطلاع دئے دی تھی۔
ویلیٰ تاریخ ابن عساکر، اسد الغائب ۱۵ منقول از ارجح الطالب
حاشیہ ص ۳۱۲

نبیؐ نے فرمادیا تھا کہ علیٰ قرآنؐ کے مفہوم اور مطلب پر لڑائی کریں گے۔

مسند احمد۔ اسی مفہوم کی حدیث ترمذی میں بھی موجود ہے۔ منقول از مناقب علی وحسین و امہما طمہ الزہر انھا نص کبری میں بھی یہ حدیث حاکم اور یہیقی کے حوالہ سے موجود ہے۔

حاشیہ ص ۳۱۸

حدیث طیر ترمذی، مسند احمد بن حبیل، سنن ابی داؤد میں بھی موجود ہے۔ منقول از مناقب علی وحسین و امہما طمہ الزہر اور یہاں پع المودة۔ یہاں پع المودة میں لکھا ہوا ہے کہ ”حدیث طیر کو ۲۰۰ آدمیوں نے اُس سے روایت کیا ہے ان میں سعید بن مسیتب، سدی اور اسما علیل ہیں۔ ابن مغازی نے حدیث طیر کو ۲۰ طریقوں سے بیان کیا ہے۔“

حاشیہ ص ۳۱۹

خصائص کبری میں احمد، ابو یعلی، بزار، حاکم، یہیقی اور ابو نعیم کے حوالے سے حدیث نقل کی گئی ہے کہ نبی نے فرمایا تھا ”تم میں کوئی زوجہ اس وقت کیا کرے گی جب حواب کے کتے اس پر بھونٹنیں گے۔“

چنانچہ جب حضرت عائشہ اس مقام پر پہنچیں تو کتوں نے بھوننا شروع کر دیا مقام حواب پر اور عائشہ کو نی گی کی پیش گوئی یاد آگئی اور انہوں نے رونا شروع کر دیا اور واپس جانے کا فیصلہ کر لیا۔ اور کہا خدا کی قسم وہ حواب والی عورت میں ہی ہوں مجھے واپس لے چلو۔ مجھے واپس لے چلو۔ مجھے واپس لے چلو۔“ اس بتت طلحہ وزیر یچاں آدمیوں کو لے کر حضرت عائشہ کے پاس پہنچے اور ان لوگوں

نے ان کے سامنے شہادت دی کہ حواب کا مقام نہیں ہے اور جس نے آپ کو اطلاع دی ہے وہ بالکل جھوٹا ہے۔ علامہ شعیٰ کہتے ہیں کہ اسلام میں یہ پہلی جھوٹی شہادت ہے۔ مأخذ از انسان العین جلد ۶۔

(محمد مہدی محسن)



يادا شست

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرون ملک مقیم ہیں
مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کر سکتے ہیں۔

من جانب۔

سبیل سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان



۷۸۲

۹۲-۱۰

یا صاحب الْحَمَالِ اور کتبی

DVD
Version

لپیک یا حسین

مندر عباس
خصوصی تعاون: رضوان رضوی

اسلامی کتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری -

SABEEL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.co.cc
sabeelesakina@gmail.com

NOT FOR COMMERCIAL USE